مقررِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
کے فکر انگیز خطبات کا مجموعہ

خطباتِ علی میاںؒ

جلد پنجم

احکام و مطالبات

جمع و ترتیب:
مولوی محمد رضوان میاں نیپالی
جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

دار الاشاعت

Copyright Royal Bks.
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر: خلیل اشرف عثمانی، دار الاشاعت کراچی
طباعت: اکتوبر 2002ء، بمبئی گرافکس پرنٹنگ پریس، کراچی
ضخامت: 448 صفحات

ملنے کے پتے.....

[illegible]

نیپال میں ملنے کے پتے.....

مکتبہ انوار میں مدینہ المنورہ میں [illegible]
[illegible]
[illegible]

فہرست عنوانات

انتساب	۱۹
خطبات کی اہمیت	۲۰
حرفِ مفتی	۲۱
دعوت واصلاح کا کام	۲۳
زندہ رہنا ہے تو ۔ میر کارواں بن کر رہو	۲۵
تیسری سب سے بڑی قوت ہے امیر بنو	۲۷
تو میری امانت ہتھیاں میں ہے تمہارے	۳۰
منصب نبوت سے خلافت خلق امت کا فریضہ	۳۲
امت مسلمہ کا فرض منصبی	۳۵
کاروانِ ملت کا جلیل القدر مسافر	۴۱
دلی کہے اور دلی سنے	۴۲
یہ لفظ خاتم تشتم وصد سال راہ دور شد	۴۳
کاروانِ ملت کا جلیل القدر مسافر	۴۴
تین قسم کی قربانیاں	۴۵
ملت کا مفاد مقدم ہونا چاہیے	۴۷
معاندینِ اسلام کی تدبیریں	۴۸
موجودہ صدی کو سمجھنے کی ضرورت	۵۰
اسلام ایک تغیر پذیر دنیا میں	۵۱
بندۂ خدا بنو	۵۱

عنوان	صفحہ
زمانہ ثبات نہیں تغیر کا نام ہے	۵۲
مذہب زندگی کا محرک ہے	۵۳
مذہب کی تاریخ کی بعض آزمائشیں	۵۴
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ قفس ہے کتاب	۵۵
بعثت انبیاء کی غرض	۵۶
آسمانی کتابیں	۵۷
عہد جدید خود کشی پر تلا ہوا	۵۸
غلط تنقید سے غلط فہمیاں	۵۹
مذہب اور تہذیب	۶۰
ضرورت تبلیغ	۶۱
ایک جلیل القدر صحابی سیدنا ابوایوب انصاریؓ	۶۱
دوران جہاد ایک آدمی کا غلط تفسیر بیان کرنا	۶۲
سیدنا ابوایوب انصاریؓ کا صحیح تفسیر کی طرف توجہ کرنا	۶۳
صحابہ کرامؓ کی دینی جدوجہد اور اس کے نتائج	۶۴
دینی جدوجہد کے دوران صرف اپنی کا تصور	۶۵
بدترین ضرورت عارضی اپنی کا خیال	۶۶
اپنی بیچنے کا انجام یعنی دوزبردست نقصان	۶۶
بلندی ہمت انکار سب کچھ دینی بدولت ہے	۶۷
شان نزول کی مختصر تفصیل	۶۸
خودکشی کیا ہے	۷۰
حکمت دوم	۷۰
قیامت تک کی ضمانت	۷۱

عنوان	صفحہ
ہدایت و نور نبوت سے محروم سوسائٹی:	۷۶
فرصت کو غنیمت جانئے:	۷۶
آثار سے مآل کا اندازہ کیجئے:	۷۷
بارش میں ہر بار باراں ہے:	۷۷
نیا ایمان	۷۹
دین اور ایمان میں فرق	۷۹
مشاہدہ سے اور تجربہ سے زیادہ نبی کی خبر پر یقین:	۸۰
کوہ صفا پر آغاز دعوت:	۸۱
حقیقی ایمان کیا ہے؟	۸۳
ایک صحابی کا واقعہ:	۸۳
حضرت ابوہریرہ کا واقعہ	۸۳
حضرت ابوذر غفاری کا واقعہ:	۸۴
حضرت عبداللہ ذوالبجادین کا واقعہ:	۸۴
تازہ ایمان کی کشش	۸۴
ہماری ذمہ داری:	۸۵
آج تر و تازہ ایمان کی شدید ضرورت	۸۶
مسلم خواتین کی علمی و دینی خدمات	۸۹
علم مرد و عورت دونوں کے لئے	۸۹
عورت کی تعلیم کے بغیر نظام حیات کا حال	۹۰
تاریخ اسلام میں طبقہ نسواں کے کارنامے	۹۰
خواتین اسلام کی ذمہ داریاں	۹۲
ایک اعلان دشمن دعوت بالحق	۹۳

عنوان	صفحہ
دنیا بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد	۹۷
آگ سے خوف ..... اسباب آگ سے بے خوف	۱۰۳
سو فیصدی اسلام مطلوب ہے	۱۰۹
وادی کشمیر میں توحید خالص کا پہلا پیغام اور اس کے علمبردار	۱۱۷
حضرت میر سید علی ہمدانی کی تڑپ	۱۱۹
محبت و غیرت اسلام و المروم	۱۲۰
ایک تاریخی حقیقت	۱۲۳
تبلیغی جماعت	۱۲۷
مولانا الیاس صاحب کی دینی فکر	۱۲۷
تحریک کا آغاز اور عروج	۱۲۷
مخالفین کے خلاف جماعت کا استحکام	۱۲۸
فروعی کوتاہی یا تقصیر کا الزام جماعت پر عائد نہ کیجئے	۱۲۹
تبلیغی جماعت کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندوی کی رائے	۱۳۰
غمخوار امت بنئے	۱۳۰
عزم مصمم اور قوت فیصلہ ملت اسلامیہ کی ایک اہم ضرورت	۱۳۳
دنیا میں رہتے ہو تو صرف مسلمان بن کر	۱۳۴
اسلام چند رسومات و تقریبات کا نام نہیں	۱۳۵
دل بدل جائیں تو تعلیم بدل جانے سے	۱۳۶
نشان یہی ہے زندہ قوم کا	۱۳۸
اصلاح و استفادہ سے کوئی مستثنیٰ نہیں	۱۴۳
اصلاح و استفادہ سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہوتا	۱۴۳

عنوان	صفحہ
ایمان کو تازہ کرنے کی ضرورت ہے	۱۴۳
حضرت سید صاحب کا واقعہ	۱۴۶
اللہ والوں کے یہاں کی دعا قبول دعا نت کا نتیجہ ہیں	۱۴۹
ہمارے اکابرین کا رتبہ	۱۵۸
منتخب روزگار امت	۱۵۳
ایک مثالی رہنما امت کی ضرورت	۱۵۳
عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے	۱۵۷
امت مسلمہ کا وجود غزوۂ بدر کا صدقہ ہے	۱۶۵
غزوۂ بدر بقائے دین کا ضامن ہے	۱۶۵
قرآن کریم میں عورتوں کا مقام	۱۷۸
صحیح معاشرہ کی تشکیل میں عورتیں کیا اہم رول ادا کر سکتی ہیں...	۱۷۸
اچھی زندگی کی صفات	۱۷۹
علمی دنیا میں عورتوں کی خدمات	۱۸۲
قرآن کریم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کے ذکر کا اہتمام	۱۸۳
قرآن مجید میں عورتیں کے نام سے مستقل ایک سورۃ	۱۸۴
جنرل مذہب میں عورتوں کی دینی خدمات	۱۸۶
ہماری بچی کھچی بہنوں کی ذمہ داری	۱۸۶
ہماری مستورات نے توجہ نہ کی تو ملک خطرہ میں ہے	۱۸۷
بہنوں سن لو!	۱۸۸
تو نے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب	۱۸۹
نصرت الٰہی کی شرائط	۱۹۹
تاریخی مطالعہ	۱۹۹

عنوان	صفحہ
حقیقت قرآن	۲۰۰
خدائی قانون بے لاگ ہے	۲۰۰
قرآن دستور حیات ہے	۲۰۱
ہمارے اکابرین کی خدمات	۲۰۲
تم ہر وقت ایک اسم کا ورد رکھو ۱۲	۲۰۲
حضرت صدیق اکبر کا نادر نمونہ	۲۰۳
کل قیامت کے دن تم سے ہمارے پاس ہوگی	۲۰۵
کتوں نے خدائی مسندیوں نے مرا پائی	۲۰۶
اسلام ہر قیمت پر باقی رہے	۲۰۶
عقیدہ کی حفاظت	۲۰۶
شرک ضعف کا سبب ہے	۲۰۷
آپس کی کشمکش سے اجتناب کریں	۲۰۸
دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے	۲۰۸
اسراف سے اجتناب	۲۰۸
مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت	۲۰۹
آپ سے دردمندانہ گزارش	۲۱۱
قیم اسلامی تہذیب و تمدن کے مرکز میں مقیم مسلمانوں کی ذمہ داریاں	۲۱۵
خواص امت میں ان کا مقام اور ذمہ داریاں	۲۱۹
خواص کی اصطلاح	۲۱۹
"خواص" کا جامع مفہوم	۲۱۹
قرآن مجید میں "مترفین" کی اصلاح اور ان کا کردار	۲۲۰

عنوان	صفحہ
"خواص" کا اسلامی مفہوم اور ان کی سیرت واخلاق	۲۲۲
اپنے "خواص" اور "عزیزوں" کے بارے میں رسول اللہ کا طرز عمل	۲۲۳
خواص امت کا طرز عمل	۲۲۵
اہل فکر وقلم کا مقام اور ذمہ داری	۲۲۶
حفاظت دین وملت کا صحیح مفہوم	۲۲۸
ملت کے نمائندوں کی فکری رہنمائی کا فریضہ	۲۲۹
ملت کے نمائندوں اور نخبہ افراد کی ذمہ داری	۲۳۰
دین کی نبوی مزاج اور اس کی حفاظت کی ضرورت	۲۳۳
سیدنا حضرت حسینؓ کا کارنامہ	۲۳۸
تبدیل کا راستہ	۲۳۹
دعوت اور حکمت دعوت	۲۴۶
دعوت سے سروکار رکھنے	۲۵۰
چند دعوتی نکات	۲۵۰
سورۂ الفاتحہ فرض کی تلقین	۲۵۴
توحید کی دعوت میں نفس پیدا کیا جائے	۲۵۴
مساجد کو کس طرح منارۂ نور بنایا جاسکتا ہے؟	۲۵۷
دین کا اصل سرچشمہ اور رسول اللہ ﷺ کی قیمت	۲۵۷
آخرت کی حکمت ودعوت	۲۵۸
دین پر عمل کرنے سے دنیا میں برکت کا وعدہ	۲۵۹
دین پر عمل کرنے کی برکتوں کو دیکھنے کے لئے دنیا کو کفر کے لئے	۲۶۱
دین پر ناقص عمل اور شریعت کے حصے بخرے	۲۶۱
امت کو دنیا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ	۲۶۳

عنوان	صفحہ
عقائد وعبادات میں مسلمانوں کا طرز عمل	۲۱۳
ہم نے اپنی زندگی سے لوگوں کو اسلام سے روکا	۲۲۴
احکام شریعت پر عمل نہ کرنے کی نحوست	۲۲۵
عقائد واعمال کی تاثیر اور معاصی کے نتائج واثرات	۲۲۵
دین حق اور دعوت اسلام ایک فلک بوس اور سدا بہار درخت	۲۶۹
قرآن کریم کا چیلنج	۲۷۹
داعیان اسلام کی حکمت وبصیرت	۲۸۱
اوہام وشکوک اور خوف وہراس کا عالم جس نے اس گفتگو کی تقریب پیدا کی	۲۸۲
مسلمان بادشاہ کے کام فریب اور نفرت انگیز تعارف	۲۸۳
نازک اور کشمکش میں ڈالنے والی پوزیشن	۲۸۴
حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا حکیمانہ طرز	۲۸۵
نجاشی کے دربار میں	۲۸۷
ایوان شاہی میں حضرت جعفرؓ کی تقریر کا اثر	۲۸۸
عقیدہ کی آزمائش اور حاضر جوابی	۲۸۹
ایک دینی واخلاقی معرکہ میں فتح ونصرت	۲۹۱
اس ملک کی قسمت اسلام سے وابستہ ہے!	۲۹۹
ترتیب خلافت میں حضرت حسینؓ کے مثالی اقدام	۳۰۱
ایمان کی قدر	۳۰۳
نیابت رسول اللہ ﷺ	۳۰۴
خلافت نبوی کے بعد	۳۰۵
عیسائیت کی اصلیت وحقیقت	۳۲۱
دین وایمان کو جسم وجان پر ترجیح دینا ایمانی تقاضا ہے	

عنوان	صفحہ
...ستان مسلمانوں کی جہ سے کا احتمال	۳۱۳
...ق صادق تبلیغ کا ذریعہ ہوتا ہے	۳۱۴
...یرت ایمانی کا تقاضا	۳۱۴
...سلام سے ایسی مرعوبیت کو چھوڑنا اور نہیں کرنا چاہیے	۳۱۵
...سلامی حکومت کے بعد روحانی حکومت خطرناک ہے	۳۱۶
...ہری ایمانی حالت قابل تشویش ہے	۳۱۶
...صحابہ کرام کے ایمان و عمل کے اعلیٰ معیار کی ایک مثال	۳۱۸
...ہمارا کلمہ ایمان کا اونچا مقام پیش کرتا ہے	۳۱۹
...سنت یعقوبی کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے	۳۱۹
ایمان اور اس کی قیمت	۳۳۲
...ظن مالوس چیزوں کا مجموعہ ہے	۳۳۲
...ایمان کی حفاظت کیلئے ہر چیز کو قربان کرنے کی ضرورت	۳۳۳
...وضہ ایمان سر دھڑ کی بازی لگانے کی ضرورت	۳۳۵
...محمدی نسل کی سلامتی کے لئے لائحہ عمل	۳۳۶
...تحی مسلمانوں کیلئے ایک لمحہ فکریہ	۳۳۸
انسانیت کی سب سے بڑی ضرورت عقیدہ، عمل اور دعوت	۳۳۹
...ندی و عالمی کے نشانے مغالیں تراشے	۳۴۰
...ضرورت بھی تو	۳۴۱
...مسلمانوں سے اپیل	۳۴۳
مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ علیہ	
...کا پیغام خواتین اسلام کے نام	۳۴۵
...قرآنی قصوں کی اہمیت و افادیت	۳۵۰

عنوان	صفحہ
دعوت دین میں حکمت و موعظت اور ہر زمان و مکان کے لئے اس کی ہم آہنگی	۳۵۹
ایک دیرپا آزمودہ تکنیک	۳۵۹
قرآن کریم کا اسلوب دعوت احادیث میں	۳۶۰
دعوت و تبلیغ کا کام قرآن و سنت کا پابند کیوں ہے	۳۶۰
دعوت کے بنیادی اور مکانی عناصر	۳۶۱
آیت دعوت کا تجزیہ، دعوت کا اس کی وسعت اور گیرائی	۳۶۲
دعوت کا ایک اہم عنصر، دعوتی وسائل اور مشاہیر	۳۶۳
ایک مؤذن کی دعوت کامیاب ہوا، اپنا ایمان مخفی رکھے ہوئے تھا	۳۶۵
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کے دو نمونے	۳۶۷
ایک طرز ہے اپنے باپ کو دین کی دعوت دینا ہے	۳۶۷
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دلائل کا حسن انتخاب	۳۶۸
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت	۳۶۹
فطرت انسانی اور حقائق کی بنیاد پر گفتگو	۳۷۱
زبانِ قوت گفتار اور حکایت کی مدلل و مفید سے فائدہ اٹھانا	۳۷۲
قرآن کریم کا طرز، اثبات مفصل اور نفی مجمل	۳۷۳
دلی خوش اور استقلال کے ساتھ داعیانہ کام کرنا	۳۷۴
دل کی آواز سوچ و سمجھ کی تصحیح کرتی	۳۷۶
حضرت یوسف علیہ السلام کے طرز تبلیغ کا ایک نمونہ	۳۷۷
ایک لوکھلا جس میں حضرت یوسف نے دعوت دی	۳۷۹
حضرت یوسف کا مرتبہ	۳۸۰
احسان کا صلہ	

صفحہ	عنوان
۳۱	
۳۲	
۳۳	
۳۴	
۳۵	
۳۶	
۳۷	
۳۸	
۳۹	حضرت موسیٰ کی ولادت اور پیغمبرانہ حکمت کے چند نمونے
۴۰	
۴۱	
۴۲	
۴۳	
۴۴	
۴۵	
۴۶	
۴۷	
۴۸	
۴۹	
۵۰	

عنوان	صفحہ
فرعون کی ترکش کا ایک زہریلا تیر	۳۹۷
حکمت پیغمبرانہ اور مکمل معجزہ	۳۹۸
دعوت میں پختگی کے ساتھ حوصلہ بھی اور کسی حال میں اس مقصد کو فراموش نہ کرنا	۳۹۹
فرعون کی فکری پسپائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی استقامت اور کامیابی	۴۰۰
فرعون کے ترکش میں ایک ہی تیر تھا جس کو اس نے آزمایا	۴۰۱
فرعون کی ترکش کا آخری تیر	۴۰۲
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی قوم	۴۰۵
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چار واضح اور فیصلہ کن مواقف	۴۰۵
منصب نبوت اور سیاسی قیادت کا فرق	۴۰۶
فرعون کے ذرا سا ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے تھے	۴۰۷
پیغمبرانہ روح کا تابناک نمونہ	۴۰۸
ایک راہ شناس مبلغ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی مہم سر کرنے کے لئے تیار کیا تھا	۴۰۸
ہمت شکن اور دل توڑنے والی بات	۴۱۰
دعوتی ہر حال میں راہ ہی رہتا ہے	۴۱۲
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ چلا اور اللہ تعالیٰ سے دیکھا اور کہا:	۴۱۳
ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ مجھے راستہ بتائے گا	۴۱۴
پھر کیا ہوا؟	۴۱۶
ارادۂ الٰہی اور اسباب مادی	۴۱۷
مادی اسباب کے سلسلے میں انبیاء اور ان کے مخالفین کا فرق	۴۲۰

صفحہ	عنوان
۴۲۸	[illegible]
۴۲۵	[illegible]
۴۲۰	[illegible]
	[illegible]
۴۲۳	[illegible]
۴۲۵	[illegible]
۴۲۷	[illegible]
۴۲۸	[illegible]
۴۲۹	[illegible]
۴۳۰	[illegible]
	[illegible]
۴۳۳	[illegible]
۴۳۳	[illegible]
۴۳۴	[illegible]
۴۳۵	[illegible]
۴۳۵	[illegible]
۴۳۷	[illegible]
۴۳۸	[illegible]

انتساب

بندہ نے اس حقیر سی کوشش و پیش کا انتساب ... علم و عمل کے مجمع
سراپا سراج علامہ، عارف باللہ، عاشق الٰہی اور حضرت عارف کے مایۂ
ناز تلمیذ رشید، خلیفہ حضرت کے فیض سے روحانی وادیوں سے اٹھ کر عالم کی دنیا
پر چھا جانے والی ہستی کی جانب کرتے کو سعادت دارین کا موجب
سمجھتا ہوں، جو اپنے کردار و گفتار میں سلف صالحین کا پرتو نظر آتے ہیں،
میری مراد حضرت الاستاذ مولانا الحاج عبدالرزاق سکندر دامت برکاتہم
عالیہ کی ذات بابرکات ہیں، جن کی آواز ہستی میں مجھے بیک وقت
ایک عرفانی ماحول، عشق کا عکس نظر آتا ہے۔

محمد عبدالحق عفی عنہ

خطبات کی اہمیت

قال رسول اللہ ﷺ

علیکم بمجالسة العلماء واستماع کلام الحکماء ، فان اللہ تعالی یحی القلب المیت بنور الحکمة کما یحی الارض المیتة بماء المطر۔ (الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اہل علم کی ہم نشینی اور اہل حکمت کا کلام سننے کو خود پر لازم کرو، اس لئے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ قلب مردہ کو نور حکمت سے ایسے زندہ فرماتے ہیں جیسے مردہ زمین کو بارش کے پانی سے۔

بحوالہ معجمات ابن حجر عسقلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ گفتنی

خطبات علی میاں کی پانچویں جلد بعنوان "اسلام اور مسلمانات" آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ جل شانہ کا بے انتہا فضل و احسان میرے ساتھ رہا اور اس ذات عالی نے ان منتشر خطبات کی ترتیب کے سلسلے میں ہر مرحلہ پر غیبی مدد و نصرت فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مولانا علی میاں کا روشن، بصیرت افروز پیام بطور دستاویز آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

خطبات علی میاں نہ صرف خطبات و تقاریر ہیں بلکہ ایک تاریخی دستاویز اور روحانی مجالس ہیں، جہاں ہر قسم کے رنگ و بو اور اخلاص و اکسن سے قاری لطف اندوز ہوتا ہے، اور ہر خاص و عام اپنے دل میں ایک روحانیت محسوس کرتا ہے، کیونکہ آپ کے خطبات میں علمیت کے ساتھ صداقت، حقیقت، فضیلت، حکمت، خصوصیت و بلندیٔ فکر کارفرما نظر آتی ہیں۔ آپ کی تقاریر و خطبوں نے دورِ حاضر کی فکری و نظریاتی گتھیاں سلجھانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ نے اپنی تقاریر کے ذریعے صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ تمام دنیائے انسانیت کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اپنی ایمانی قوت سے عرب و عجم کو یکساں جھنجھوڑا۔ اسی کو کسی نے یوں بھی کہا

اس کے لہجے میں قیامت کی فسوں کاری تھی
لوگ آواز کی حدت میں گرفتار ملے

آپ حضرت مولانا علی میاں قدس سرہ کے اس فکر انگیز خطبات کو پڑھیں گے تو محسوس ہوگا کہ حضرتؒ کے اپنی تقاریر سے سوئے ہوئے دلوں کا جگانا، پھول کی پتی سے ہیرے کے جگر کو کاٹنا ہے اور سوئے ہوئے جذبات کو اپنے سحر کن انداز میں بیدار کیا ہے اور پھر ایسا بھی نہیں کہ سوکھا تھے والوں کو جذبات کے رو میں بہہ جانے کیلئے چھوڑ دیا ہو

بلکہ ان کی پاک شریعت محمدیہ ﷺ کے ساتھ میں چھا یہ تا کہ اب وہ اپنے جذبات کو شریعت سے صرف پہنچاتے رہیں، وہ حضرات جو ان حضرات کے مطالعے سے محروم ہیں وہ ان کی سادگی اور اخلاص کو دیکھ کر بے ساختہ ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں جس کے ثمرہ میں وہ اپنے اوپر ایک محبوبیت محسوس کرتا ہے میں بھی محسوس کرتا ہوں مجھے بھی نیابت رسول کے صدقے بحیثیت آخری امت دعوت سونپی گئی ہے اور یہ کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ میں بھی اس دعوت داری کو ضرور بالضرور پار کروں گا۔

یہ خود غرضی، نفس پرستی، خود سری، بے حسی، مفاد پرستی میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو اطاعت فرمانبرداری، آداب واخلاق، دیانت وامانت داری، بیداری، احساس ذمہ داری کا حضرت مولانا نے درس دیا اپنے اکابرین واولیاء، واتقیاء کے نقش قدم سے سنتی، دلی محبت انسانیت کیلئے پرامن چراغ کی صورت میں میدان عمل میں شمع کیا، اتنا ہی نہیں آج کے اس پرفتن اور پرآشوب دور میں جبکہ دنیائے انسانیت ایمانی دولت سے محروم، دنیا چلی جارہی ہے ایسے نازک مرحلہ پر حضرت نے جدید ایمانی قربانی اور دینی جدوجہد کا سبق دیا دنیائے عالم تیز سیلاب میں بہہ جانے والوں کو راہ ہدایت کا مظہر اور ہاتھ کر شاہراہ دعوت اور ہدایت پر گامزن ہونے کا راستہ بتایا ہے۔

اخیر میں بندہ ان تمام حضرات کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے خطبات کی ترتیب میں دامے درمے قلمے سخنے معاونت فرمائی خصوصاً برادر محترم مولوی سید عدنان کاکیل سلمہ اللہ نبیرہ حضرت مولانا عبدالحق نافع گل نور اللہ مرقدہ نے جو معاونت فرمائی وہ قابل ستائش ہے، اللہ ان کو بہترین جزاء عطا فرمائے، مولوی مظہر حسن سلمہ اللہ، شیخ محمد رشید سلمہ اللہ نے بھی پروف ریڈنگ کے مرحلہ سے گزرنے کی طباعت تک ہر مرحلہ میں میری معاونت فرمائی، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنے دین کی خدمت کیلئے قبول فرمائے آمین یارب العالمین۔

والسلام

عبد محمد رضوان میاں ندوی غفرلہ

۱۳ شوال ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۲۰۰۲ء یوم الاثنین

دعوت واصلاح کا کام

شریعت کی رو سے انفرادی زندگی اور اجتماعی اصلاح اور اجتماعی زندگی دراصل
ایک ہی ہے۔ دراصل معاشرہ ایک ایسی چیز ہے کہ اگر ایک حصہ میں دوسرے حصے تمام
جسم بے کیف ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر مرد و عورت کو چاہئے کہ اپنی اپنی خاصہ
داری پر قائم رہے تاکہ اس کی وجہ سے اپنے اپنے حلقہ میں اپنی اپنی
خاصہ کے کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کے افراد اپنی
کے ریلوے کے آدمی نہ ہوں۔ جب ہر ایک اپنی اپنی ذمہ داری کو
اس طرح لے کر کھڑے ہوں جس سے کہ ان کی قوت کے ہر اسباق قوتیں
ہیں۔ مقصد حاصل ہو جائیں اور حکام خداوندی کے سامنے سرنگوں ہو جائیں،
کیونکہ یہ کام خدا کی توفیق اور عنایت سے ہوتا ہے۔ جماعت تبلیغی کے ذمہ یہ کام
ہے اس کام کا مقصد اور اس کی ہدایت کیا ہے خود اپنی اصلاح اور
عبدیت کا اظہار مقصود ہے۔ اپنے اپنے کو صحیح طور پر ادا کریں ہے تو ہم سے مؤثر دور
اطمینان بخش زندگی پائیں گے۔

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی)

زندہ رہنا ہے تو ۔ میر کارواں بن کر رہو

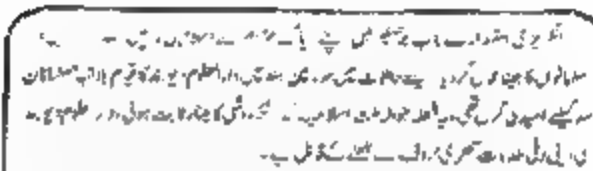

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله ونشهد ان محمدا عبده ورسوله الذي ارسله الله تعالى بالحق بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فاواكم وايدكم بنصره ورزقكم من الطيبات لعلكم تشكرون۔

میرے بھائیو اور دوستو! میں نے آپ کے سامنے سورہ انفال کی یہ آیت پڑھی جو قرآن مجید کی مدنی سورتوں میں سے ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یاد دلایا ہے کہ تم کتنی مختصر تعداد میں تھے اور تمہارے دشمن کتنی بڑی طاقت کے مالک تھے۔ تم کمزور تھے اور تمہارے دشمن کتنے طاقتور تھے۔ تم بہت تھوڑے تھے اور تمہارے دشمن کتنی بڑی تعداد میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتنے غیر معمولی وسائل عطا فرمائے۔ تم کتنی غیر معمولی تعداد کا تصور کر سکتے ہو۔ پہلی صدی ہجری میں [illegible] جنگ جو غیر معمولی [illegible] جو [illegible]

ایسے لوگ ہیں جو ہر وقت اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کر اس کی عظمت کے گیت گاتے ہیں۔ اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کر اس کی عظمت کے گیت گاتے ہیں۔ اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کر اس کی عظمت کے گیت گاتے ہیں۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے تاکہ انسان ان نعمتوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرے۔ اور اس کی عظمت کے گیت گائے۔ اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کر اس کی عظمت کے گیت گائے۔ اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کر اس کی عظمت کے گیت گائے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ

اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل ان باتوں سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں۔ پس تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تسلی دی ہے کہ جو لوگ تیری مخالفت کرتے ہیں اور تجھ پر طعن کرتے ہیں تو ان کی باتوں سے دل تنگ نہ ہو۔ بلکہ اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

اور جب تمہارے رب نے تمہیں خبردار کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

وَرَبُّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ۔

وَرَبُّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

کر شاید تم شکر روا در قسم ۔ سے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہو

آج میں انسانوں کی جنگل دیکھ رہا ہوں اور اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب چند سو مسلمانوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بشارت سنا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ! کیا تیری یہ جماعت ہلاک ہو جائے گی؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے ایک قصبہ میں دین کے جاموس کی ایک آواز پر چند سو اور دو سو سے لے کر تین سو تک مسلمانوں کو جمع پایا ہر مسلک کے لوگ یہاں اس طرح جمع ہو گئے ہیں کہ اگر یہ اپنی نہ ہو تو یہ تشبیہ میدان عرفات کا نقشہ یہاں دکھائی دے رہا ہے، جو طاقت مسلمانوں کو میدان عرفات میں جمع کرتی ہے وہی طاقت اور وہی اللہ کی وہی کشش ہے جس نے آج اس قصبہ میں لاکھوں مسلمانوں کو یکجا کر دیا ہے۔

وأذن في الناس بالحج يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق"

تیسری سپہ انس و حسن تو ہے امیر جنود

مکہ مکرمہ میں اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں تو سنت ابراہیمی اور سنت محمدی کی وجہ سے مدینہ میں اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں تو اس میں بھی سنت ابراہیمی اور سنت محمدی کی کشش کو دخل ہے اور آج بھی اس آواز میں وہ نیر معنوی طاقت اور کشش ہے جس کو اگر مسلمان سمجھ لیں تو دنیا کی کسی بڑی سے بڑی حکومت میں وہ اثر اور طاقت نہیں جو آج بھی ایران کی آواز میں ہے اقوام متحدہ و سلامتی سے، سوویٹ سے، امریکا اور روس جیسی بڑی بڑی طاقتیں مر مر کے زندہ ہوں، پھر بھی اس کی آواز میں وہ طاقت و تاثیر نہیں، جو اسلام کی آواز میں ہے، جس طرح آج مقناطیس لوہے کے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح آج بھی اس آواز میں وہ کشش تو ازلی اور ابدی ہے جو دنیا کی کسی چیز میں کبھی نہیں ہے، ہمیں اور آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ کیا چیز تھی جس نے قلیل تعداد کو شیر خدا بنا دیا

میں نے عربوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایٹمی سے قبل شی بنا دیا اور میں آپ سے ایک بار نہیں چار بتاتا ہوں کہ آپ وہ چیز تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کے طفیل عطا کر دیا

دیا، پھر آپ نے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے، ہر ایک کے لئے آپ کی ذات میں نمونہ ہے، آپ کی زندگی کے ہر گوشہ میں ہر ایک کے لئے رہنمائی ہے، آپ کی زندگی کے ہر پہلو میں ہر ایک کے لئے روشنی ہے، آپ کی زندگی کے ہر لمحہ میں ہر ایک کے لئے ہدایت ہے، آپ کی زندگی کے ہر ورق پر ہر ایک کے لئے درس ہے، آپ کی زندگی کے ہر باب میں ہر ایک کے لئے سبق ہے، آپ کی زندگی کے ہر صفحہ میں ہر ایک کے لئے عبرت ہے، آپ کی زندگی کے ہر حرف میں ہر ایک کے لئے نصیحت ہے، آپ کی زندگی کے ہر نقطہ میں ہر ایک کے لئے موعظت ہے، آپ کی زندگی کے ہر شوشہ میں ہر ایک کے لئے حکمت ہے، آپ کی زندگی کے ہر زیر و زبر میں ہر ایک کے لئے علم ہے، آپ کی زندگی کے ہر نشیب و فراز میں ہر ایک کے لئے ہدایت ہے، آپ کی زندگی کے ہر موڑ میں ہر ایک کے لئے رہنمائی ہے، آپ کی زندگی کے ہر پیچ و خم میں ہر ایک کے لئے روشنی ہے، آپ کی زندگی کے ہر گوشہ میں ہر ایک کے لئے نمونہ ہے، آپ کی زندگی کے ہر پہلو میں ہر ایک کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [

ا ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

حضرات! آج ملک خود کشی کے لئے قسم کھا چکا ہے، وہ آگ کی خندق میں کودنے کے لئے تیار ہے، وہ بداخلاقی اور انسانیت کی تذلیل میں ڈوب رہا ہے، آپ ہی ہیں جو بند و سامان میں کیا پورے ایشیا میں اس ملک کو بچا سکتے ہیں، آپ اللہ اور رسول کی بات کہیئے، آپ کو کوئی ضرورت نہیں کہ آپ بیدار مغزی میں اتر آئیں اور آپ سود کرنے والوں کو ساہوکاری بولی بولنے جائے، آپ متاع نایاب ہیں، اللہ کے سوا آپ کی خریداری کا کوئی حوصلہ نہیں کر سکتا اسلئے میں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں اگر آسمان میں آپ کے دام لگائے جائیں تو یہ سودا نہیں ہو سکتا، میں صرف آپ سے کہتا ہوں کہ اس ملک کو صرف تنہا آپ بچا سکتے ہیں، اس لئے آپ کے پاس عقیدہ توحید اور انسانی اصول و مساوات ہے، آپ کے پاس منہاج عدل کا مکمل نظام موجود ہے، آپ ہی ہیں جو ہر چیز سے بالاتر ہیں، آپ ہی ہیں جن کے پاس ایمان بالآخرۃ ہے اور جو الحاد کے تسلط کو یقین رکھتے ہیں۔

آپ ان لوگوں میں سے ہیں جس کی نظر طاقت اور قوت پر رہا کرتی ہے، جن کی نگاہ میں مال، متاع اور اکثریت ہی سب کچھ ہے اور نہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو انتخابات میں کامیاب اور پارلیمنٹ تک پہونچ جانے ہی کو سب سے بڑی معراج سمجھتے ہیں۔

بزرگو اور دوستو: جو دوست کے لبادے پر ایمان رکھتا ہے اور ہر چڑھتے سورج کو پوجنے لگتا ہے وہ (اب کر رہے گا) اس کو کوئی بچا نہیں سکتا مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ عرب ممالک اس سے بہتر حالت میں نہیں اور یہ میں آپ سے اردو میں اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میں ان سے ڈرتا ہوں، میں نے ان سے بارہا کہا ہے:

"لا الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوها کما تنافسوها فتهلککم کما اهلکتهم"

اس کو میں نے مکہ اور مدینہ میں کہا اور پیرس میں نے بھی صدا لگا کر وہی بات کہی ہے جو اللہ کے وعدوں پر یقین اور اس کی نصرت پر بھروسہ رکھتا ہے، مگر ہندوستانی مسلمان اپنے اندر ایمانی خصائص پیدا کر لیں تو آج بھی آتش نمرود سرد ہو سکتی ہے اور وہی انداز گلستاں پیدا ہو سکتا ہے۔

میرے عزیز دوستو! میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ میرا نام اور میرا کام اور میری روح کا یہی پیغام ہے حضرت شیخ الہند کی پیروی چلتے اور چلتے رہے

حکیم الامت حضرت تھانوی اور مولانا مدنی نے اپنے خاص طرز اور اسلوب سے جس کے لئے ہمیشہ سوز اور درد رہے کہ بعد ستانی مسلمان اپنی خصوصیات اور ملی تشخص کے ساتھ اس ملک میں باقی رہیں قرآن وسنت کو جینے کے لئے اور اخلاقی مسائل کو حل کرنے کے لئے تو حید وسنت پر زور دیں دیوبند کا یہی پیغام ہے اور اس کی یہی خصوصیت رہی ہے کہ انھوں نے سرمایہ ملت بچانے کی کوشش کی اور اخلاقی مسائل کو عوام کے سامنے پیش کیا۔

یہ دیوبند کا رشتہ ہے حضرت مجدد الف ثانی کا، سرسید اگر کوئی یہ سمجھتا تو اس کو سمجھنا چاہیے سرسید مقام نہیں ہے لیکن میں کہتا ہوں اور حضرت مجدد الف ثانی کے وارث ہیں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، متقدمین بزرگوں میں سے کسی کو بھی اس میں کلام نہیں کہ یہ حضرت شاہ ولی اللہ کا گلستان اور ان کا منتخب لکھر ہے جو دیوبند کی شکل میں اس وقت سامنے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں جہاں جہاں صحیح العقیدہ لوگ ہیں وہ شاہ ولی اللہ کی سبع فروع اور ان کی تجویزات ہیں۔

منصب قیادت حفاظت ملک وملت کا فریضہ

حضرات! میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے فائدہ کا مقام اختیار کیجئے تو آپ سمجھئے کہ آپ کی حیثیت ملک میں قائد کی ہے میرے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مسلمانوں کو یہ کرنا چاہئے کون یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کیا نبی کریم کے بعد کوئی اور پیغمبر پیدا ہوگا کیا کتاب اللہ کے بعد اور کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی کیا شریعت محمدی کے بعد کوئی اور شریعت آئے گی؟ ہم سے کہیے والا صرف اللہ اور اس کا رسول ہے، ہمارا ساتھ دینے والی ہماری آسمانی کتاب اور سنت رسول ہے تو آپ یہ عہد کریں کہ یہاں سے جایئے کہ آپ کو اس خصوصیت کیساتھ ملک میں رہنا ہے اور کتاب وسنت کو دل وجان سے زیادہ عزیز رکھنا ہے اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کیلئے تیار رہنا ہے۔۔۔ آپ اس خصوصیت کے ساتھ اس ملک میں ہیں تو ان شاء اللہ آپ عزت کے ساتھ سربلند سرخرو ہیں۔

"ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين"

حقانی دیوبند، العلوم دیوبند کے فضلاء، اس کو وہ تمام خصوصیات ملنے والی ہے ان سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان خصوصیات کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔

(۱) اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے خالص مسائل کے علاوہ توحید، سنت پر اپنی توجہ مرکوز کی (اور یہ وہ اوراق اور اثاثہ ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید کے وسیلے سے ہمیں ملی، ابھی تک اس کو لے کر چل رہے ہیں)

(۲) اتباع سنت کا جذبہ اور تڑپ۔

(۳) تعلق مع اللہ کی فکر اور حضوری اور ایمان و احتساب کا جذبہ۔

(۴) چوتھا عنصر ہے اخلاص للہ اور للہیت کا جذبہ اور بے غرضی۔

یہ چار عناصر اگر جمع ہو جائیں تو دیوبندی بنتا ہے، اگر ان میں سے کوئی عنصر کم ہو جائے تو دیوبندیت ناقص، فضلائے دارالعلوم دیوبند کا یہ شعار رہا ہے کہ وہ ان چار چیزوں کے جامع رہے ہیں، اب میں عام آدمیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں آپ کا بھی حصہ ہے اور یہ صرف فضلائے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، آپ بھی یہاں سے پیغام لے کر جائیے کہ عقیدہ توحید کو سینے سے لگائے، اور آپ کے گرد و پیش شرک و بدعت کا دھارا بہہ رہا ہے، اس سے الگ رہنا ہے توحید پر آپ قائم رہیں، اتباع سنت اور فرائض کی پابندی کا جذبہ آپ کے اندر ہو اور تعلق مع اللہ کی کوشش کرتے رہیں، آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذکر اللہ کو، حب و محبوب اور معبود معبود کا ہونا چاہئے، یہی تعلق آپ کے دل و دماغ اور آپ کے اعصاب پر حاوی ہونا چاہئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امت مسلمہ کا فرض منصبی
اور اس کے انقلابی اثرات

یہ تقریر مولانا حضرتؒ نے اسلامی فاؤنڈیشن پارک جامعہ سلفیہ شاہ، ملتان میں ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء کی جس میں ملک بھر کے مقامات کے پندرہ ہزار نمائندگان نے شرکت کی۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھد اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ اللہ تعالیٰ بالحق بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا

حضرات! میں قرآن مجید کا ایک حقیر طالب علم ہوں اور آپ سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید روزانہ پڑھا جاتا ہے اور حسب توفیق ایک بار اور زیادہ سے زیادہ پڑھا جاتا ہے، قاعدہ ہے کہ جب آدمی کسی چیز کو حیرت سے دیکھتا ہے اور اس سے وہ مکتسب ہوتا ہے تو اس کا یہ تجربہ ہمیشہ قائم نہیں رہتا، وہ زائل بھی ہو جاتا ہے، لیکن میں اپنا حال آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں (اسی سے میں نے اپنی بات کہنے کا مضمون اخذ کیا ہے) جب میں قرآن مجید میں سورہ انفال کی یہ آیت کریمہ پڑھتا ہوں۔

الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض و فساد کبیر

تو مومنو! اگر تم یہ کام نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد پھیلے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان مہاجرین اور انصار کو مخاطب فرمایا ہے، جو مشرف بہ اسلام تھے، جہاں تک ان مہاجرین کا تعلق ہے جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے تھے، وہ چھ سو کی تعداد میں تھے، آپ جانتے ہیں کہ ہجرت کوئی معمولی عمل نہیں ہے، ہجرت میں آدمی کو

[illegible]

(UHT) [illegible] حضرت

SLAMIC
FOUNDATICN

اور بعض کی کئی سال سے اپنا گھر چھوڑے ہوئے ہیں۔ شاید تعداد میں یہ شادی کی عمر ہے لیکن عمر آپ میں سے کسی دوسری طرف اٹھا کر دیکھتے ہوئے ہیں، یعنی تو ہم نے کیا کہ ایسے ہوتے ہیں تو ہوتا ہے، کل سب نے سب کیوں نہیں دیکھتے؟ ادھر جوانی ہے ادھر اس سے یعنی کی دعوت نہیں دے رہے ہیں۔

اس سورت میں جو دوسرا کام کیا گیا ہے وہ عمر کی طرف توجہ دلانا ہے، مگر قرآن کی تعلیم ہے۔

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم

اس میں یوں ہے کہ وہ بچتے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں جو پہلے عورت کی ذمہ داری تھی اب مرد کی ذمہ داری ہے۔ اس خصوصیت کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ۔

یا ایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے معاملہ میں تقویٰ و احتیاط کا عمل اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر ایک شان فیصلہ پیدا کر دے گا۔

اگر آپ نے اس سبق میں سے ایک بات بھی حاصل کی ہے تو وہ ایک نیا لفظ (MODE) ایک نیا سانچہ ہوا ہے یا ذہن پیش یا اس میں یہاں کی روحانی اور معاشرت، فلسفہ پرستی اور دولت پرستی اور مغربی آزادی سے متاثر ہو تو لوگوں نے جو اسلام کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوگا وہ آپ سے پوچھ آئیں گے اور نہیں تو کم از کم ول تو سے دیکھیں گے کہ اس نقطہ کا شاید کسی نے کہاں سے تبدیلی [illegible]

[illegible] ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ [illegible]

... علامہ اقبال کے ان چند اشعار پر اس خطاب کو ختم کرتا ہوں، جو اس مقام پر یا اس حال، عہدہ ... اور مسلمانوں کے مقام و پیغام سے بھی خاص مناسبت رکھتے ہیں۔

... اس چمن میں روتو گل بیدا کنی ... بندۂ صحرائی یا کوہ دمن تو نہ بنی
... اے بندۂ مومن تو نہ بے باک و غیور ... تیرے بھی ہیں مرکش و سامان خیبر

خواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز
خواب گراں خیز

... فریاد ز افرنگ و دل آویزی افرنگ ... فریاد ز شیرانی و پرویزی افرنگ
... سرمایہ و محراب و کلیسا و تجارت ... سرمایہ ... تعمیر جہاں خیز

خواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز
خواب گراں خیز

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کاروانِ ملت کا جلیل القدر مسافر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] ایک [illegible] پیغام صاحب [illegible] ہے [illegible] ان [illegible] ان [illegible] ان

[illegible]

تین قسم کی قربانیاں:

[illegible]

سلامیہ پیش ہیں۔

... حالات والدہ کی قربانی ... یہ ہے کہ میں میدان جنگ میں ... جاؤں ... آئے ... خاتمے کے ... سے ... کہ ... میں ... کوئی ... میں ... دیکھ لیا کہ ... سے ... اس ... کیا ... تاریخی ... پیش کرنے ... کہ ... کا ... کے ساتھ اس طرح ... کیا تھا۔ ... میں ... کہ ... تھے ... (Symbol) ... کیا ... پہنچتے تھے ... کہ ... ہیں یا نہیں؟ ... جواب ... کہ ... ہیں ... سے ... جاتے تھے۔ ... ہے ... لیکن ... کی ... کو ... نہیں ... کر ... کے ... پیش نہیں ... کی ... کے ساتھ ... کے ... کے ... کے

کے معاملہ پر برادریوں کے مفاد پر اب یہاں تک میں عرض کرتا ہوں کہ ملت کی ضرورت کا جو عنوان اور سلسلہ ہمارے تجزیہ کیا ہے اس پر بھی ملت کے مفاد کو مقدم رکھیں۔ اس لئے کہ جماعتیں ملت کے لئے ہیں ملت جماعتوں کے لئے نہیں، مولانا محمد یوسف صاحب امیر جماعت اسلامی سندھ یہاں بیٹھے ہیں، میں نے ہندوستان میں "مسلم مجلس مشاورت" کے پلیٹ فارم پر بھی یہ بات کی تھی، اس وقت بھی اس پر ایمان رکھتا تھا، اور اب بھی ایمان رکھتا ہوں کہ ملت کے مفاد کا تقاضا ہو کہ حرف غلط کی طرح جماعتوں کو مٹا دیا جائے تو میرے اخلاص کا تقاضا ہوگا کہ سب سے پہلے میں اسے قبول کروں۔ یہ وہ قربانی ہے جس کا سبق حضرت خالد بن ولیدؓ کی قربانی ہمیں دیتی ہے۔

حضرت حسنؓ کی قربانی کی عظمت کو ہمارے اچھے اچھے مورخ بھی صحیح مرتبہ سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ قربانی بھی کسی قربانی سے کم نہیں کہ وہ نواسۂ رسول ﷺ تھے، جن کے نواسے تھے، انصار علیؓ کی تلواریں نیام سے ابھی باہر تھیں، اس وقت جو شخص بھی صورت حال کا جائزہ لیتا وہ پیش گوئی کر سکتا تھا کہ ابھی بڑی فوجی طاقت حضرت حسنؓ کے ساتھ ہے، اور مسلمانوں کی جذباتی وابستگی بھی ان کے ساتھ ہے، ان کے ساتھ شرعی دلائل تھے، وہ نواسۂ رسول ﷺ تھے اور خلیفہ راشد تھے۔ ان کے ہاتھ پر بیعت ہو چکی تھی۔ انہوں نے دیکھا یہ کہ مقابل سے متعدد بار ہوئی اور میرے جلیل المرتبت والد کی توانائیوں کا بڑا حصہ اس میں صرف ہو گیا، ان کا یہ ایک اجتہاد تھا کہ انہوں نے خلافت سے کنارہ کشی اختیار کی، ایک قربانی وہ ہے جو ان کے بعد ان کے عظیم المرتبت بھائی حضرت حسینؓ نے یزید کے مقابلہ میں دی، ایک، جتنا ہو اس کا خلاصہ میں ان دونوں اجتہادوں کو صحیح سمجھتا ہوں، میں دونوں میں کوئی تضاد نہیں سمجھتا، یہ موقع نہیں کہ میں تاریخی اسباب بیان کروں، لیکن میرے نزدیک حالات کے بدلنے کے ساتھ احکام بدلتے ہیں، ان حالات کے مطابق حضرت حسنؓ کا فیصلہ صحیح تھا، ان حالات کے مطابق حضرت حسینؓ کا فیصلہ صحیح تھا اور دونوں نے عالی ہمتی سے کام لیا اور کسی نے کمزوری نہیں دکھائی۔ میں ایک بحث کے لئے یہ ماننے کو تیار نہیں ہوں کہ حضرت حسنؓ نے کسی کمزوری کی بنا پر یا کسی بیرونی دباؤ کی بنا پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ فیصلہ تھا کہ جس کی پیش گوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔

ان ابنی هذا سید، ولعل الله ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین

میرے یہ بیٹا سردار ہے عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرادیں۔ (ابن سعد، ابن عساکر)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قربانی بھی کم نہیں، وہ جب مدینہ سے چلے تو شکر میں عاطفوں سے ایک لاکھ اپنے اہل خاندان خلافت پسندی کے لئے ایک نمونہ مثل کی حیثیت رکھتے تھے، ان کا بیٹا جو جوانوں میں صرف قابل تقلید بلکہ ستائے جانے کے لائق سمجھا جاتا تھا ان کی چال ڈھال کی نقل کی جاتی تھی، "الخلیفۃ العمری" کے نام سے اس زمانہ کی سوسائٹی میں روزمرہ کی عام بول چال میں ایک ضرب المثل بن گیا تھا، ان کی خلافت کا بار ان کے کاندھوں پر پڑا تو ان کی زندگی یکسر تبدیل ہوگئی، انہوں نے اپنے اور اپنے قریب ترین اعزہ کی جاگیریں بیت المال کو واپس کردیں، ایک مرتبہ سستے سے سستا کپڑا ان کی پوشاک کے لئے آیا تو یہ کہہ کر انہوں نے واپس کردیا کہ یہ قیمتی ہے، ان کے خادموں کی آنکھوں میں پرانا رومال دیکھ کر "سوا آگئے کہ بازار کے قیمتی کپڑوں کو انہوں نے یہ کہہ کر واپس کردیا تھا کہ بہت معمولی ہیں، کھانے پینے اور گھر کی چیزوں کا معیار انہوں نے اتنا گرالیا کہ بوریا نشین زاہد بھی اس سے نیچے شاید نہ اتر سکے۔ واقعیا کایہ عالم تھا کہ سرکاری شمع جل رہی ہے، اور وہ خلوت کا کام کررہے ہیں کہ ایک دوست باہر سے آتے ہیں، وہ ان کے علاقے کے مسلمانوں کے حالات دریافت کرتے ہیں۔ جوں ہی وہ ان کے بچوں کی خیریت اور گھر والوں کی عافیت پوچھنے لگتے ہیں تو وہ چونک مار کر شمع گل کردیتے ہیں اور ذاتی خیر مانگتے ہیں کہ سرکاری شمع اور تیل اس لئے جلتا ہے کہ ذاتی سوالات اور خانگی حالات میں وہ صرف ہوں۔ میں نے یہ چند سطریں لکھی ہیں، ورنہ ان کی خلافت کے بعد کی پوری زندگی اس عظیم قربانی کی ایک مثال ہے جو ہوں خدا ترس اور صاحب ضمیر اور صاحب ایمان حکمراں کی ملت کے لئے پیش کرتا ہے

معاصر ملت اسلامیہ کی تقدیر کا

یہ میری خوش نصیبی ہے یا میری آرزو کش ہو، یہ خدا کی نعمت ہے یا میرے امتحان ہو میں نہیں جانتا، لیکن شاید اس مجمع میں (ان کے پورے احترام کے ساتھ) کوئی صاحب ایسے موجود نہ ہوں

ہے جس کو عالم اسلام کو اس طرح کے حالات قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہوگا جتنا مجھے، کچھ تھوڑی سی بدقسمتی، کچھ تھوڑی سی خوش قسمتی کہ اس لئے کہ میں نے اس عالم اسلام کو جس طرح دیکھا وہ جگر پر داغ ہے، مگر پر زخم دکھانے والے سے خوش قسمتی اس لئے کہ مجھے مسلمانوں کو قریب سے اس طرح دیکھنے کا موقع ملا، جتنے مسلم کے ان لکھروں کو دیکھنے کا موقع ملا بہر حال میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ معاملہ اس وقت پارٹیوں کا نہیں، معاملہ جماعتوں کا نہیں، معاملہ فتی مصالح کا نہیں، معاملہ ملت اسلامی کی تقدیر کا ہے، ہو سکتا ہے کہ عداوت کچھ ہوں، معاملات میں بہت سی غلطیاں کچھ ہوں، لیکن ملت ایک کے سیاسی تراز و میں اپنا وزن نہیں ڈال سکتی، بیت المقدس کا مسئلہ ہو یا فلسطین کا مسئلہ ہو، لبنان کا مسئلہ ہو یا قبرص کا مسئلہ ہو، آپ دیکھئے کہ پوری ملت اسلامی اس بارے میں کوئی اثر نہیں رکھتی۔ سلطنت عثمانیہ کے بعد عالم اسلام کا کوئی ملت اور عالم اسلامیہ کا کوئی نقطہ، کوئی خاندان اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ عالم اسلام کے کسی مسئلہ میں اپنا سیاسی وزن ڈال سکے۔ کچھ فیصلہ مرحوم نے تھوڑا سا وزن ڈالا تھا اور کچھ بات دکھائی تھی، لیکن آج کی اس قدح بشکست و آں ساقی نماند" آج کوئی اسلامی ملک ایسا نہیں ہے کہ جس کی ناپسندیدگی، جس کا عدم اتفاق اور جس کا احتجاج کسی بڑی طاقت کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس مسئلہ پر غور کرنے پر آمادہ کر سکے، آپ سب جماعتی مفاد سے بالاتر ہو کر صورت حال کا مقابلہ کریں، زمانہ کے تھپیڑے کھا کر فیصلے کریں اور ان کا ہمت و جرأت سے سامنا کریں، اور کسی خدا کی طرف سے کوئی موقع ملا ہو تو آپ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں، اگر کوئی فرد، کوئی جماعت اس بات کو اپنے کو اس کا اہم قرار دے کہ وہ آپ کی کوئی خدمت کر سکے تو اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ اسے موقع دیں کہ وہ اپنی صلاحیت کا اظہار کرے، مسلمانوں کی تقدیر کی جو لگامیں ہیں ان کو سنبھالے، یہ اللہ کے بھروسے نہیں خوش تقدیر سے آپ کی اور علمی راہی صلاحیت، ہر ایک صوبائی، لسانی یا علاقائی عصبیت سے بالکل مستثنیٰ ہو کر اسلام اور مسلمانان عالم کے لئے خصاں دہ ہو سکتے ہے آج حاصل جب بھی وہ موقع آئے تو آپ سارے مفادات پر ملت کے مفاد کو مقدم رکھیں اور آپ اس موقع سے جو اس موضوع سے ہے اس مسئلہ سے کنارہ کشی اختیار کریں، جو کسی قسم کا بھی انتشار پھیلائے اس کے لئے آپ کو اختلافی مسائل کو چھوڑوں کے لئے اٹھا رکھنا پڑے تو ضرور کریں، بھی فرض اور واجب ہے کہ آپ

خیر خواہی جتنی کوشش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ بھی دیکھ لیں گے۔ شروع سے یہ احتیاط برتی ہوئی اور قدموں نے جانبین اور دیگر خلقوں کو پہچانوں کے لئے اللہ تعالیٰ تو فیق اس کے لئے راستہ اس سے یا وہ ساف تھا جتنا اس وقت آپ کو نظر آ رہا ہے۔ بہرحال یہ انسانی کوششیں ہیں اس میں اپنے علم اور عقل کا مکلف ہے

موجودہ صدی کو کسی مقتسم کی تلاش

میں سمجھتا ہوں کہ میری تقریر کے مصرعات کو آپ حضرات نے پورے طور پر سمجھ لیا ہوگا اور اتنا کافی ہے۔ میں اختتام سے پہلے عرض کرتا ہوں کہ آپ پورے عالم اسلام بلکہ دنیائے انسانیت کے لئے اور حق، صداقت اور عدل و مساوات کے لئے پشت پناہ بنیں اور آپ اس قابل ہوں کہ دنیا کے کسی گوشہ میں آپ کے اخلاقی اثر اور آپ کے احترام میں ظلم نہ ہونے پائے۔ جیسے کہ ایک بوڑھی عورت پر ظلم ہوا تھا اس نے "معتصماہ" کی صدا لگائی تھی اور عباسی خلیفہ معتصم اس کی پکار کو پہنچ گیا تھا۔ آج بھی کوئی ملک اس قابل ہو کہ کوئی "مظلوم" "واعتصماہ" کہہ سکے کوئی تو مقتسم اس دنیا میں اس صدی میں ہونا چاہئے جیسا ایک امام کعبہ کی ضرورت ہے اور ہم آپ سب ان کا احترام کرتے ہیں جیسا کہ آج ایک بڑے عالم دین کی ضرورت ہے اور ہم آپ ان کا احترام کرتے ہیں، ویسے حق پسند، انصاف شعار، عدل گستر، دردمند، انسان دوست جماعت کی بھی ضرورت ہے، بس میں ان الفاظ پر اپنی بات ختم کرتا ہوں، آپ حضرات کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ حضرات نے مجھے ایک موقع عطا کیا کہ میں کوشش کروں اور یہاں میرے احباب بھی کوشش کرتے تو شاید اس آسانی سے یہ موقع فراہم نہیں ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام ایک تغیر پذیر دنیا میں

[illegible]

[illegible] جناب [illegible] پروفیسر [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کیا تغیر تو قبول [illegible] کے لئے تیار ہیں؟

زمانہ ثبات تغیر کا نام ہے

[illegible] آج کا [illegible] اسلام اپنے تغیر پذیر [illegible] ہے [illegible] "اسلام" کو ایک "تغیر پذیر" [illegible] چاہتا ہوں کہ اس دعوے کے بارے میں اپنے [illegible] حیات بخش [illegible] آپ ایک کھلی ذہنی فضا میں کھلے ہوئے دماغوں کے ساتھ [illegible] غور کریں۔

[illegible] اپنی تغیر پذیری اور زیادہ صحیح الفاظ میں اپنی تغیر پذیری یا اقبال کے علاقائی "تازہ بستیوں" کے لئے بنانا [illegible] ہے، بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ [illegible] تغیر پذیری ہی کا نام ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں، علامہ بالکل صحیح تھے۔ مگر ثبات اور تغیر کے معاملہ میں مرکب اور نچوڑ کا نام ہے۔

جب کبھی [illegible] کا تناسب بگڑ جائے گا یعنی تغیر اور تغیر پذیر سب آجائے گا یا تغیر غالب ہو جائے گا تو [illegible] اور تہذیب کا [illegible] اکھڑ جائے گا اور [illegible] کے تناسب کا [illegible] کے تناسب سے بھی نہیں [illegible] ہے، زمانہ جہاں تغیر کی صلاحیت رکھتا ہے، وہاں کو جانا چاہئے اس لئے کہ [illegible] کی کوئی ضرورت کبھی پیش نہیں آتی اور [illegible] کی تمام عمارت [illegible] کی تعمیر ہے۔

[illegible]

[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [

انکا اس طرح کی موروثیت کی ضرورت ہے۔

ایک دریا کو آپ لیں جو روان اور حرکت کے لئے سب سے بہتر مثال ہو سکتا ہے، دریا کی کوئی موج دوسری پہلی موج کی بالکل عین اور مماثل موج کبھی بالکل عین اور مماثل نہیں ہوتی، لیکن دریا اپنی گہرائی موجوں کے باوجود اپنے نام کے ساتھ، اپنے حدود کے ساتھ، اپنی بہت کی خصوصیات کے ساتھ ہزاروں برس سے قائم ہے، جلد و فرات آج بھی دجلہ و فرات کہلائیں گے، اور گنگ و جمن آج بھی گنگ جمن کہلاتے ہیں۔

زمانے کے اندر تغیر بھی ہے، اور بہاؤ بھی، گزرنا ان دونوں خصوصیتوں اور صلاحیتوں میں سے کسی ایک سے گزر ہو جائے تو وہ اپنی انفرادیت کھو دے گا۔

اسی طرح کائنات میں جتنے بھی وجود، شخصیتیں اور ہستیاں ہیں، سب کے اندر ثبات اور مثلی لہریں برابر اپنا کام کرتی رہتی ہیں ان دونوں لہروں کے ملنے سے وافر فیضان ہوتا ہے، اور وہ منصب پورا ہوتا ہے جو ان کے سپرد کیا گیا ہے۔

مذہب زندگی کا نگراں ہے:

جہاں تک مذہب کا تعلق ہے، مذہب کے ایک ہیرو اور طالب علم کی حیثیت سے میں مذہب کے لئے یہ پوزیشن قبول نہیں کر سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات بھی مذہب کے لئے یہ پوزیشن نہیں پسند کریں گے کہ مذہب ہر تغیر کا ساتھ دے یہ کسی تھرمامیٹر کی تعریف تو ہو سکتی ہے کہ وہ۔

وہ حرارت و برودت بتلانے والا مرغ بادنما (WEATHER COCK) کی بھی تعریف ہو سکتی ہے جو کسی ہوائی اڈے یا اونچی عمارت پر لگایا گیا ہے صرف یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ہوا کس طرف کی چل رہی ہے لیکن مذہب کی تعریف نہیں ہو سکتی، میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا کہ مذہب کو اس کے بلند مقام سے اتار کر تھرمامیٹر یا مرغ بادنما کا مقام دینا چاہتا ہو کہ مذہب کا کام یہ ہے کہ وہ صرف زمانے کی تبدیلیوں کی رسید دیتا رہے، اکنالج (ACKNOWLEDGE) کرتا ہے یا اس کی عکاسی کرتا رہے لیکن اگر مذہب کے نام نہاد مذہب کے ٹھیکیدار اس کے نمائندے بھی اس پوزیشن کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔

مذہب تغیر کو مسترد حقیقت مانتا ہے اور اس لئے وہ ساری تجاویز رکھتا ہے جو ہمیں صالح، صحیح، فطری اور جائز تغیر کے لئے صدیوں سے ہمارے مذہبی رہنما دے سکتے ہیں۔ محض اس لئے کہ یہ تجاویز ہمیں کسی ایسے مذہبی گروہ سے ملی ہیں جو اس سے کترائی ہے کہ یہ صالح تغیر ہے اور غیر صالح تغیر ہے یہ تجاویز ہمیں اس تغیر کی جہاں سے کہ اس کا تعلق اسلامیت سے ہے کم از کم اس مذہب سے بچاؤ کے لئے ہیں کیا ہمارا مذہب جہاں روشن دماغی کا ساتھ دیتا ہے وہاں وہ ہمارے مذہب کا محتسب اعلیٰ یعنی نگران (GUARDIAN) اور رہنما کا حق بھی ہے۔

گارڈین کا کام یہ نہیں ہے کہ جو قوتِ اس کی نگرانی میں ہے اس کے صحیح استعمال کا راستہ روکے اور اس پر ہر قسم کی قدغن عائد کرے مذہب ایسا مسلم نہیں ہے کہ جہاں کسی قسم کی ترمیم نہ ہو سکے ایک ہی طرح کی رہنمائی ہے اور ایک ہی طرح کا ہاتھ ہے جو دستِ درازی اور تحریر آمیز مذہب کا کام یہ ہے کہ وہ اس پر مہرِ تصدیق ثبت کر دے۔

مذہب پہلے اس کا جائزہ لے کا کام اس پر اپنا فیصلہ سادر کرے گا اور ترمیم کے بعد بھی اگر بعض حالت مجبوراً ترمیم کے ذریعہ اس سے بور رکھنے کی کوشش کرے گا اور اس کو اپنی غلط رہنمائی کے سات آئی ہے جس سے اس کو اتفاق نہیں ہے اس کو وہ اسلامیت کے حق میں مضر اور نقصان دہ بھی سمجھتا ہے یہ تو نہ ہوگا کہ یہ کہ اس پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے سے انکار کر دے گا بلکہ اس کی بھی کوشش کرے گا کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔

یہاں اطلاقیت اور مذہب میں ایک فرق پیدا ہو جاتا ہے مذہب اپنی ذمہ داری اور اخلص سمجھتا ہے کہ وہ اپنے رہنما کے ہر ہر اقدام، تجویز اور ترمیم پر نظر رکھے اور وہ غلط حالات کی نشاندہی کرتے ہوئے بالکل قطعاً ہر کرنے سے نہیں مذہب کی کوشش کرے گا کہ وہ اس کار روک دے۔

مذہب کی تاریخ کی بعض آزمائشیں

مذہب کی تاریخ میں بعض ایسے موقعے آتے ہیں جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب روشنی کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور اس سے بہت دور ہو جاتا ہے مذہب اس سے ذمہ دار ہوتے ہیں جو مذہب کے اصلی اصول عمل روشنی میں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ

ان غلاصوں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب

"انہوں نے جب دیکھا کہ وہ قرآن مجید کی بلندیوں کا ساتھ نہیں دے سکتے تو انہوں نے اس کو اس کی بلندیوں سے نیچے اتارنے کی کوشش کی تاکہ وہ ان کی پستیوں کا ساتھ دے سکے۔

۲۔ صلاحیت افراد کی کمی:

وہ سارے سوتے جس میں سے ہمیں ملتے پر موروثی علم نظر آتا ہے ہمارے اس مذہبی زندگی میں انجمیں پیدا ہوگئی ہیں یہ ان کمال شخصیتوں کے فقدان یا کمی کا دور ہے، جو زمانے کے چیلنج کو قبول کر کے مذہب کی موثر نمائندگی کرتے ہیں، اسلامی تاریخ کے جس دور میں بھی مذہب کی بھرپور نمائندگی ہوئی اسلام اور شریعت اسلامی پر معاشرے میں کبھی بھی بے اعتمادی نہیں پیدا ہوئی، اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں ہمیں زمانے کی سطح سے بلند ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں، جنہوں نے اپنی اہل صلاحیت اور ٹیلنٹ (Genius) شخصیت سے بدلتے دور کے فتنوں کا مدلل اپنے زمانے کے پیدا شدہ نئے مسائل کے حل اور مذہب کی طاقتور نمائندگی کا فریضہ بہایت کامیابی سے انجام دیا، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اس دور میں پیدا ہوئے جب اس کی ضرورت دین اور زمانے کو تھی، انہوں نے اسلامی شریعت و قانون کو صحیح شکل میں پیش کر کے اسلامی سلطنت کی وسعت اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کو حل کیا، بعد کے دور میں امام ابوالحسن اشعری اور امام غزالی جیسے عبقری زمانہ افراد آئے اور انہوں نے ان خطرات اور فتنوں کا مقابلہ کیا جو ان کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔

آسان اور پر پیچ:

حضرات! اگر آپ غور فرمائیں تو بات بہت آسان اور قابل فہم ہے لیکن اگر صرف منطقی اور فلسفیانہ نقطہ نظر سے مسئلہ سمجھنا چاہیں تو اچھا خاصا معمہ بن سکتا ہے، بات بہت سادہ ہے اور بہت آسان ہے اور بہت مشکل اور پر پیچ بھی ہے، سادہ اس طرح ہے کہ پہلے آپ زمانے کی حقیقت کو سمجھیں کہ زمانہ اس طرح تغیر پذیر ہے کہ اس کی سرعت کا نہ نظام اخلاقیات ساتھ دے سکتا ہے، اور نہ کوئی علم فکر زمانے کی حقیقت ہم سمجھیں اور زمانے کا جو اصل مقام ہے اس کے ادراک کی کوشش کریں اور اس کے ساتھ ہم اسلام کو سمجھیں اور اس کا گہرا مطالعہ کریں دیکھیں کہ قرآن مجید میں انسان کے کیسے ابدی اصول دیئے گئے ہیں، اس میں زندگی کے تغیر کا

لیتا اعتراف کیا گیا ہے اور عقل و فہم سے کام لینے کی کیسی دعوت دی گئی ہے؟ ہم دیکھیں کہ ابتدائی دور کے مسلمانوں نے کس کس طرح نئی نئی مرحلہ وار نئی تہذیبوں اور فلسفوں کا سامنا کر کے پرانے تقاضوں کو پورا کیا۔

عہد جدید کا ساتھ دینا کیا معنی، میں اس کو اسلام کی پوزیشن سے غیر ضروری سمجھتا ہوں، اسلام تو عہد جدید کی رہنمائی کر سکتا ہے اور اس کو راہ راست پر بھی لگا سکتا ہے۔

عہد جدید خودکشی پر آمادہ

حضرات! ذرا آپ یہ بھی دیکھیں کہ عہد جدید کس ہلاک غار کی طرف جا رہا ہے؟ کس طرح خودکشی پر آمادہ ہے؟ اور انسانیت کے لئے پیام موت بن رہا ہے؟ نسل انسانی کی اخلاقیات کے خلاف خدا کی عدالت میں ثبوت پیش کر رہا ہے کہ انسان کو زندہ رہنے کا حق نہیں؟ کیسے کیسے تجربے، تجاویز اس میں کام کر رہے ہیں؟ اسلام اپنے ان اصولوں کے ذریعہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں، خواہ وہ اخلاقی ہوں یا تمدنی، خواہ افراد کے باہمی رشتوں سے تعلق رکھتے ہوں یا ان کی خارجی زندگی سے، ان اصولوں کی ذریعے عہد جدید کے نہ صرف جائز تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے بلکہ عصر جدید کو اس تباہی سے بھی بچا سکتا ہے، جو تلوار کی طرح اس کے سر پر لٹک رہی ہے۔

یہ مسئلہ عصر جدید کا ساتھ دینے اور نہ دینے کا نہیں رہا اب تو عصر جدید کے بچانے کا مسئلہ سامنے آیا ہے اب تو عہد جدید کی بات کرنے والوں، عصر جدید کے قصیدہ خوانوں، عہد جدید کی دہائی دینے والوں اور عہد جدید کے نام پر ایسے سمجھنا نہ لانے والوں کا ہے کہ وہ بھی رہیں گے یا نہیں رہیں گے؟ اس تھیٹر خانے میں ان کی "اوازیں" سنی جائے گی، جہاں صرف پیٹ اور نفس کی بھوک کی پرستش ہو رہی ہو؟ آج یہ میں اور خود ہمارے ملک میں وہی حقیقتیں روز نظر آتی ہیں، ملک دولت، دوسری قوت، کیا ایسے ماحول میں کسی سنجیدہ علمی حقیقت پر غور کیا جا سکے گا؟ اور کیا انسان اس موڈ میں ہوں گے کہ کوئی سنجیدہ بات ان سے کہی جا سکے؟ یہاں تو صرف ایک نعرہ ہوگا کہ جتنی ہوئی گرنگا ہے اپنا اپنا ہاتھ دھو لو اور اپنی اپنی جیبیں بھر لو۔ کوئی اخلاقی حدود، کوئی ملتہ معیار، کوئی انسانی خیر خواہی کی بات اور تہذیب کو بچانے کا مسئلہ قابل فہم نہیں ہوگا لوگ اس موڈ ہی میں نہیں ہوں گے۔

[illegible]

غلط تشریح سے غلط فہمیاں

[illegible]

خدمت اور تجدید

[illegible]

OF SLAM کا عنوان دیتے ہیں "اسلام ایک تہذیب" اور کتاب کے اندر بھی ایک گہ
تہذیب کا نام لیتے ہے تہذیب کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ وہ چیز ہوتا ہے کہ ہزار برس پہلے
کی تہذیب یا پانچ سو برس پہلے کی تہذیب کا اس بدی ہوئی دنیا میں کوئی وجود نہیں، لیکن مذہب
صرف اخلاقی قدروں پر مبنی کسی معاشرت، رہن سہن کے طریقے تہذیب اور فن تعمیر کا نام نہیں،
وہ تو پوری حقیقی زندگی کا نام ہے، زندگی عقائد اور ایمانیات کا مجموعہ ہے، وہ طبعیات سے، سیاسی رشتے اور زندگی
گزارنے کے مدنی و سماجی اصولوں کا نام ہے۔

مگر اسلام کا یہ دعویٰ ہے تو اسلام کے سے کوئی خطرہ نہیں ہے کہ سب کچھ ہوں جائیں گے تو
وہاں سانچوں میں ڈھل ہو سکتا ہے، نہیں، مغربی مفکرین قصہ بحث کرتے ہیں، دخل چاہے
کتنی ہی بدل جائے ان بدی حقائق اعتقاد کے لئے جگہ اور گنجائش ہے اور پوری دنیا اس
کے سامنے کے پیچھے آنی چاہئے فکر نہ کرے گی تو پھر اس زندگی اور سوسائٹی کے اندر ساری وہ
خرابیاں پیدا ہوں گی جو ہم آج مغربی تمدن میں دیکھ رہے ہیں، اور اس کا کوئی حل وہاں کے
بڑے سے بڑے مفکروں کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضرورت تبلیغ

۱۹ جون ۱۹۴۴ء کو جامع مسجد دہلی میں کی گئی تقریر کا ابتدائی حصہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ اللہ تعالیٰ بالحق بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ ولا تفرقوا وانیبوا الی ربکم وانیبوا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون

میرے بھائیو اور دوستو! میں نے آپ کے سامنے ابھی سورۂ فرقان کی ایک آیت پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اللہ کی رسی میں مضبوطی سے اور اپنے آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور اپنے گھروں طاقتوں میں نہ پڑو اور یکجہتی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپس میں یکجہتی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ یہ آیت جس کا مطلب بہت سے مسلمانوں کو یاد ہوگا، بہت جلد اس سے صحیح مطلب طریقہ پر کام لیا جاتا ہے۔ اپنے گھروں طاقتوں میں نہ پڑو۔ اس کے صحیح تفسیر اور اس کے نازل ہونے کا موقعہ اور اس کی اصل مراد اس واقعہ سے معلوم ہوئی جو میں آپ سے بیان کرتا ہوں۔

ایک جلیل القدر صحابی سیدنا ابو ایوب انصاریؓ

ایک مرتبہ مسلمانوں کی ایک فوج جس میں صحابہ کرام جیسے شخصیتیں (شخص) کا تھا اور دوسری تھی وہ قسطنطنیہ جو اس وقت خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ مگر اس وقت اس پر کافر بیزنطینی قابض تھا۔ محاصرہ کی کئی ماہ تک رہا۔ مسلمانوں کو کسی ماہ تک میں کامیابی نہ ہوئی

[illegible] کے قبضے میں آ گئے تھے اس وقت ان کی فوج میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ تھے
[illegible] میں [illegible] کی رضی اللہ عنہ کی [illegible] سے شرف اور [illegible]
[illegible] سے ملاقات ہوئی تھی [illegible] کی ذات سے کی تھی جس پر قیامت
تک مسلمان [illegible] کرتے رہیں گے [illegible] تھا کہ ساری دنیا کا [illegible] تھا جس
کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی صفات [illegible] اللہ سے [illegible]
[illegible] کا [illegible] سے [illegible] ﷺ [illegible] کو
[illegible] (اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] سے [illegible] ﷺ [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ اس سے [illegible]
کی [illegible] اور آپ کی [illegible] کا شرف حاصل ہو جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس [illegible]
سے [illegible] [illegible] اس لئے [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible]
[illegible] کا [illegible] مسلمانوں کو [illegible] اس کے علاوہ یہ کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی طویل
صحبت بھی حاصل ہوئی تھی اس لئے [illegible] ظاہر [illegible] مناسبت اور قربت سے ان کی
[illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [

جاتی ہو اور یہ تو ایک طرح کی خودکشی ہوئی۔ یہ شخص اس طرح کی خواہش کر رہا ہے اکیلا ہی اس طرح دشمنوں کے نرغے میں گھس جاتا ہے گویا کہ دشمنوں کے سمندر میں چھلانگ لگاتا ہے۔ اس کو تو سب نہیں سکتا جائز نہیں۔

سیدنا ابوایوب انصاریؓ کا صحیح تفسیر کی طرف متوجہ کرنا

سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے اس پر فرمایا کہ وہ تو ہم اس آیت کی تفسیر ہم سے پوچھو یہ تو ہمارے گھر کی آیت ہے۔ یہ ان آیتوں میں ہے جس کا تعلق خاص طور پر انصار سے ہے۔ بھی یہ کرام متوجہ ہو گئے اور تمام مسلمان ہمہ تن گوش بن کر کھڑے ہو گئے کہ دیکھیں رسول اللہ ﷺ کے میزبان جلیل القدر صحابی قرآن کا بہت علم رکھنے والے اس آیت کی کیا تفسیر بیان کرتے ہیں؟

صحابہ کرامؓ کی دینی جدوجہد اور اس کے نتائج

انہوں نے فرمایا کہ اصل میں یہ آیت اس موقعہ پر نازل ہوئی کہ جب اسلام مدینہ پہنچا اور لوگ گھر کو چھوڑ کر اور سب سے آنکھیں بند کر کے، دین کے کام میں ہمہ تن لگ گئے۔ کیسا باغ؟ کہاں کی کھیتی؟ کیسی دکان؟ کیسا مکان؟ کیسی دولت؟ سب کچھ دین پر قربان تھا اور ساری پونجی اس پر نثار تھی۔ ہر شخص ایک سرفروشی کی حالت تھی جو اسلام کی خدمت کے لئے سب پر چھائی تھی۔ کسی کو اپنے گھر بار کا ہوش نہ تھا۔ اس ایثار و قربانی کا اس ظاہری دنیا میں جو قدرتی نتیجہ ہوا کرتا ہے، اور جو قانون لہ لاینحلی اور قانون نکلتی ہے وہ ہوا۔ ہماری تجارت کے دیوالے نکل گئے، ہمارے باغات ویران ہو گئے، ہماری کھیتیاں برباد ہو گئیں غرض یہ ہے کہ ہمارے کاروبار اس سے متاثر ہوئے لیکن اسلام گھر گھر پھیلنے لگا اور جیسے نور پھیلتا ہے اور بارش ہوتی ہے، اسی طرح اسلام مدینہ میں پھیلنے لگا۔ اب پہلی ہی مرتبہ تو نہیں ہوا کہ سارا مدینہ مسلمان ہو جائے، لیکن ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہو گئے۔ بہتیرے دولت ایمان سے مالا مال اور جنگلوں اس بارانِ رحمت سے نہال ہو گئے

دینی جدوجہد کے دوران صرف چھٹی کا تصور

اس وقت ہمارے دل میں یہ خیال آتا کہ پہلے کسی طرح سے اسلام کو اس درجہ تک حاصل کر لیں کہ ہمارے کل وقتی کارکن اور ہمارے بالکل قریبی لوگ اس کی خدمت میں لگ جانے کی ضرورت محسوس کریں۔ وہ کام جماعت کے ساتھ کر لیتے ہیں۔ اس وقت یہ حکم تھا کہ کوئی اپنی گھر بار، بیوی، بچے، مال اور اپنی جان کو اور اپنے مال کو اسلام سے زیادہ عزیز نہ سمجھے۔ اور جب ضرورت تھی تو ہم سب کچھ چھوڑ کر اسلام کی خدمت کے لئے نکل جاتے تھے۔ اللہ نے ہم کو توفیق دی اور ہم نے ایسا کیا۔ لیکن اب وہ پہلے کی حالت نہیں ہے۔ اب خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا ہے۔ اب اسلام کے خدمت گزار اور اس کے سپاہی اور اس کے مبلغ بہت ہیں۔ اس لئے اگر ہم تم سے دن کی چھٹی لے لیں تو کیا حرج ہے؟ چھٹی کا قانون تو ہر نظام میں ہوتا ہے۔

بدرجہ ضرورت عارضی چھٹی کا خیال

یہ بات تو ان حضرات کے ذہن میں ۱۹۳۰ء کے بعد میں بھی نہیں آ سکتی تھی اور یہ خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہم اپنے آپ کو مستقل طور پر سکدوش کرا لیں۔ کہ حضور ﷺ اب اسلام کی خدمت کرنے والے بہت ہو گئے ہیں۔ ہم کو آپ چھٹی دے دیجئے تاکہ ہم اپنے گھر جا کر بیٹھیں۔ اتنے دن ہم نے کام کیا۔ اب دوسرے کام کریں۔ یہ بات تو ان حضرات سے خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔ صرف اتنا خیال ہوا تھا کہ اتفاقی طور پر محض عارضی طور پر کچھ چھٹی لے لیں۔ آدمی جماعت سے چھٹی لیا کرتا ہے۔ اس کو گھر والوں سے بھی چھٹی لینی پڑتی ہے۔ اور ایسے بہت سے کام ہیں جہاں کوں وقت آ جاتا ہے کہ آدمی چھٹی لیتا ہے تاکہ وہ بیٹھ کر وہ کام کر لے۔ آرام کر لے۔ اور اپنے گھر کے ضروری کام انجام دے لے۔

چھٹی لینے کا انجام لیکن دانہ بروست افتصان

حضرت الوالد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں صرف یہ خیال آیا کہ ہم

تھوڑے دن کے لئے چھٹی لے لیں۔ بس یہ خیال آتا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ کیا یہ ڈراتا ہے رہا یہ خیال تمہارے دل میں آیا یا نہیں یہ شیطانی وسوسہ تمہارے دل میں آیا کہ اللہ کے کام سے چھٹی لینا چاہتے ہو۔ جیتے رہو اس کا یہ انجام ہوتا اس کا نتیجہ کیا ہوگا اس کا نتیجہ یہ سمجھو ہے کہ وہ نہیں ہے بلکہ تم جو کچھ تجویز کرو وہ تو ہو جائے گا۔ یعنی کھیتاں سر سبز ہو جائیں گی اور یہ چھوٹی چھوٹی پونجی کی دکانیں جس کی ہیں۔ وہ کسی میں پانچ سو کا سامان ہے کسی میں نام معمولی سا کاروبار اس میں تمہیں کامیابی ہو جائے گی۔

تمہاری دکانیں جو بالکل بیٹھ گئی ہیں جس میں خاک اڑنے لگی ہے، وہاں دو چار گاہک نظر آنے لگیں گے، اس میں روزانہ دس بیس روپیہ کی آمدنی شروع ہو جائے گی۔ تمہارے باغ جو بالکل سوکھ گئے ہیں اس کو پانی دو گے تو ہرے بھرے ہو جائیں گے۔ لیکن اس کے نتیجے نکلیں گے ایک کا تعلق تمہاری ذات سے ہے اور دوسرے کا تعلق باری کائنات سے ہے، جہاں تک تمہاری ذات کے تعلق کا سوال ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا نام اللہ کے یہاں خدمت گزاروں کی فہرست سے کٹ جائے گا اور تم بھی انہیں قوموں میں شمار کئے جاؤ گے جن کی قسمت پر مہر لگا دی گئی ہے اور جن دیوانوں کی فہرست میں لکھ دیا گیا ہے کہ ان کا کام کولہو کے بیل گھوڑے کی طرح کھانا، کمانا اور پیٹ بھرنا ہے اور اس کے بعد حشرات الارض کی طرح زندگی گزار دیا ہے چلے جانا ہے۔

آج تمہارا نام رسول اللہ ﷺ کی سپاہیوں، ساتھیوں اور جاں نثاروں اور اس نیت کو سجدہ کرنے والوں میں لکھا ہوا ہے دنیا کے محاذوں میں، نیز دنیا میں دوبارہ بھیجنے کے لئے کوشش کرنے والوں میں لکھا ہوا ہے تمہارے لئے حیات نو اور نئی حیات کی مشقت کرنے کے تمہارے ہاتھوں یہ دنیا جو کہ محض ایک قبرستان محض ایک جانوروں کا اصطبل محض انسانوں کا قبرستان بن کر رہ گئی ہے جہاں ذوق سرفت پیدا کرنے والے اور کھانے کمانے کے سوا کوئی اور بھی چیز نہیں ہے، اس کو دوبارہ زندہ کرنا مقدر ہے اس فہرست سے تمہارا نام نکل جائے گا اور یہ دنیا جو اللہ سے پھیر گئی تھی، خدا کو بھول گئی تھی آج پھر تمہارے ذریعہ سے خدا کی چوکھٹ پر سر جھکانے لگی ہے اور جن کے نام یا کبھی میں لکھے ہوئے تھے ان کا نام دنیا کے محاذوں میں عبادت گزاروں میں اور مجاہدوں میں دنیا کے نجات دہندوں کی فہرست

ہیں لکھے جاتے رہے ہیں۔ یہ فیصلہ ازلی ہے کہ آخر کار دنیا میں کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو اس راستے کو اپنائیں گے کہ اس راستے کی ابتدا اور انتہا سے آگاہ ہوں گے اور اس راستے پر چلنے والوں میں سب سے نمایاں مقام پیغمبروں کا ہوگا۔

اس آیت کے آخر میں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو قوانین کا ضابطہ مقرر کیا ہے اور یہ کہ ہدایت کا دائرہ صرف انہی لوگوں سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ نے جن کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ بار بار خدا کی طرف پلٹیں گے اور خدا کے راستے پر چلیں گے اور اس کے حدود کی پابندی کریں گے اور پھر اس دنیا میں آنے والے انسان کو یہ حقیقی مقام معلوم ہوا اور ان کو اپنی زندگی کا مقصد معلوم ہوا اور وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے گا۔

بلندی ہمت و نظر یہ سب کچھ دینی جد و جہد کا ثمرہ ہے

اگر پچھلے دروس میں ہم نے یہ نہیں کہا کہ ہم فرشتے بھی نہیں ہیں بلکہ ہم انسان ہیں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنی ضروریات زندگی کو بقدر ضرورت مہیا کر کے ہم اللہ تعالیٰ کے کام میں لگیں۔ اللہ کے دین کا پیغام کو لے کے میں پھیلائیں۔ اللہ کے پیغام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کر سکے تو نقصان یہ ہوگا کہ پوری عالم انسانیت اور پوری کائنات اس فیض سے محروم رہے گی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو جو نعمت عطا کرنا چاہتا ہے اس نعمت کو روک لے گا۔ پوری انسانیت اس فیض سے محرومی ہلاکت ہے تمہارے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی اور ہم دونوں کے حق میں بھی ہم دین کا پیغام کر اس شرح پر پہنچا دیں گے جس پر تمہارا آشیانہ ہے۔ تم تو دنیا میں کسی شمار و قطار میں نہیں تھے اور معلوم نہیں تم کتنی بیماریوں کے شکار ہو سکتے تھے کتنے فسادوں کے اندر داخل ہو سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ہر موقع پر بچایا اور اپنے دین کی خدمت کے لئے منتخب فرمایا اور تمہیں وہ توفیقیں عطا فرمائیں جو دوسروں کو نہیں ملیں۔ تم میں ایک یہ حوصلہ عطا فرمایا ہمارے ہاتھ میں بازو کوئی طاقت عطا فرمائی تمہاری بستی کو بسا دیا اور ہمارے حواس کو درست کیا۔ یہ سب اس سلسلہ کی تفصیل تھی۔

شان نزول کی مختصر تفصیل

اب اگر تم اس مالی خدمت سے منہ پھیرو گے تو اللہ تعالیٰ کسی اور قوم کو لائے گا جو تمہارے حق میں

خوشی اور دنیا کے حق میں بہت بڑی بات اور خسارے کا سامان کرو گے، دنیا کی طرف رخ پر جاتے جاتے تو رات دن سے رخ پر پڑ جائے گی۔ یعنی اس کا رخ ضلالت سے ہدایت کی طرف شقاوت سے سعادت کی طرف ظلمت سے نور کی طرف، جہالت سے علم کی طرف پڑا ہے اور پڑ بھی کہاں ہے، بچے کی ولادت ہوئی ہے لیکن اگر حضرت اسماعیل کی قدمت سے ماتھا لگا کر اپنے پیٹ کی سلائیں بچے بچے بچوں کی پرورش میں اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگ جاؤ اور گویا تم اللہ کی عبادت سے ہٹ کر اپنے نفس کی عبادت میں لگ جاؤ تو نفع کا پلہ دنیا پر جھکا ہوا رہے گا۔ یہ جائے گا۔ یہ ہے تفصیل ان حالات کی جن میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔

اس آیت کے معنی و سیاق اور اس کے نتائج دور رس ہیں۔ یہ آیت کسی ایک انسان کی انفرادی خوشی کے بارے میں نہیں اتری ہے، کسی ایک فرد کی ہدایت میں پڑنے کے متعلق نہیں ہے، بلکہ یہ ایک بہت بڑے اہم موقع پر نازل ہوئی تھی، جس کا تعلق پوری نوع انسانی اور اس کے مستقبل سے ہے یعنی وہ لوگ جو دنیا میں ہدایت کا کام کر سکتے ہیں، جس کی وجہ سے دنیا کو نے حقائق کی طرف توجہ ہو سکتی ہے۔ کی مغزوں کی طرف توجہ ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے، جن کے ذریعہ انسان اپنی موجودہ زندگی پر پشیمان ہو کر سوچتا ہے کہ "بائے میں کیا زندگی گزار رہا ہوں، میں تو جانوروں کی چیزوں کی اور چوپایوں کی زندگی ہے۔ کھانا پینا اور بستر پر دراز ہو کر سو رہنا اور پھر اٹھ کر قتل گھوڑے کی طرح اس کام میں جت جانا پھر کوئی انسانی زندگی ہے؟ جو عبادت سالوں کو چوکائے، اس کی دعوت سے اس کے عمل اور کردار کی تعمیر سے اور اس کی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے لوگوں کے دماغوں پر چوٹ پڑے لوگوں کے دماغوں پر یہ اثر ہونے کی ضرورت نہیں، یہ زندگی نہیں ہے۔ اگر اس نفس سے فرصت نہیں تو دنیا والوں کو کون سنبھالا دے سکتا ہے؟ کون ہے جو دنیا والوں کو اللہ حقیقت کی طرف متوجہ کرے گا اور ان سے کہے گا کہ "کیا زندگی ہے" "مدہ سے محمد پیغمبر اور آرام سے کر لیٹنا اور سو رہنا یہ زندگی ہے" اگر خوش آرام اور خوش آیندگی زندگی کا حاصل ہے تو جہل میں تم سے زیادہ ہیں ہے۔ اگر دوسروں کو پیٹ کاٹ کر کے اور ان کا خون پی کر کے زندگی گزارنا آدمیت اور مقصد زندگی ہے تو یہ تو شیروں کی زندگی ہے اور درندے تم سے زیادہ درندگی اور آدمیت سے واقف ہیں۔

میرے دوستو! اگر ایک شخص نیکی پر ہر لمحہ میدان جنگ میں کود نے کو تیار ہے کہ دوسرا شخص بچ کر جا تا ہے حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ رو کر کہتے ہیں اپنے آپ کو جہاں جوکھوں میں ڈالا ہوگا۔ حاجی سید اللہ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے آنکھیں بند کر لیں گے اور ہمیشہ موت کو ہنسی میں ٹال دیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جانبازی کی تاریخ میں امر واقعی کی تاریخ میں خالد کا جب تعالیٰ ہوئے اگر موت آ سے ٹل تو کیسے ٹلے کہ میری زندگی میں ولی ایسا موقع نہیں آیا کہ جہاں موت کا امکان ہو اور میں وہاں پہنچ کر آپ کو پیش نہ کیا ہو لیکن خدا کی شان کہ آج میں بستر پر مر رہا ہوں۔

فلا ماتت اعین الجبناء فلا ماتت اعین الجبناء فلا ماتت اعین الجبناء

خدا کرے بزدلوں کی آنکھ چھوٹے نہیں بزدلوں کی نیند حرام نہ ہو اس لئے کہ مجھ سے بڑھ کر بزدل جس ہلاکت میں ڈالنے والا اور شہادت کی خوشی میں نکلنے والا اور کون ہوگا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بیماری کے بستر پر مر رہا ہوں اور بزدل موت سے بھاگتے تھے کتنے دن سے رخصت ہو گئے؟ ہزاروں سپاہی تلواروں کے خلاف اور توپ و تیروں کے خلاف موت کا انتظار کر رہے تھے۔

دوستو! خودکشی یہ نہیں ہے کہ آدمی کسی وقت اپنی جان پر کھیل کر کسی وقت اپنے کاروبار کو نقصان میں ڈال دے کسی وقت دانشمند اور ہوشیار لوگوں کے مشورے کی خلاف ورزی کرے جب لوگ اس طرح کے مشورے دیں کہ ابھی یہ وقت کاروبار ختم کرنے کا نہیں ہے یہ وقت دکان چھوڑ کر جانے کا نہیں ہے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے تو دانشوروں کے مشورے کے خلاف چل پڑے۔ خودکشی کسی وقت آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں یعنی دیکھتی ان دیکھی کر دیتے ہیں وہ خودکشی نہیں کرتے ہیں۔ خودکشی اس کو کہتے ہیں اپنے مقصد حیات کو فراموش کر کے اپنے نفس کی پرستش میں لگ جاتا ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی کا ایک مسلمان کی حیات کے لئے خودکشی یہ ہے کہ اپنی تخلیق کا مقصد بھول کر اور خود کو مقام عبد سے اس کو گرا دیا ہے ان کو فراموش کر دے اور یہ بھول جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کس لئے ہمیں ایک اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے منتخب کیا ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

یعنی تم سابقون سے تعلق کی متعلقہ کے لئے دنیا میں بھیجے گئے ہو۔ تم اس نام کو ... طاہر دل دماغ کا ... میں ... پاؤں ... ذہب ... کا ... یارتی ... میں ... جاؤ ... اس میں اس جاؤ ... تمہاری سب ... ہی فخر ہے ہو کہ تمہارے ... میں یہ کہا جائے کہ ... تو ... کا ... ہے کوئی مسلمان فرقہ کوئی مسلمان ... اگر ... کا ... یارتی حیثیت اختیار کرلے ... میں کا ... ہی ... میرا کارنامہ ... مقدمہ ... پیش مقدم ہے ... یا ... خلاف مقدمہ ہیں ... دانوں ... خلاف مقدمہ ہیں ... ہر دانوں کی ... ہیں ... قدم ہیں ... کی کو قرآن سمجھ ... شی ... قرآن اس کو ... خوشی ... نہیں ... جس میں موت ... ہو ... اس کو خوشی ہوتا ہے ... میں ... حقیقی موت ... خوشی ... ہیں ... جس میں موت کا امکان ہے ... خوشی ... جس میں ... موت ... خوشی ... حقیقی ... خوشی ... ہیں ... جس میں یہ ... خوشی قسم ... ہو جائے ... ہو جائے ... خلیہ ... اٹھے ... جس ... ہے ... جس کی ... ہے ... خوشی ... ہے ... جس میں اس ... تحلیل ... جائے ... جس کو موت ... ہے ... خوشی ... ہے ... جس میں ... قصد ... موجائے ... جو ... یا تھا ... جو ... سے ... کا ... یارتی ... یت کے خلاف ... پوشی ... سلامت ... ن کا ... لے ... کا ... یارتی ... یت کے خلاف ... پوشی ... سلامت ... ن ... ح کا ... لے ... یارتی ... ہ کے ... میں ... حقیقی ... کا ... یارتی ... ہو جو ... پوشی ... سلامت ... کرے ... ہے ... ہے ... خوشی ... ہے ... ی ... ت کا ... کرے ... ی ... یت ... ے ... ے ... ے

...

لا يستوي منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل ... من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا

... جس نے مکہ کے پہلے ... خرچ کیا اور ... وہ جس نے ... خرچ کیا اور لڑائی ... نہیں ہو سکتے۔

خود کشی کیا ہے

... خودکشی ... انسان ... کی ... سے ... اور ... کو ... اور ... سے ... اور ... اپنے ... نقصان پہنچائے۔

علت و سبب

... آپ ... سے ... ہیں ... کہ ... ہیں ... ان ... سے ... ہیں ... ہیں ... ہیں

جس کو میرا یاب سے نوں ہے وہ یا ہے؟ وہ یہاں کا ہ ہرت دورسول ۔ ﷺ کی ہجرت کا جو ہر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اس سرزمین پر پہنچایا ہے۔ اسے میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ آپ کے لئے خودکشی کیا ہے؟ اور آپ کا اپنے اوپر احسان کیا ہے؟ اس دونوں باتوں کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ بس آپ کی بات یہی ہے کہ ساری زندگی کے فیصلے کا فیصلہ بھی اس پر ہے کہ آپ نے تباہی کا راستہ لیا ہے، اور آپ کے لئے بربادی اور فروغ کا راستہ کیا ہے؟ آپ کے لئے تنزل کا راستہ کیا ہے؟ آپ کے لئے ہلاکت اور خطرے کا راستہ کیا ہے اور آپ کی حفاظت وضمانت کا راستہ کیا ہے؟ یہ آپ کو سمجھنا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں بھیجا ہے، آپ یہاں صرف کاروبار میں مصروف رہے، آپ کی ساری ذہانت اور قوت اور سارا وقت تک اسی پر صرف ہوتی رہی کہ ہم نے یہاں سے کیا کمایا، ہم وہاں سے لے کر کیا آئے تھے اور اب یہاں ہم کس حیثیت کے آدمی ہو گئے، ہماری پورٹ فولیو کیسی ہو گئی، ہم نے بینک میں کیا جمع کیا۔ ہم نے اپنے ملک میں کیا بھیجا، وہاں دیہات میں کچا مکان چھوڑ کر آئے تھے وہ پکی حویلی بن گئی یا نہیں، ہم نے اپنے بچوں کو یہاں تعلیم یافتہ بنایا، ان کو کسی کاروبار میں لگایا یا نہیں؟ ہم نے اپنے آپ کو اس زمانہ پر تو اور رکھنے، یہ ایک جذباتی اور عمومی خودکشی ہوتی، ایک فرد کی خودکشی ہوتی ہے اور ایک قوم کی خودکشی، فرد کی خودکشی فرد کے لئے ہوتی ہے اور قوم کی خودکشی افراد کی خودکشی سے مختلف ہوتی ہے، اور قوم کی خودکشی پوری نسل کو ہلاک بنا دیتی ہے، جس کے لئے پھر کوئی جائے پناہ نہیں ہوتی لوگ غلطیاں کرتے ہیں، اپنی صحت بھی برباد کرتے ہیں، زہر بھی پی لیتے ہیں، سمندر میں چھلانگ بھی لگا دیتے ہیں، پہاڑوں پر سے کود بھی پڑتے ہیں اس سے، یا ایسے کسی دوسرے مہلک کوئی دوا میں پناہ لیتے لیکن سب کوئی قوم خودکشی پر آمادہ ہو جاتی ہے اور غلط فہمی ہوتی ہے کہ ہمیں صحیح سے نہیں ہے، ہمیں ظلم ہو رہا ہے کہ ہمارے ساتھ ناانصافی اور سرکشی کا برتاؤ اختیار کیا جا رہا ہے، جس پتے کے کاٹنے کے لئے ہوئے ہیں، تو پھر اس پر مرہم لگانے والا کوئی نہیں ہوتا اور اس کی کوئی جگہ نہیں ہوتی ہے اس پر مرہم ہوتا ہے اور۔ لیکن آگے چلتا ہے۔

میرے دوستو! آپ کے لئے دو راستے ہیں ایک راستہ یہ ہے کہ آپ خوش

کی طرف سے کوئی سعادت کیسی ہاں ملک میں کل کیا ہوگا کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا میں بہت ڈرتا ہوں آزادی بڑی نعمت ہے بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ اس ملک میں جتنے مسلمان ہیں وہ عزت و حفاظت کے ساتھ رہیں اور مسلمانوں کی حکومت برابر قائم رہے یہاں تک کہ یہاں مسلمانوں کی ملک بہت بڑی آبادی قائم ہو جائے میں اس کی آرزو کرتا ہوں اور یہاں آکر بہت خوش ہوا ہوں کہ دیکھئے ان گھروں میں پہلے کیا ہوتا تھا اس لئے بہت میں پہلے کس کا نام لیا جاتا تھا آج اس میں کس کا نام لیا جاتا ہے۔

میں اپنی خطبہ مسنونہ پڑھ رہا تھا۔ اور دل باغ باغ ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حالت مجھے بھی دی ہے مگر آج سے بیس سال پہلے کوئی میرا نام لے کر بتاتا ہے کہ ایک وقت آئے گا تو انگلستان جا کر کرے گے میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نام لے گا اور کہے گا اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ" رسول سے بھی پوری پوری تعلیم پر وہ بھی کس میدان میں نہیں کسی اسٹیج پر نہیں ٹی وی ریڈیو پر نہیں، بلکہ خالص گرجے میں پادری کے سامنے اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ کی صدا بلند کرے تو بھائی مجھے یقین نہیں آتا اب دیکھئے یہ جماعت کی برکت ہے یہ تھوڑے سے دینی کام ہونے کی برکت ہے کہ آج کر رہے اللہ کی عبادت کے مرکز بن رہے ہیں۔ تو عید کا یہ پیغام کہ جا و فاس میں خطبہ مسنونہ پڑھنے اور اللہ کا پیغام پہنچانے کی توفیق ہو رہی ہے۔

دوستو آپ کی خدمت کا۔ استعمار کہتے ہے کہ آپ یہاں اللہ کا نام بلند کریں۔ اللہ کا نام بلند کرنے کے جو مسلمان پاکستان میں مسلمانوں کو روکنے کی کوشش کر رہی ہے اس سے زیادہ آپ کو کوشش کرنی پڑے گی جب آپ کھلواڑ دیکھ لیں گے اس نے کہ وہاں تو اسلام اور خدا کے فضل و کرم سے ایک بڑا برس گزار چکا ہے وہاں پر اسلام کا سکہ رائج ہے وہاں تو اسلام کی جڑیں پاتال تک پہنچ چکی ہیں۔ وہاں تو مسجدوں کے مینارے اور مدرسوں کے گنبد آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ وہاں تو قال اللہ و قال الرسول ﷺ سے فضائیں گونج رہی ہیں تو شاید اتنا محفوظ نہ رہے لیکن آج یہاں اسلام کا بودا آپ کے ہاتھ سے لگایا جا رہا ہے یہاں کی فضا آپ کی دعوت سے گونج رہی ہے۔ یہاں کی فضا شہادت سے آشنا ہو رہی ہے۔ تم سے جو کوئی دشمن سے ٹکرائے گا بار بار، بار بار وقت پڑے گا تم سے اصل مقصد کو فوت کر دینے کی کوشش کی جائے گی۔ ہر ممکن طریقہ اس کے بھی اختیار کئے جائیں گے اور پھر ہمارے

مسلمان، بلکہ ہر دین کے پیرو کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کرے۔ اور جہاد کے معنی ہیں
اپنے ملک کی حفاظت اس لئے ہر ۔۔۔ پر جہاد فرض ہے۔ ۔۔۔ اور
خدا نے جہاد کی اجازت دی ہے

۔۔۔ آپ کو جاننا چاہئے کہ ۔۔۔ جہاد کے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
دیکھیے کہ جب تک مسلمانوں کا تعلق ۔۔۔ سے ۔۔۔ کا تعلق ۔۔۔ مسلمانوں کی ۔۔۔
ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کی حیثیت کیا اور ان کی ۔۔۔ ہے۔ ۔۔۔ ۔۔۔
جرنیل اور فوجی افسر بھی اپنی طاقت کا ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
کہوں ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
اندازہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
محبت سے دیکھتے اور ۔۔۔ سے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

جس کو اللہ تعالیٰ حق جل شانہ نے [illegible] کیا ہے وہ [illegible] کا فیصلہ کرتے ہیں۔

قیامت تک کی ضمانت

[illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

میں بڑی اور آسمان سے مال اور مستقبل کی حفاظت ... شاعر جاہلی فرماتے ہے فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون ... اپنی کتنی دیویوں کو نہیں مانتا اور ان کی حمایت میں خصوص اختیار کیے ہے دل اللہ کی بھی تدبیر سے کام ... لوگوں کو ہمیں ... اور ان سا مسئلہ ... ہوں ... کہ وقت ... بچے ... اور ... حجر رم ... دیتے ہیں ...

آثار سے ماں کا اندازہ

آج ... تمہاری طرف ... تمہارے ... ہیں ... محسوس ... ہیں کل تمہارے ... ہو جائیں ... کے ... آثار شروع ... ہیں جب ... حمل ... ہو ... ماہ ... ہیں تو ... موتی ... ہیں ... ہیں جو ... ہیں ... کا ... کاٹتے ہیں تاکہ ... نکلیں ... جائیں ... کہ ... کیا ... ہے ... ہیں ... پک ... ہے ... ہیں ... ہیں ... کا ... ہے ...

بارشیں ابر ہوا ں ہو

... ہے ... کی ... ہوا ... کا ... ہے ... ہیں ... ہیں ... ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نیا ایمان

۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء کو جامعہ نعیمیہ میں ماہنامہ "خدام الدین" لاہور کے سالنامہ کی تقریب رونمائی میں پیر طریقت علامہ ابوالخیر محمد نعیم الدین صاحب کا خطاب

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله ونشهد ان محمدا عبده ورسوله الذي ارسله الله تعالى بالحق بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا

بھائیو اور بزرگو! آپ حضرات کو اس تعداد میں دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا جی چاہتا ہے کہ دین کی آواز پر اپنے کاموں کو چھوڑ کر آپ یہاں تشریف لائے اور سب سے بڑا احساس یہ ہوتا ہے کہ ایمانی دعوت میں اب بھی یہ طاقت ہے کہ اللہ کے بندوں کو ایک جگہ جمع کر سکتی ہے، جی چاہتا ہے کہ ایمان کی قوت کس سے زیادہ بڑھے اور ہمارے اندر سرتاپا ایمانی زندگی پیدا ہو۔

دین اور ایمان میں فرق

دو چیزیں ایک چیز ہے دین، اور ایک ہے ایمان۔ ان دونوں میں ایک فرق ہے، دین تو وہ نظام ہے جس کو لے کر تمام انبیاء آتے رہے، اور جس کا آخری پیغام سول اللہ (ﷺ) لے کر تشریف لائے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں یہ اعلان فرمایا

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

دین تو یقیناً مکمل ہو چکا، اب اس میں جو کوئی ترمیم اور اضافہ کرتا ہے وہ دجال، کذاب اور مفتری ہے۔ یہ دوسری چیز ہے کہ دین پر یقین رکھنا اور اس دین کی حقیقتوں پر ایمان لانا،

دین پر تو بے شک عمر بھر تک چلتی ہے اس میں کسی اضافہ کی گنجائش نہیں ہوتی اس میں سے جس طرح کچھ گھٹایا نہیں جاسکتا بڑھایا بھی نہیں جاسکتا یہ نہیں کہ ایمان کا معاملہ یہ نہیں ہے اس میں زیادتی، زیادتی کی گنجائش ہے اس لئے ایمان میں تازگی اور زیادتی کی دعوت قیامت تک جاری رہے گی بلکہ ضروری ہے کہ دین پر اپنے ایمان و یقین کو مضبوط کرتے رہیں اپنی تمام تر توانائی اور ہر چیز کو اس پر قربان کرے اور اس کی سی چیز کی خواہش دل میں نہ رہے یہ کوشش برابر جاری رہے۔ اس وقت آپ ہر مسئلہ کو دیکھیے اور جو دین پر ایمان و یقین کا بحران اور سردی آگئی ہے اس کو سمجھنا ضروری ہے۔

مشاہدے اور تجربے سے زیادہ نبی کی خبر پر یقین:

دوستو اور بزرگو! آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت بھی دین کی محض شکلیں موجود تھیں، نماز، حج وغیرہ کسی نہ کسی جگہ اور کسی نہ کسی حالت میں پائے جاتے تھے، دین کا وجود بالکل ختم نہیں ہو چکا تھا مگر مذہبی اور دیانت کی بہت سی شکلیں اور صورتیں موجود تھیں لیکن جو چیز کھو گئی تھی وہ یہ تھی کہ دین میں کوئی طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ ان لوگوں کا ان حقیقتوں پر تو ایمان و یقین تھا کہ صانع کارگر ہر قادر ہے، معاد زندگی کے لئے ضروری ہے اٹھنے سے پہلے گھبرانا ہے، اسی طرح زندگی کے بہت سے تجربانی حقائق پر دل سے یقین رکھتے لیکن اس پر ایمان نہیں تھا کہ دوزخ کی آگ کبھی بھڑکے گی اور دہشت کا آدم اور اس کی راتیں کبھی قابل رشک نہیں۔ اس کا ایمان نہیں تھا کہ اللہ کو ناراض کر کے دنیا کی فلاح نہیں پا سکتے۔ دراں حالانکہ ان کا کوئی ان کی نافرمانی کر کے اس کے گھر میں نہیں رہ سکتا تھا، ان کا ایمان نہیں کہ گناہ و ظلم سے بستیاں اور ملک تباہ ہو سکتے ہیں، وہ جتنا کہ طبیب کی باتوں پر اعتماد رکھتے تھے رسول کی باتوں پر اتنا بھی اعتماد نہیں تھا، اس کا سبب یہ تھا کہ ان کا تعلق دین اور دوسری زندگی سے مردہ ہو چکا تھا اور انہیں اس سے کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی، صرف دنیا کی زندگی اور اس کی دیکھی بھالی اور آزمائی ہوئی حقیقتیں اس پر چھائی ہوئی تھیں۔

دوستو! کچھ ایسی ہی حال اب ہمارا ہو گیا ہے، مگر اس وقت دل آہ کر یہاں کہہ دے کہ مجھ سے گھر سے شیر چھوٹ گیا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ یہ پورا مجمع اسی شیر کی طرف متوجہ ہو جائے گا، اور سب کو اپنی اپنی فکر پڑ جائے گی، اجتماع کا سارا سکون اضطراب سے بدل جائے

[illegible]

کوہ صفا پر غار دعوت

[illegible]

تقلی ایجاد کیا ہے؟

ایک صحابی کا واقعہ

حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ

[illegible]

حضرت ابوذر غفاریؓ کا واقعہ

[illegible]

حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ کا واقعہ

[illegible]

تازہ ایمان کی کشش

[illegible]

ہماری دعوت

[illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کہ کتنے ہیں کہ ہم [illegible] لوگ [illegible] اور چھوٹے ہمارے ساتھی ہیں [illegible] نتائج ہیں کہ [illegible] تاریخ کا [illegible] ایمان پیدا ہو جائے [illegible] خلاف کا محاذ اس سرزمین [illegible] جو بڑا [illegible] اپنے وقت میں ایمان [illegible] والی اور بھروسہ [illegible] ہیں، انہوں نے بھی اس وقت یہ [illegible] ایمان موجود تھا اور [illegible] موجود تھے، ایمان کی تجدید ہوئی، حکومت ہی [illegible] سے اندر ایک ایمانی [illegible] پیدا ہوئی۔ پھر ان شاء اللہ اسلام نو مسلموں سے دوبارہ ظہور پذیر ہوگا۔ ان نو مسلموں نے قرن اول کی یاد تازہ کر دی اور ثابت کر دیا کہ ایمان میں بڑی طاقت ہے اور اس طاقت کو ہر زمانہ میں زندہ کیا جا سکتا ہے۔ آج بھی اسی طاقت کی دنیا میں کمی ہے اور ایسے ملک ہیں جن سے اسلاف کی روایات تازہ ہو جاتی ہے۔ "نو مسلمین" کے نوجوانوں نے جب سے اندر یہ ایمان پیدا کیا تو انہوں نے دین کے لئے ایسی قربانیاں پیش کیں جن کی اس زمانہ میں مثال نہیں ملتی۔

اس وقت ہماری اسلامی دنیا میں ایمان کی طرف [illegible] بڑھ رہی ہے [illegible] ہر جگہ اور ہر [illegible] میں اپنے اپنے طور پر ایمان کو بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہر ملک کی طرح اور شاید اور ملکوں سے زیادہ ہمارے اس ملک میں ضرورت ہے کہ یہ ایمان حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور اس کی دعوت عام کی جائے۔

ہمارا افسردہ اور بوسیدہ ایمان مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ معمولی حالات کا مقابلہ معمولی ایمان کر سکتا ہے۔ لیکن غیر معمولی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے غیر معمولی طاقت کا ایمان درکار ہے۔ آج دنیا میں مسلمانوں کو غیر معمولی حالات کا سامنا ہے، اس لئے ہمیں اپنے ایمان میں غیر معمولی تازگی اور اپنی زندگی میں غیر معمولی تغیر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

[illegible] ان اجتماعات کی دعوت اور ہماری [illegible] کوششوں کا مقصد یہی ہے کہ ہم میں از سر نو حقیقی ایمان اور [illegible] اسلام کے نو مسلموں کا سا جوش اور [illegible] حالات کے [illegible] صحابہ کی یاد تازہ ہو۔

مسلم خواتین کی علمی و دینی خدمات

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین
وخاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ ومن تبعہ بإحسان إلی
یوم الدین أما بعد

علم مرد و عورت دونوں کے لئے

عورت کی تعلیم کے بغیر نظامِ حیات ناقص

[illegible]

تاریخ اسلام میں طبقۂ نسواں کے کارنامے

[illegible]

خواتین اسلام کی ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اپنے عزیزوں کا اور جن کے شکریہ ادا کرنا ہوں کہ جنہوں نے ہمارے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہو کر ہمارے لئے دعا میں خود بھی کرتے اور اپنی اپنی حکومت کی سے اس میں شامل ہونے کی اجازت دلوائی جو مسلمانوں کی آئندہ نسل کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے گا اور جو ہمارے ساتھ شامل نہیں ہو سکتا ہے ان کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ ان کی تجویزوں کو قبول فرمائے اور ان کی تجویزوں کو ان کے لئے اور ان کی قوموں کے لئے نفع رساں بنائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ایک علان شبہات باحق

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

کا تذکرہ کیا ہے بعد کو اس کو عربی میں منتقل کرنے کی دعوت دی اور یہ فرمایا۔ اس ان کی طرف سے اس کے لئے بار بار یاد دہانی اور اصرار ہوا اس عاجز نے مدینہ منورہ علی ساکنہا الصلاۃ والسلام میں اس کام کی ابتدا کی اور ہندوستان آ کر اس پر اضافہ کیا۔ اس پر بعض حواشی اور مسئلہ اور بعض مشائخ وعلماء کی تائیدی اقوال حاشیہ میں لکھ دیئے یہ کتاب جب طبع ہوگئی تو اس کا ایک نسخہ بندے نے جامعہ سلفیہ مدینہ طیبہ کے ادیب عظیم العقیدہ عرب فاضل اور استاذ جامعہ کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے پڑھنے کے بعد اپنے گہرے تاثر کا اظہار کیا اور فرمایا کہ "ہذا توحید کا تحقیق مشین کرن ہے"۔

یہ عقیدہ و مسلک آخر وقت تک اس جماعت کے ذمہ داروں مولانا محمد الیاس صاحب کے خاندان کے ارکان و افراد اور مرکز نظام الدین میں رہا اور ہے۔ بلکہ مرحوم مولانا محمد الیاس صاحب نے بندہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولوی انعام الحسن صاحب تک حضرت سید صاحب کی تجدید کے سایہ تلے ہیں بندہ کی کتاب سیرت سید احمد شہید پڑھ کر فرمایا کہ میری معلومات میں اس سے کچھ اضافہ نہیں ہوا، ہم نے اپنی داڑھیوں اور ناپوں سے پہچان رکھا ہے۔

اس تاریخی بحث منظر میں اس نسبی تحقیق تواریخ اور تسلسل کے بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ اس دعوت کے فکر و عرفان اور اس دعوت کے بانی اور ذمہ داروں کے عقیدہ و مسلک میں تو حید خالص اتباع سنت رد بدعت اور دین خالص کی تعلیم و دعوت ضمیر چیز میں شامل ہے اور اس کی طرف کسی ایسے عقیدہ و مسلک اور کسی ایسے قول و عمل کی نسبت نہیں کی جا سکتی جو اس کے منافی اور اس کے متضاد ہو اور ان لوگوں کو جو اس جماعت و دعوت کو اس چیز سے منسلک کر کے قبیح العقیدہ اہل علم و دین کی نظر میں مشکوک بنانا چاہتے ہیں خدا سے ڈرنا اور یوم الحساب کا خیال رکھنا چاہیے۔

وما علینا الا البلاغ

دنیا بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ امابعد

حضرات! پندرہ برس پہلے کی بات ہے، پرانکر والے، دلچسپی رکھنے والوں کو چاندی کے ڈبوں اور رنگ برنگ ٹکٹوں کے پلندے دکھاتے تھے، پر تو آپ کو پرانی تصویریں، کے سرورق اور مردہ کتاب خانہ میں بھی نظر آجائیں گے، یہ دیکھئے کہ سائیکل بھی بنتی جاتی تھی، مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھر کر دیکھ چکے، اب سائنس روک لیجئے کہیں اس کی نبض چلتی ہوئی اور اس کا دل حرکت کرتا معلوم ہوتا ہے؟

زندگی کے سمندر میں بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھائے جا رہی تھی، انسانی جنگل میں شیر اور چیتے سور اور بھیڑیے بکریوں اور بھیڑوں کو کھا رہے تھے، بڑی مچھلی پر دست شرافت پر، خواہشات نفس پر پیٹ کے تقاضے روح کے تقاضوں پر، غالب آ چکے تھے، لیکن اس صورت حال کے خلاف کسی کی چیخ و پکار، جس پر کہیں احتجاج نہ تھا، انسانیت کی چوٹی پیشانی پر غصہ کی کوئی شکن نظر نہیں آتی تھی، ساری دنیا اسلام کی ایک منڈی بن چکی تھی، بادشاہ و وزیر امیر و غریب اس منڈی میں سب کے سب لگ رہے تھے اور سب بولیوں میں بک رہے تھے، کوئی سیانا تھا جس کا جوہر انسانی خریداروں کے حوصلہ سے بلند ہو اور جو پکار کر کہے کہ یہ ساری فضا میری ایک اڑان سے لئے کافی نہیں ہے ساری دنیا اور ساری زندگی میرے حوصلہ سے کم تھی، اس سے یہ دنیا کی ساری زندگی میرے لئے ہیچ ہے، میں اس خالی زندگی اور اس محدود دنیا کی ایک چھوٹی سی پرانی ہوئی کو کیا کروں گا؟

لوگوں نے دنیا کے دامن سے ہر قسم کی قیمتیں لگا دیں، اور ان سے اونچے ہو کر قیمتوں، رنگ و بو کے چھوٹے چھوٹے گھروندے بنا لئے تھے اور بڑے بڑے بلند ہمت انسان ان کو اپنی سرفرازی اور سربلندی کے بڑے بڑے رخنے سمجھتے تھے، مچھلیوں کی طرح ان

[illegible]

[illegible] ہے [illegible] ان [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ان [illegible] اصولوں پر حکومت قائم کرتے [illegible] وہ [illegible] ان کی [illegible] ان [illegible] کی [illegible] ان [illegible] کی [illegible] ان [illegible]

آگ سے خوف

اسباب آگ سے بے خوف

یہ خطبہ جمعہ [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں [illegible] سے [illegible] کے [illegible] 18 [illegible] 1991ء کو [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے

طلاق پر ماتم کرتی ہوئی ہے نے جیتے جاگتے ہوئے اس کے پڑوس میں آ لگ جائے۔ عورتوں نے بہت سمجھایا اور تسلی کرنا چاہی کہ بہن آپ اطمینان رکھیں بچہ جائے گا طلاق پر لکھی ہوئی ماتم پر ہے کہ بعد لے لیا جائے اس پر چیخنے کا آپ خواہ مخواہ اپنے پریشان ہیں اور بہت دکھ اٹھا رہی ہیں یا کیں اس دوران رہا اس پر بھی ان کے دل میں جو کھٹک پیدا ہوگئی تھی وہ دور ہوگئی اس لئے کہ ماتم کی تلخی جاتے رہا جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔

مگر جہاں تک بچہ جب ایسے طور طریق پر تربیت پاتے ماحول میں جاتا ہے ایسی تعلیم و تربیت حاصل کرتا ہے جو اس کو اسلام اور شعار اسلام سے دور لے جاتی ہیں۔ اخلاق سے رذیل روی اور مشرکانہ عقائد کی طرف لے جاتی ہیں۔ خدانخواستہ کی راہ پر ڈالتی ہیں جو سراسر جہنم میں لے جانے والی ہیں تو اس ماں کو ذرا بھی فکر و تشویش نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ اس حقیقت پر پہلے دھیان نہیں دیتی سامنے نہ آنے سے اس پر اس کی نظر ہے نہ تاثر سے خائف ہے اس لئے بے فکر و مطمئن ہے بلکہ بعض وقت فکر مند ماؤں کو ایسے ہی مطمئن دیکھا جاتا ہے جس طرح کہ میں بچے کو چھوڑ کر شادی میں جانے والی خاتون کو اور میں مطمئن رہتی ہیں۔ آپ کیسی بے فکر ہو کر جا رہی ہیں بچہ یا سلائی کو یا بھی سکتا ہے

آگ سے بچانے کے لئے دینی عقائد کی حفاظت ضروری ہے یہ ایمان و یقین کا اس پوری کائنات کا خالق و مالک تنہا ایک خدا ہی ہے اور پورے نظام کو وہی چلا رہا ہے اس کے چلانے میں اس کو کسی کی مدد و مشورت کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ساتھوں کی طرح بھی محتاج اکتاتا ہے ساتھ ساتھ پر خیر و عظمت طاری ہوتی ہے۔ لا الٰہ الا ہو سبحانہ و لا الٰہ الا ہو۔

یا اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب ہی سچی اور پکی بات ہے اس میں جو کچھ ہے وہ سب صد بصد صحیح ہے (ذلک الکتاب لا ریب فیہ یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں بالکل شک نہیں (کہ یہ کلام خدا ہے) ہوا ہے۔

اس کے بھیجے ہوئے ہی آخری دین ہے جو پچھلے سب دینوں کو تا قیامت کے لئے منسوخ کر دیا ہے۔ اسلام کے سوا سب باطل ہے قیامت تک اس دین کی رہبری و ہدایت میں آرام میں پڑ کر اس دین عظمت کی زندگی گزارنا ہے۔ ایک ہی راستہ جانا یقینی ہے

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

الا ان وعد اللہ حق

(اور یہ بھی سن رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے)

قیامت میں قرآن و حدیث میں دی گئی تعلیمات ہی کے مطابق حساب ہوگا جو اپنے ایمان و عمل میں کھرا نکلے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جائے گا اور اس کو ابدی راحت و آرام نصیب ہوگا۔ اور جو ان عقائد میں کھوٹا ہوگا یا اس سے دور جا پڑے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اب ذرا سوچئے کہ اپنے بچے کو آپ شعوری یا غیر شعوری طور پر کس راہ پر لگا رہے ہیں اس کے لئے کون سے اسباب بنا رہے ہیں؟ آگ میں لے جانے والے یا اس سے بچانے والے؟

اس دنیا میں اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا انتظام کیجئے ان کے ایمان و عقیدہ کی فکر کیجئے اور اس کے لئے اس ماں کی طرح بے کل و بے چین ہو جایئے جو ایک موہوم خیال اور دور از قیاس بات کے خیال سے خوشی و شادی کے موقع پر بھی اداس تھی کہ کہیں بچہ جاگ کر دیا سلائی اٹھا کر جلا نہ لیں کہ اس کے کپڑوں میں آگ لگ جائے اور وہ جل جائے۔

میرے دوستو اور بھائیو! اس حقیقت پر ذرا سنجیدگی کے ساتھ فکر کے ساتھ حقیقت پسندی کے ساتھ غور فرمایئے کہ اس وقت اپنے بچے کو آپ دین و عقیدہ کی طرف سے غافل ہو کر جو تعلیم دے رہے ہیں اور آپ کے بچے کو غیر شعوری طور پر کس راہ پر لے جا رہی ہے آگ کے راستہ پر یا اس سے بچانے والے راستہ پر۔

آپ علماء کی تقریریں سنتے ہیں لیکن فائدہ نہیں اٹھاتے۔ آپ اگر آگ میں لے جانے والے اسباب سے ڈرنے لگیں اور فکر و دور اندیشی سے کام لیں اور آخرت میں جو انجام سامنے آنے والا ہے اس پر غور کریں تو اس سے آپ کو وہ فائدہ ہوگا جو صف بن تقریروں سے بھی نہیں حاصل ہو سکتا۔ اس کا سارا انحصار اس پر ہے کہ تقریر اور نقد فائدے پر نہیں بلکہ انجام پر غور فرمائیں۔

آپ اس کو اس مثال سے سمجھئے کہ آپ کا بچہ سائیکل چلا رہا ہے۔ سائیکل میں بریک نہیں

[illegible] کے ذریعہ سے ہم ان کو [illegible] کی طرف لے جائیں گے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہ

(اس کی تمنا یہ ہے کہ سب لوگ اس کی تعریف کریں) یہ ایسی بیماری ہے جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

اس لیے ہونا تو یہ چاہیے کہ آپ اپنے بچوں کو اخلاقی برائیوں سے بچانے میں اتنی ہی کوشش کریں جتنی کوشش آپ انہیں جسمانی بیماریوں سے بچانے میں کرتے ہیں۔ آپ کو اپنے بچوں کو ان تمام اخلاقی بیماریوں سے بچانا چاہیے جو انہیں اپنے ساتھیوں اور ہم جولیوں سے لگ سکتی ہیں۔ اس کے لیے آپ کو ان کے سامنے اچھے اخلاق کی مثالیں پیش کرنی چاہئیں۔ ان کو اچھی اچھی باتیں بتانی چاہئیں اور ان کے دل میں اچھے اخلاق کی محبت پیدا کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے بچوں کی نگرانی بھی کرنی چاہیے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے بچوں میں کون سی بری عادتیں پیدا ہو رہی ہیں اور وہ کن لوگوں کی صحبت میں رہ کر بگڑ رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے گھر میں ایسی چیزوں کے داخلے کو بھی روکنا چاہیے۔ جو ان کے اخلاق کو بگاڑنے والی ہیں۔ مثلاً ٹی وی میں بے ہودہ پروگرام سے بچانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح ان کو ایسی کتابوں سے بچانا چاہیے جو ان کے اخلاق کو بگاڑنے والی ہیں۔ آپ کو ان کے ہاتھ میں ایسی کتابیں دینی چاہئیں جو ان کے اخلاق کو سنوارنے والی ہیں۔ آپ کو ان کے لیے ایسی کتابوں کا انتخاب کرنا چاہیے جو ان کے اخلاق کو سنوارنے والی ہیں۔ آپ کو ان کے لیے ایسی کتابوں کا انتخاب کرنا چاہیے جو ان کے اخلاق کو سنوارنے والی ہیں۔

یہ کچھ مختصر سی باتیں ہیں جو میں نے آپ سے اپنے بچوں کی محبت کے بارے میں کہی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو آپ کو اپنے بچوں کی محبت کے بارے میں کرنی چاہئیں۔ اس کے لیے آپ کو اپنے دل میں اپنے بچوں کی محبت پیدا کرنی چاہیے۔ آپ کو اپنے بچوں کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دینی چاہیے۔ آپ کو اپنے بچوں کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دینی چاہیے۔

سو فیصدی اسلام مطلوب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین

حضرات! ابھی آپ کے سامنے جو خطبہ استقبالیہ پڑھا گیا ہے اس میں میرے خاندان کا اور میرے بزرگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فارسی پارسیان بزرگوں کا جو تعلق رہا ہے وہ قابل قدر ہے اور میرے لئے بھی فخر کی بات ہے۔ آپ حضرات نے جس محبت، احترام اور برادرانہ روش کا ثبوت دیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ میں بھی آپ کی خدمت میں وہ چیز پیش کروں جو بہتر سے بہتر تحفہ ہو۔ آپ نے میری خاطر داری میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی محبت سے پیش آئے اس لئے احسان شناسی کا تقاضا اور شرافت کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے میزبانوں کے لئے جو قیمتی سے قیمتی چیز ہو وہ پیش کردوں جو عمر بھر کے لئے اجتماعی زندگی کے لئے باقی رہنے کے لئے، ذوقی زندگی کے لئے اور صحت والی زندگی کے لئے کافی ہو۔

آپ کے سامنے میں نے ابھی قرآن حکیم کی ایک آیت پڑھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو۔ اسلام کا مطالبہ ہے کہ سو فیصدی مسلمان سو فیصدی اسلام میں داخل ہو جائیں۔ ان الفاظ پر آپ غور کریں۔ مطالبہ ان سے ہے جو ایمان والے ہیں، کلمہ پڑھنے والے ہیں، اسلام کو اپنانے والے ہیں۔ مطالبہ دس بیس یا پچاس فیصدی سے نہیں ہے بلکہ سو فیصدی سے ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ سو فیصدی مسلمان جنہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور اعلان کر دیا کہ ہم مسلمان ہیں پس ان پر اسلام کا قانون نافذ ہوگا۔ کوئی استثنا نہیں، کسی قسم کا پیر، روشنی یا کوئی نہیں۔ اسلام کے قانون پر [illegible] پڑیگا۔ مسلمان بھی سو فیصدی اور اسلام بھی سو

پر مشتمل ہے، سے بڑھ کر دوسرا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔ دو یا پانچ سال کے بچے کا ہو سکتا ہے، بہت پریشان ہیں۔ جناب کرنل الٰہی جی نے ہمارے ساتھی میں سے کہا ہے کہ مسلمان اپنے روزے جاڑوں کے موسم میں ہی رکھا کریں، روزوں کا اپنے وقت پر ہونا چاہئے کہ جس موسم میں روزہ رکھا جائے اس موسم میں سب لوگ ہوں گے اور اس کے بعد رکھنا ہوگا۔ دوسری صاحب یہ فرمائیں کہ حج کا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے سال میں آخر میں سارے ملک پر دوست پر ایک ملک اور کر حج آتا ہے۔ یہ بہت اشکال ہے ہمیں اس سے محفوظ رکھیے۔ ہم یہ عرض کریں گے کہ اسلام کے ارکان میں سے زکوٰۃ بھی ایک رکن ہے، اسلام میں عمارت اس پر کھڑی ہوئی ہے اس عمارت کو آپ کمزور کیوں کرتے ہیں۔ اس کے بعد حج کا معاملہ آتا ہے استطاعت سے اور اس کے کثیر الفوائد ہیں۔ جاں تک خطرہ کا تعلق ہے، خطرہ کوئی دریا خطرہ نہیں ہے لیکن ایک زمانہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے سمندری سفر کے خطرات کی وجہ سے حج ترک کر دیا تھا اور بعض علماء نے یہ فتویٰ دیدیا تھا کہ حج ہندوستان کے مسلمانوں پر فرض نہیں ہے۔ یہی فتویٰ اشفاقیہ میں بھی لکھا گیا ہے کہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مقدس حج کے فریضہ کو دوبارہ شروع کیا زندہ کیا۔ اس زمانہ میں بادبانی جہاز تھے اس میں چادریں لگائی جاتی تھیں۔ ہوا کے رخ پر وہ جہاز چلتے تھے۔ اتفاقات کتنا تھا کہ بعض مرتبہ حج کا وقت نکل جاتا تھا۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ ہوا ان بادبانی جہازوں کہیں اور پہنچا دیتی تھی۔ حضرت سید احمد شہید نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ کہیں حج کی عبادت ہی ہندوستان کے مسلمانوں میں ختم نہ ہو جائے اس لئے آپ نے حج کے عزم کا اعلان کیا۔ بیعت اور اعلان کر دیا کہ جس کا دل چاہے ہمارے ساتھ حج کے لئے چلے۔ جیسے بھی ہوگا محنت مزدوری کرنی پڑے گی تو کریں گے مگر حج ضرور کریں گے جو لوگ جائیں گے ان کا کھانا پینا ہمارے ذمہ ہوگا۔ رائے بریلی سے سید صاحب بلکہ کشتی سے بمبئی گئے وہاں سے پیدل بمبئی پہنچے اور پھر واپسی میں خاری پور سے گزرتا ہوا۔ انہوں نے حج کے فریضہ کو ادا کرنے کے لئے اتنا بڑا اقدام کیا جس کی کوئی نظیر ہندوستان کی تاریخ میں یاد نہیں ہوں گی۔ بڑی بڑی بزرگوں کے حالات میں نہیں ملتے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں نے حج کا سفر کیا ہو اس کی کوئی نظیر حج میں نہیں ملتی۔

میں تاریخ کا طالب علم ہوں اور تاریخ نگار بھی۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ پوری تاریخ

میں نہیں ملا کرتی بڑی جماعت کے ساتھ کسی نے [illegible] حب سعد صاحب کلمہ پڑھ یہ بات تھی [illegible] مسلک اپنانے کے معاملات کی بحثوں پر لکھ کر لکھ رہے تھے کہ آخر یہ بات ہے [illegible] بات تو آٹھ سو آدمیوں کا کہ نا سعد صاحب کے ساتھ [illegible] تو کر رہے ہیں لوگ اسلام لا رہے ہیں عجیب سا تھا گویا ایک لڑکر سر آ گیا محمد دین [illegible]

ہماری گفتگو اور جو سوالات سے متعلق ہو کہ اگر کوئی صاحب یہ فرمانے لگیں۔ مولانا صاحب آپ کی باتیں ٹھیک ہیں ہم سے لوگوں پر اس کی اتنی پابندی میں تو تبلیغ ہو جائے سستی ہو جائے لیکن ہم بہرحال مانتے ہیں کہ یہ اسلام کے فرائض ہیں لیکن یہ بھی خیال کیجئے کہ یہ ہماری شہری زندگی نے ہمیں جو معاشرتی طریقے دیئے ہیں۔ برادرانہ زندگی نے پڑوس نے معاملات ہیں برادران وطن سے ہمارے کچھ تعلقات ہیں۔ ہمارے خاندان کے کچھ مخصوص رسم و رواج ہیں۔ ہماری برادری کے مقرر کردہ کچھ ضوابط ہیں۔ ہماری حیثیت عرفی کے کچھ تقاضے ہیں۔ ہم ایک Social Class سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہمیں کم از کم شادی بیاہ اپنے اسٹیٹس سے اور اپنی پسند سے کرنے دیجئے۔ اگر آپ بڑے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں تو ظاہر ہے شاندار شادی کریں گے۔ ہزاروں لوگوں کو شادی میں بلائیں گے۔ جہیز کا تبادلہ دیں گے اور پی روایات و عادات کا یہ مظاہرہ کریں گے کہ آنکھ خیرہ ہو جائیں گے۔ ولیمہ کی دعوت میں آدھا شہر امڈ پڑے گا۔ آپ یہ کہیں گے کہ یہ سب موقعوں پر ہمارے اوپر کوئی پابندی نہ لگائی جائے ہم جو چاہیں کریں۔ جیسے چاہیں کریں۔ جائیداد کا روی رکھنے پڑنے کھیت بیچنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کوئی ہمارے آڑے نہ آئے تو میں آپ کو بتا دوں اسلام ان کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ اسلام نے زندہ رہنے کا ایک طریقہ بتایا ہے۔ عبادات کا ایک ضابطہ مقرر کیا ہے کچھ حصوں دیئے ہیں حدود مقرر کئے ہیں۔ آپ اس سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اگر یہ بات آج دو ہفتے معلوم ہوتی تو آپ سوال کریں گے کہیں آپ یہ سوچتے ہیں کہ ہم تو آئے تھے کچھ اور سیکھنے کے لئے یہ کیا کہ اتفاقات نے کچھ ایسی رسمات سیکھنے سے کے لئے آئے تھے تو خدا کا شکر ہے یہ چیز ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔ ایک طبقہ سے ہمارا تعلق ہے دوسرے طبقوں میں جاتا ہے۔ یہ سب سنتوں کی [illegible] کے معاملات ان کی پابندی کی [illegible]

[illegible] ہوئی ہیں مگر میں یہ وقت ہے صاف صاف [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں کہ اسلام ایک مکمل
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

ادخلوا فی السلم کافۃ

اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ لاکھوں اسلام کی خلاف ورزی کرنے والے مسلمان ہیں [illegible] کے باوجود اسلام کا نام زندہ ہے۔ یعنی ہماری مصلحت ہماری خوش فہمی، مفاد پرستی، دنیا طلبی ہماری کمزوری کا نام ہے۔ ہم خدا کے بندے ہیں [illegible] کے ماننے والے ہیں۔ اسلامی قوانین کو اسلامی طریقہ کار کو لوگوں کے سامنے لے آئیں تو تمام مشکلوں کے ساتھ قبول کر لیں گے۔ اختلاف کی جتنی باتیں ہیں وہ نہیں کہی جاتی ہیں۔ وہ باتیں جو دل کو خوش کرنے والی ہیں معلومات میں اضافہ کرنے والی ہیں خطیب کی حیثیت بڑھانے والی ہیں ان کا رعب جمانے والی ہیں وہ کہی جاتی ہیں مگر روزمرہ کی باتیں کم کی جاتی ہیں۔

[illegible] کے آغاز میں [illegible] کی تحریک [illegible] کے [illegible] کہ [illegible] کے [illegible] آئے کہ [illegible] آپ کی [illegible] میں [illegible] کی انقلاب آ جائے [illegible] ہو جائے [illegible] ہو جائے [illegible] ہو

Islam on the true criterion

وادی کشمیر میں توحید خالص کا پہلا پیغام
اور اس کے علمبردار

حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ پیدائش ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء وفات ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء
جماعت اہلحدیث کشمیر کے بانی اور شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔ ان کے ہاتھ پر کشمیر کی تقریباً ۹۰ فیصد آبادی نے اسلام قبول کیا۔

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلاھادی لہ و نشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم باحسان و وفا بدعوتھم الی یوم الدین

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

ماکان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربنیین بما کنتم تعلمون الکتب وبما کنتم تدرسون ۔ ولایامرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنبیین ارباباایامرکم بالکفر بعد اذانتم مسلمون (پ ۳ رکوع ۱۰ آیت ۷۹-۸۰)

یہ انسان کو یہ بات زیبا نہیں اللہ تعالیٰ نے کتاب، حکمت اور نبوت سے سرفراز فرمایا اس کا نتیجہ یہ ہو جب کہ لوگوں سے کہتا پھرے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ یہ بات تو وہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ والے بن جاؤ کیونکہ تم کتاب آسمانی کے پڑھنے پڑھانے والے ہو۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو اپنا

[illegible]

[illegible] 36 [illegible] 38 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

اور میر سید احمد امیر کبیر سید قطب الدین محمد ثانی یہ سب حضرات ایک سلسلہ کے تھے اور ان سب کا ایک قلبی رشتہ تھا یہ میں آپ سے پہلے بھی بتا چکا ہوں حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے دادی چچا شیخ مرتضیٰ تھے جن کی دادی کا نام شیخ یا [illegible] سلسلہ سادات بخاریہ کی بنیاد ڈالی اور دوسری شاخ ان کے بھائی شیخ [illegible] کو ملی جو [illegible] سے ہجرت کر کے ہمدان چلے گئے وہیں سید علی ہمدانی کی ولادت ہوئی آپ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہتے تھے آج ہمدان تو [illegible] ہے لیکن کبھی آپ کے ذکر سے گونج رہا ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ ہمدان کی خوش قسمتی اور خوش نصیبی تھی کہ آپ نے اسکی سرزمین کو اپنے قدموں سے مشرف فرمایا

حضرت میر سید علی ہمدانی کی تڑپ

میں آپ کو بتاؤں کہ وہ کون سی چیز تھی جو انہیں کھینچ کر لائی تو وہ ایک غیرت تھی جس کو اپنے محبوب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کی محبت سے زیادہ عزت ہوتی ہے اور کسی کے مقابلہ میں ذرا سی بات پر برہم ہو جاتا ہے ان میں اتنی ہی اپنے محبوب کے بارے میں غیرت ہوتی ہے ایک واقعہ آپ کی نظر کرتا ہوں ایک بار کوہ پیما پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں پہلے سے ایک کوہ پیما پہنچا ہوا ہے اس کو دیکھ کر اس کو غصہ آگیا اور اس نے اس کو دھکا دے کر نیچے گرا دیا اس کو اپنے محبوب کی عزت کا اتنا خیال تھا کہ اس کی طرح مخالفت کرتا ہے اسے وہ کسی طرح برداشت نہیں کرتا ہے ایک پہاڑ پر ایک کوہ پیما پہنچا تو اس کو اس کا دوسرا ساتھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی دوسرا اس کے ساتھ رہے اس کو اپنے عمل سے متعلق اپنے خلوص سے متعلق اپنے شوق سے متعلق عاشق سے متعلق اپنے محبت سے متعلق اور خدا کے پیغمبر اور اس کے دوستوں سے پوچھئے تو یہ غیرت سے متعلق ہے

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت سب سے بڑھ کر تھی اور اس کے سبب سے آپ نے بعض قول اور اس سے عارضی وتخلیقی تقاضوں کے بعض ہوں سے اپنی زبان کو روکا ہے جب تک شدید ضرورت نہ ہو۔ آپ کی بیماری کے دوران بھی آپ کی غیرت کا یہ عالم تھا کہ ایک شخص سے [illegible] آپ کی غیرت کا بھی یہ حال تھا کہ ایک شخص سے صرف یہ کہلوایا کہ

من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقد غوی

جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے وہ گمراہ ہوگا۔

آپ اس کو برداشت نہیں کر سکے اور آپ نے فرمایا بئس الخطیب انت قل ومن یعص اللہ ورسولہ (تمہیں بات کرنا نہیں آتی (یوں کہو کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا) گمراہ ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص نے کہا ماشاء اللہ وشئت (اللہ اور آپ چاہیں) آپ نے فرمایا اجعلتنی واللہ عدلا قل ماشاء اللہ وحدہ (تم نے مجھے اللہ کا ہمسر بنا دیا) کہیں ماشاء اللہ وحدہ (جو اللہ چاہے)

محبت وغیرت لازم وملزوم

یہ ہے محبت کا وہ ایک عاشق صادق کو جتنی محبت ہوتی ہے اتنی ہی غیرت بھی ہوتی ہے غیرت محبت کے تابع ہے محبت کے تقاضوں سے اور غیرت کے تقاضوں سے کوئی بھی کبھی بھی علیحدہ نہیں ہوتی کہ کہا جائے کہ آدمی محبت والا ہے یا غیرت والا کتنا محال ہے کہ ہم غیرت والوں کے بارے میں اور یوں کہ محبت والوں کے بارے میں بھی ہوتی ہے یہ نہیں [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پیچھے کا حال
پڑھنے والے کو اس کی حقیقت اور اس کی طرف لے جانے والا اور اس کے
ہیں جو کہ ان کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ تھے
تھے

ایک تاریخی حقیقت

تبلیغی جماعت

مولانا الیاس صاحب کی دینی فکر

حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۳۲۱ھ میں ضلع مظفر نگر کی تحصیل شاملی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولانا محمد اسماعیل صاحب محکمہ تعلیم میں ملازم تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ انگریز کی حکومت نے مسلمانوں کی دینی حالت کو برباد کر دیا ہے۔ مسلمان بچے اسکولوں اور کالجوں میں پڑھ کر دین سے بالکل بیگانہ ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت دین کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقف ہے۔ مسلمان اپنے گھروں میں، اپنے کاروبار میں، اپنے معاشرہ میں، ہر جگہ غیر اسلامی طریقوں کو اختیار کر رہے ہیں۔ ان میں انگریز کی طاقت کے اثر سے ایسی ذہنی مرعوبیت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ اسلام کی ہر بات کو پرانی اور بیکار سمجھت

جماعت کی حیثیت سے ہے جو شرک، بدعت، رواج کے خلاف اور اصلاحی اور باطل عادات و اطوار کے خلاف جہاد کرتی ہے، اس جماعت کی مخالفت میں سب سے بڑا ہتھیار جو مخالف طبقہ استعمال کرتا ہے وہ مذہبی طبقہ ہے، مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور دوسرے پیشوا تکفیر کا نعرہ لگا کر اس طبقہ کے مسلمان جماعت کی مخالفت کو پاکستان، خلیفہ اور اس کی وزارت کی مخالفت قرار دیتے تھے، یا اسی طرح مسائل غیر مسلمہ میں مخالف کو مطعون قرار دیتے تھے، تو یہ اس طبقہ کی مخالفت تھی، سلیم جماعت سے اس طبقہ کو دور کرنے کے لئے وہی حربے استعمال کئے جو باطل فرقے کفار و مشرکین استعمال کیا کرتے تھے، جو کہتے تھے

"لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون"

(اس قرآن کو مت سنو اور اس کی تلاوت کے وقت) اتنا شور مچاؤ کہ تمہارے اس شور و ہنگامہ سے وہ دب جائے۔

لیکن خدا کا شکر ہے کہ ان تمام اتہامات، بے بنیاد الزامات اور ایذا رسانی کے ہر قسم کے واقعات سے اس جماعت کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی، کفار مکہ کے صبر و استقلال، عزم و ثبات میں اور اضافہ ہو گیا، اور ان کی بردباری اور عزم گفتاری اور سخت سے سخت بات پر خاموشی کا یہ اثر پڑا کہ ان کے بہت سے مخالفین ان کے ہم خواب بن گئے، اور ایک بڑی تعداد ہر شرک و بدعت میں مبتلا تھی، اس نے شرک و بدعت سے توبہ کی اور توحید خالص کی دعوت قبول کی، گمراہی سے نکل کر ہدایت کی راہ پالی اور اس کی گواہی پر دی جا سکتا ہے جس سے ان علاقوں کو دیکھا ہو جہاں تبلیغی جماعتوں کی آمد و رفت ہوئی ہو۔

فردی کوتاہی و تقصیر کا الزام جماعت پر عائد نہ کیجئے

جب کہ ان دعوتی و اصلاحی کوششوں کی وجہ سے دنیا کی عظیم قربانیوں اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے عظیم انعامات کا مشاہدہ ہوں کے ساتھ اس جماعت سے وابستہ بعض افراد کے اعتقادی یا عملی، اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے جماعت پر اعتراض کرنا، یا اس کو ناقابل اعتماد سمجھنا، عقل سلیم کا تقاضا نہیں ہے، ہر شخص کو اپنی ذات کی ذمہ داری ہے، جماعت کے اصول و نظام کو سمجھنے میں ان کی اپنی تقصیر ہے اور اس کا الزام جماعت پر عائد کر دینا کسی بھی صورت میں درست نہیں ہو سکتا۔

تبلیغی جماعت کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کی رائے

آخر میں اس تقریر کے وہ حصے پیش ہیں جن میں مولانا موصوف نے تبلیغی جماعت کی آخری خامیوں پر تنقید کی ہے۔ ان خامیوں کے بیان کرنے کے بعد مولانا موصوف نے اپنی رائے کا اظہار ان لفظوں میں کیا تھا:

"اوپر کی سطروں میں تبلیغی جماعت کے اصول و مبادی اور اس کے طریقہ کار کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوگا کہ اس جماعت کے تبلیغی اصول اور ہدایات سے لے کر اس کے طریقہ کار تک جو کچھ ہے وہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ماخوذ ہے۔ اس جماعت کے تبلیغی دائرے اس وقت دنیا کے بہت سے ملکوں میں پھیل چکے ہیں۔ ان میں ہندوستان کی تمام تبلیغی جماعتوں میں اصل اول ہے۔ اور اس کے تبلیغی دائرے اس وقت ہندوستان کے ہر صوبہ میں قائم ہیں۔ اس جماعت کے ذریعہ سے ہزاروں مسلمان جو اسلام کی حقیقی روح سے بالکل بیگانہ ہو چکے تھے، اسلام کی حقیقی روح سے آشنا ہو گئے۔ ہزاروں مسلمان جو نماز سے بالکل بیگانہ ہو چکے تھے، نماز کے پابند ہو گئے۔ ہزاروں مسلمان جو اپنی مسجدوں کو ویران چھوڑ چکے تھے، مسجدوں کو آباد کرنے لگے۔ ہزاروں مسلمان جو اپنی مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے بھی نہیں جاتے تھے، جمعہ کی نماز کے لئے جانے لگے۔ ہزاروں مسلمان جو اپنی مسجدوں میں عیدین کی نماز پڑھنے کے لئے بھی نہیں جاتے تھے، عیدین کی نماز کے لئے جانے لگے۔ ہزاروں مسلمان جو اپنی مسجدوں میں رمضان کی تراویح پڑھنے کے لئے بھی نہیں جاتے تھے، تراویح پڑھنے لگے۔ ہزاروں مسلمان جو اپنی مسجدوں میں رمضان کی راتوں میں اعتکاف کے لئے بھی نہیں جاتے تھے، اعتکاف کے لئے جانے لگے۔ ہزاروں مسلمان جو اپنی مسجدوں میں رمضان کی راتوں میں قرآن مجید کی سنانے کے لئے بھی نہیں جاتے تھے، قرآن مجید کی سن

آزمائش اور تاریخ کے جس نازک دور سے گزر رہے ہیں اس میں وہ ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ اپنی طاقت و توانائی کو فروعی مسائل میں صرف کریں جو بحث و تحقیق کے مراحل سے گزر چکے ہیں اور صدیوں سے امن و سکون سے چلا آرہا ہے یا کسی قطعی مسلک کی بنیاد پر مسلک کی وجہ سے کی مخالفت کریں، جو کوئی بنیادی حیثیت نہیں رکھتا اس سے امت کی دینی خدمت نہیں ہوتی، اس لئے ضرورت ہے کہ ایسی تمام تر توانائی صرف تعمیری کاموں میں صرف کی جائے اور اپنی کوششوں کا محور اخلاقی بگاڑ، مشرکانہ عقائد جاہلی رسم و رواج اور غیر اسلامی بود و باش کی اصلاح کو بنایا جائے۔

توحید اور شریعت اسلامی پر عمل کرنے والوں اور محرمات سے بچنے والوں کو صرف قطعی اختلافات کی بنیاد پر جو ہمیشہ قائم رہا ہے، طنز، تنقید بنانا ایسا ہی ہے، جیسا بندر نے اپنے ایک عربی رسالہ میں لکھا ہے "یہ قصہ جہاد الیسیر عثمان کے جنگ کے مرادف ہے"۔

آنکھ والی قوم کے ارادوں اور عزائم سے جو شخص بھی واقف ہے وہ بخوبی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ ہندوستان کو جس پر مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکمرانی کی اور تہذیبی، ثقافتی، انتظامی اور اقتصادی حیثیت سے اس کو بام عروج پر پہونچایا، ایک دوسرا اندلس (اسپین) بنانے کی پوری تیاری کی جا چکی ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کی فکری، اخلاقی، اجتماعی، تہذیبی اور سیاسی اور اس کے بعد دینی و اقتصادی نسل کشی کی کوشش کا سلسلہ جاری ہے اور اس کی علامتیں نصاب تعلیم میں تبدیلی، ہندی کی جبری تعلیم پرائمری درجہ میں مداخلت، یکساں سول کوڈ کے نفاذ پر اصرار، بلڈوزر ہاں کی گئی، انگریزی و ہندی اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین، فرقہ وارانہ ذہنیت رکھنے والے کتابچے جن کا بعض وزراء کے بیانات و اعلانات اور عزائم کی پیش کردہ تجاویز اور ان کی تیاری ہوئی اسکیموں کی شکل میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں، یہ سب نازک وقت میں امت کو گمراہ کرنا ایک بڑی بدعاقبت اندیشی اور کوتاہ نظری ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

عزم مصمم اور قوت فیصلہ

ملت اسلامیہ کی ایک اہم ضرورت

[illegible]

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

حضرت [illegible] نے غلبۂ کافر [illegible] کی ایک بڑی وجہ بیان فرمائی ہے جو [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہے

ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی، قالوا نعبد الٰھک و الٰہ ابائک ابراھیم و اسمٰعیل و اسحاق الٰھا واحدا ونحن لہ مسلمون

[illegible] اس وقت [illegible] جب [illegible] اس وقت [illegible] جب [illegible] اس وقت [illegible] جب [

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں، پوتوں اور نواسوں کو جمع کر کے دریافت کیا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ ان فرزندوں اور پوتوں نے اس کے جواب میں یقیناً یہ کہا ہوگا کہ باحق والد! جان سے بھی عزیز آپ نے ابھی تک ہم کو تعلیم ہی کیا دی ہے اور کس چیز کا پابند بنایا؟ یہی تو حید خالص اور عبودیت فرد واحد، پھر آپ کو ہمارے مستقبل کے بارے میں کیوں شک ہے؟ کہ ہم آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی دوسرے راستہ پر پڑ جائیں گے! حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھا حال سے یہی کہا ہوگا کہ فرزند میری میت قبر سے نہیں لگے گی جب تک دیا سے یہ اطمینان لے کر نہ جاؤں گا کہ میرے بعد تم سب خدائے واحد کے پرستار موحد بن ابراہیمی کے علمبردار رہو گے۔

دنیا میں رہنا ہے تو صرف مسلمان بن کر

حضرات! آپ سلسلہ ابراہیمی سے تعلق رکھتے ہیں، اس خاندان کا شیوہ اور شعار یہ رہا ہے کہ دنیا سے جانے سے پہلے اپنی نسل کے بقائے ایمان اور تعلق باللہ کا اطمینان اور ضمانت کر لی جائے اور دنیا سے جانے سے پہلے اولاد سے بھی عہد و پیماں لے کر جائے کہ دنیا میں جب تک رہنا ہے مسلمان بن کر رہنا ہے اور جب جانا ہے تو مسلمان کی حیثیت سے جانا ہے۔

ووصی بھا ابراھیم بنیہ و یعقوب، یبنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون

اور یہی وصیت کر گئے ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب، اے بیٹو اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین پس نہ مرنا مگر مسلمان۔

صرف یہ بلند دعویٰ ضروری ہے بلکہ اس کے لئے وسائل کا مہیا کرنا، کوشش اور آسمان بنانے کی تدبیریں اختیار کرنا اور اس کا اطمینان حاصل کر لینا بھی ضروری ہے، اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کا امتحان لیا، اور پھر جب یہ اطمینان ہو گیا۔

حضرات! حیثیت اس مذہب کے متبع اور ادنیٰ کے ہم پر اور ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ ملک کی تعلیمی تبدیلیوں کا بغور جائزہ لیتے رہیں اور سرورت ان پر نظر رکھیں اور یہ دیکھتے رہیں کہ اس کا اثر ہمارے مذہب، ہماری نسلوں کے دل و دماغ اور اس کی دینی و اخلاقی حیثیت پر کیا پڑے گا۔

اسلام چند رسومات و تقریبات کا نام نہیں

اسلام چند رسومات و تقریبات کا نام نہیں

اور برتا۔

پورے نصاب تعلیم کا بتدائی درجی تاریخ کی وضع تدوین تاریخ اور انقلاب انگیز مضمون ہے جس رسم الخط (SCRIPT) کی بات کی قدیم تہذیبی علمی اور ادبی سرمایہ سے رشتہ ختم کر دیتے اور ان سے یکسر بیگانہ بنا دینے کے لئے کافی ہے۔ علامہ ٹوائن بی (TOYNBEE ARNOLD) نے جو اس رسم الخط کو بڑا فلسفی اور مورخ ہے لکھا ہے کہ اب کسی کتب خانہ کو آگ لگانے کی ضرورت نہیں یہ رسم الخط (SCRIPT) بدل دینا کافی ہے۔ رسم الخط کی تبدیلی سے قوم کا رشتہ اپنے ماضی سے بالکل ٹوٹ جائے گا، اور اس کی پوری تہذیب اس کے لئے بے معنی ہو کر رہ جائے گی، پھر جس طرف یہ ہوا اس کو لے جائے، جو چیز کسی ملت کو اس کے ماضی سے، اس کے مذہب سے، اس کی تہذیب سے اس کے کلچر سے ملاتی ہے، وہ رسم الخط ہے، رسم الخط بدل دیں، آج ہندوستان میں یہی ہو رہا ہے، ذہنی دماغی صلاحیات محض ملک و قوم کو فائدہ پہنچاتے ہیں، فائدوں کا جو نہیں ہے، تعلیم کا انقلاب بدلنا کافی ہے، آج سے ۱۰۰ سال پہلے انسان العصر اکبر الہ آبادی مرحوم نے کہا تھا۔

شیخ مرحوم کا قول ہے مجھے یاد آتا ہے
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

اور اس سے زیادہ لطیف انداز میں انھوں نے اس حقیقت کو اپنے مشہور شعر میں بیان کیا ہے۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اس سے ان میں کالج کا وہ تصور ہوگا جس میں مغربی تعلیم پر زور دیا جاتا ہو اور اسلامی تاریخ کسی میں لازمی الوجیت اس نے عہد خود و وضع شروط اختیارات اور مغربی حکومتوں اور قوموں (بلکہ اس کیل طور پر ان سے اپنی دلی قوموں) کی نصب العین پر تصور پر حیرت انگیز تاریخ پیش کی گئی ہو۔

دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

ہر ملک اور ہر قوم کا نظام تعلیم بدل جانے اور ثقافتی تعلیمی انقلاب سے اس ملک میں جو عظیم الشان

انقلاب آ سکتا ہے اور وہ سب آ چکے ہیں جو خدا کی طرف سے انقلاب لے کر آئے ہیں، کمال یہ ہے کہ ان کی کثرت مسلمان امت کے خاندان کی خالص قدیم اسلام (اور اسلامی تاریخ) کی عربی زبان کے حامل اسی حیثیت سے کسی قدیم اور خالص مذہبی ملک سے آئیں تب تعلیم یافتہ طبقہ اور عوام کالانعام کے لئے ان کی تعلیم موقوف ہے ان کے وجود سے وہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے جو خدا نے ان کے وجود سے حاصل کرنا چاہا ہے، یعنی (اپنی) ملک میں اسلام کی اشاعت اور اس کی حفاظت۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں عربی کی تعلیم کے لئے مصر سے علماء کا آنا۔

ہندوستان میں ایسے بہت سے علماء موجود ہیں جو اسلامی علوم اور عربی زبان میں پوری دسترس رکھتے ہیں اور بعض میں تو ایسے بھی ہیں جنہوں نے تصنیفات متقدمین اور کتب حدیث کی شرحیں لکھی ہیں، لیکن ان کی نظیر عربی یونیورسٹیوں اور عربی اسلامی ملک میں کہیں نہیں مل سکتی۔

جب تک انگریز کی حکومت اور انگریزی طبقہ کا تفوق نہ تھا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ہندوستان میں مذہب کی یہ قدر اور قیمت تھی کہ عمل اہل فرقہ صحیحہ (اس مدینہ کامل) ایک شرعی دلیل اور معیار ہے اصحابیوں سے یہ تین اور ملک جو دین کا صرف بیرونی خول ہے اور علوم اسلامیہ کا صرف حامل مگر ان میں مجتہد اور مجدد پیدا ہوتے رہے اور جس کی برکت اور عوام پر بھی قائم تھی اس کی نظیر ہے اور اس کی مثال ہے اور اس کی مثال جس کی نظیر ہے ہندوستان کی مسلمان قوم میں بھی مثال سے ملتی ہے کہ وہ ان تمام نعمتوں سے محروم ہیں۔

نصرت اب اس بات پر ہے کہ اس میں شکوہ (شکایت) کا نصر پیدا ہو جائے گا اور حضور کی حکومت کا نشان ہے کہ ہم عالم دین کو ہمارا مدعا حضور اور اس کی شکایت کے سب آدمی ہیں جس ملک سے تمام شاہ کی شکایت ناظرین کے اخلاق پر ہوتی ہے ہیں ہیں ہیں

[illegible] کے عام مفکرین اور ان کے مخصوص فرقوں اور انگلینڈ کے [illegible] میں اپنے اور اپنی نسل کے لئے [illegible] سامان اور [illegible] کی سلامتی، خوشی اور [illegible] کی آس [illegible] جو [illegible] نہیں دیتی کہ اس ملک کا [illegible] خطے [illegible] سے [illegible] ہوا [illegible] کہ [illegible] نقصت پسند [illegible] کی حیثیت [illegible] میں [illegible] خطرہ [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] معدنی [illegible] اور [illegible] کا [illegible] کرنے [illegible] [illegible] تحفظ [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible]

کے عقائد، روایات اور مذہبی شخصیات کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے لئے ہندو مذہبی شناخت کا پس منظر بتانے کے لئے اکثر علامات کا استعمال کیا ہے۔ سرکاری کوارٹروں، کالجوں اور اسکولوں میں ہندو مائیتھالوجی (HINDU MYTHOLOGY) پڑھی جاتی ہے جس سے میں واقف کی جاسکتی ہیں اس سے بڑھ کر کہ یہ تعلیم گاہوں میں جن میں مسلمان بچے بڑی تعداد میں تعلیم پاتے ہیں، ہندو سے ہمدردی کی گیت پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے جو ملائی نقطہ نظر سے انتشار کے لحاظ سے واضح اور خطرناک شرکانہ نیت ہے۔ انہیں کی معلومات کے لئے ان کا ترجمہ اردو میں پیش کیا جا رہا ہے۔

تو ہی ہر اعلم ہے تو ہی ہر اوھرم ہے تو ہی میرا ماں ہے تو ہی میرا مقصد ہے تو ہی جسم کے اندر کی جان ہے، تو ہی دیوتاؤں کی قوت، دلوں کے اندر تیری ہی حقیقت ہے۔ تیرا ہی محبوب تصور ہے۔ ایک ایک سمندر میں تو ہی دوگاؤں سمیع ہاتھوں والی تو ہی کما سے مکمل کے پھولوں کی بہار تو ہی پانی ہے، علم سے بہرہ ور کرنے والی، میں تیرا غلام ہوں، غلام کا غلام ہوں، غلام کے غلام کا غلام ہوں، مجھے پانی، مجھے پھول والی، ہری بھری، میں تیرا بندہ ہوں میں بھارت ماتا کی بندنا کرتا ہوں"۔

پھر ہندوستان کے تصور کے سامنے سر جھکانے اور پھول چڑھانے کا ضابطہ بھی قائم کیا جا رہا ہے، یہ ملک کو بھی خطرناک منزل کی طرف لے جانے کا قدم ہے جس کے تصور ہی سے ایک محب الوطن کے رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے ہیں، اور ان کی راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے، انہیں خطرات کی شدت بھی حقیقی کو واضح اور روشن کرنے اور انہیں مقاصد کے حصول کے لئے آخری جدوجہد کرنے کی خاطر یہ بنیادی تقسیمی کونسل دہلی میں "لی ہی خطرہ کا احساس عجیب سے پہلے قاضی مجید عبدالرحمان صاحب (مالیگاؤں) رہبر، جو ایک مدت تک مسلم پرسنل بورڈ کانگریسی مسلمان تھے، یو پی اسمبلی کے ممبر بھی رہے اور مرکزی وزارت میں بھی کسی کے ممبر رہے وغیرہ بھی، سرکٹ ہاؤس کے کمرے میں بیٹھے ہیں عرصہ خاص طور پر بیچوئیشن کمیٹی نے عرصہ تک پیش ہونے کی وجہ سے اور پھر اپنی وقتیت حقیقت پسندانہ سوچ اور اسلامی تعمیر و احساس کی وجہ سے انھوں نے اس خطرہ کو فوراً صرف کر جلدی بھانپ لیا جب سارے ذہین و اصحاب پر ایسا مستولی ہو گیا کہ انھوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنی ساری صلاحیتیں اس پر مرکوز کر دیں وہ عرصہ تک اپنے صلح کے حدود کی خطرہ کا مقابلہ اور مکابلہ کرتے رہے اور اس کام کو ساتھی

[illegible]

نشان دہی سے زندہ قوم کا

اصلاح واستفادہ سے کوئی مستغنی نہیں

حضرت مولانا سید ابرار الحسن صاحب مدظلہ العالی حضرت اقدس مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہ العالی
حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہ العالی
حضرت اقدس مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہ العالی

حضرت اقدس مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہ العالی کی وفات کے بعد شعبان ۱۴۲۷ھ میں حضرت اقدس مولانا سید ابرار الحسن صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضری ہوئی تھی، یہ مضمون اس موقع پر ارشاد فرمایا تھا، اب اس کو افادۂ عام کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔

• الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد بن عبداللہ الامین وعلی آلہم واصحابہ الی یوم الدین

حضرات! جن لوگوں کو کسی مدرسہ میں پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے یا وہ کسی بزرگ کی خدمت میں استفادہ اور تربیت کے لئے حاضر ہوئے ہیں، ان کو اس کا بخوبی اندازہ ہوگا کہ زمانہ طویل سے کتنا ہی گذر جائے اس طالب علم کیلئے اپنے مدرسہ میں کھڑے ہوئے کا منظر بیان کرنا یا اس جگہ جہاں وہ استفادہ کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا، کچھ عرض کرنا کتنا مشکل کام ہے۔

میری مثال بالکل ایسی ہی ہے، اس لئے کہ میں ہمیشہ اپنے بزرگوں کی خدمت میں اور خصوصاً اس آخری دور میں حضرت مولانا [شاہ وصی اللہ صاحب] کی خدمت میں اس لئے آتا تھا کہ کوئی ایسی بات سننے میں آئے جس سے دل کی کچھ کیفیت پیدا ہو، یقین میں اضافہ ہو اور ایمانی حلاوت نصیب ہو اور کسی صورت میں حقیقت پیدا ہو۔

اصلاح واستفادہ سے کوئی مستغنی نہیں ہوتا!

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ کچھ لکھ پڑھ جاتے ہیں یا ان کو کچھ تصنیف وتالیف کا تعلق ہوتا ہے اور ان کی طرف کچھ نسبت ہوتی ہیں، اٹھنے لگتی ہیں کہ ہم بھی کچھ جانتے ہیں تو پھر اب ان کو کچھ سننے کی ضرورت نہیں ہے اور کسی سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے، ان کا یہ خیال بالکل صحیح نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی دور میں بھی اور کسی عمر میں بھی، گمنامی اور شہرت کی حالت میں بھی استفادہ سے بلکہ اصلاح سے مستغنی نہیں ہوتا، ہمہ شما کا تو تذکرہ ہی کیا ہے، حضرت

کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی صحبت حاصل تھی اس کا میاب کہنا کسی حقیقت میں اس کی بڑی تعریف نہ ہوگی۔ اس لیے یوں سمجھئے کہ ایسی کوئی صحبت جس کے بعد کسی صحبت کا ضرورت نہیں پیدا ہو سکتا، ہو سکتی ہے اس سے بڑھ کر صحبت نہیں ہو سکتی مگر پھر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہمیشہ اس بات کی فکر رہی ہے کہ اپنے ایمان میں اضافہ کریں اور ہمارے قلوب میں وہ نور، وہ انوار اور وہ کیفیات پیدا ہوں جو صحبت ہی میں حاصل ہو سکتی تھیں یا صحبت اس کا ذریعہ تھی۔ چنانچہ بخاری شریف میں ایک جلیل القدر صحابی کا قول امام بخاری نے نقل کیا ہے، "اجلس بنا نؤمن ساعة" آؤ بھائی تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ کی باتیں کریں، ذرا ایمان تازہ کریں۔ ایمان کے بھی درجے ہیں اور کم سے کم جس سے لطف اندوز ہوں اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو اس کی ضرورت محسوس ہوتی تو بعد والے کیونکر اس سے مستغنی ہو سکتے ہیں؟ بلکہ واقعہ یہ ہے اور جن لوگوں کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ کہنے، سننے سے آدمی کے قلب میں نور، ایک بے کلی کی پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں کہنا سننے سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے، سننے سے اتنی بے کلی قلب میں نہیں پیدا ہوتی ہے جتنی کہنے سے ہوتی ہے، اس لئے ایسے لوگوں کو اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ وہ کبھی سامع ہوں، قائل نہ ہوں اور کبھی صرف مستفید ہوں، مفید نہ ہوں اور کبھی مخاطب ہوں مخاطب نہ ہوں اور ہر حال میں گوش بر کسی اللہ والے کی باتیں سنیں تاکہ قلب میں ایسا کیف پیدا ہو جس سے قلب کی بالیدگی ہے۔

ایمان کو تازہ کرنے کی ضرورت ہے

غرض جن دلوں کو اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی تجربہ دیا ہے اور ان کے قلوب مردہ نہیں ہو چکے ہیں وہ خود جانتے ہیں کہ ان کو ہمیشہ سے ہزار بار یہ ضرورت رہا ہے ایمان کو تازہ کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ والوں کی بات اور تعظیم کے ساتھ سننے کی ضرورت ہے اور وہ بھی جنہیں کہ ہم مستغنی ہیں یا ہم سے ہوئے ہیں، تو ان سے زیادہ محروم و بدقسمت کون کہیں ہندوستان میں ہے اس کی ایسی مثال یہاں فرمائی ہے کہ کوئی فقیر اس طرح صدا لگائے کہ یوں تو میرے پاس سب کچھ ہے، ہانڈی پکوان بھی بھرا ہوا ہے، پھر بھی صدا لگاتا ہوں تو بڑے سے بڑے سخی کے دل میں بھی سخاوت کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا، اس کے لئے تو اسباب کی ضرورت ہے کہ اپنے کو محتاج ظاہر کیا جائے۔ یہی حال اہل

یہاں کی تحقیق کے لئے ان کے یہاں کا [illegible] ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

حضرت سید صاحب کا واقعہ

[illegible] حضرت مولانا شریف علی [illegible] صاحب سے [illegible] سید صاحب [illegible] ایک [illegible] ہوئی [illegible] آپ [illegible] بڑا [illegible] آپ [illegible] ہر [illegible] آپ [illegible] رکھتے [illegible] آپ [illegible] آپ [illegible] ہے [illegible] ہوئے [illegible] ہے [illegible] آپ [illegible] ہوں [illegible]

اللہ والوں کے یہاں کی باتیں ذہانت کا نتیجہ ہیں

[illegible]

حاصل ہوئی ۔ جس سے اس حالت کا وہم لیتے ہیں ۔ اس میں سے ہوتا ہے ۔ وہ
سالک کو خواب بعد حضرت بعد سب بر ۔ ہوتی ہیں اس کے شروع میں
حضرت ہی دیکھتی ہیں ۔ ایک ہوتی ہے ۔ جس کو کہتے ہیں
حاصل ہوتا ہے ۔ خصوصی طور پر اس سے یہاں جو چیز مجھے محسوس ہوئی ہے وہ یہی
ہے ۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت فضل ہے کہ بچپن کی وجہ سے جس کی وجہ مجھے حواس
معطلہ اللہ تعالیٰ نے ایسے عطا فرمائے ہیں ۔ جو بچپن ہوتا ہے

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں آنے سے روح کی ذہانت کے
کھلنے میں ۔ جو حضرت (شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) میں نے کہا ہوں
نہ کروں ۔ میں وہ مشاہدت دیکھی ۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان بندوں پر کروں سے ایک ایک کو
یہ ذوق بھی ہوتا ہے کا ایک ایک تجلی بہت ہی چیز ہیں ۔ شاہ صاحب بھی خصوصاً قلب کی
ذہانت اور روح کی ذہانت میں ۔

ہر ایک میں ان حضرت کے یہاں اس نے آیا کرتا تھا کہ کبھی تو اس پر عنایت فرماتے ہیں
وہ دیکھتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں ۔ کہ اس سے روحانی کیلئے کوئی چیز ظاہر نہیں ۔
کہ اس کو بھی دیکھوں ۔ ہو کہ کوئی لو چاہتا بھی ہے کہ اس سے واقف ہیں اور اس طور سے
یہ نے تعلق ۔ ہوا اس میں آپ نے کہ مجھے سب چیز معلوم ہے اب مجھے ہی کے پاس
جانے کی ضرورت نہیں ۔ تو اس سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں ہے ۔ یہ آدمی کو بھی دعویٰ کر
دے بھی نہیں ہے اور اسی طرح کے لوگوں نے دعویٰ کیا بھی ہے ۔ ان باتوں سے دعویٰ نہیں ہوتا ہے
پہاڑ سے گر رہے تھے ۔ کہ اب مرا ۔ اب مرا ۔ تو فرمایا کہ تم بھی مرتے اچھا ہے کہ
تم کہتے کہ ہم پہاڑ کی چوٹی پر ہو گئے ہیں ۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے ۔ اس نے اس
سے بڑھ کوئی بڑی حماقت نہیں اور اس پر یہ فضل ہے کہ اس کو معلوم ہو گیا ۔ ان باتوں میں
بھی ہیں جہاں جاکر ان کی وہاں تک سمجھ میں آ سکتی ہیں ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ ہمارا میاں کیسی بڑی بات کہہ گیا ۔

ہمارے اکابرین کا رتبہ

[illegible]

خدا تعالیٰ کی نعمتیں تم ہو گئیں، اس کے بعد سے صرف مدعیان علم رہ گئے اور وہ بھی کم، تو جن کے متعلق وقت معلوم نہیں بتا سکتے کہ تو یہ سے خطاب کی بات ہے۔

عالم مشہور دیر تا پیدا و آباد است

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ ہم ایسے حضرات موجود ہیں جن سے نہ کبھی خوش ہونے کی ضرورت ہے اور نہ کبھی کی جا سکے مطالعہ کی حاجت میں سب چیزیں تو رطب موجود ہیں۔

میں تو کہا کرتا ہوں اور دل میں نجانتیں ہوں گی، دل کے معاملے ظاہر میں ہوا ہی نہیں نکلتا، چلنے کی تکبیر اور عادی تنقیص نہیں ہوتا، اس کے فائدہ کا بھی اظہار نہیں، بیل نہ ہونے کی بات ہے، اس کو یوں بھی سمجھ لیجئے کہ میرا جی نہیں لگتا، بیماری تو نہیں ہے، مطالعہ میں لگتا ہے، جس میں خالص علمی مسائل اور رسول کی بات پرانے انداز سے کہی جاتی ہو اور حدیث اور اور رجع کا تذکرہ کیا جائے، چنانچہ جب یہ حضرات تقریر کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابی علم ہے، نہ کتابوں کی باتیں ہیں بلکہ یہ علمی باتیں ہیں، سیدھی سادی دینی باتیں اور ایسے انداز سے کہی جاتی ہیں کہ ہم کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بھی ہم جب آتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ فرما رہے ہیں، وہ حقیقت ہے اور ان کے یہاں لب لباب ہے، یہ نہیں کہ یہ چیز لوگوں میں پھیلا کر یہاں لیا جا رہا ہے، یہ چیز تو ہم کو اور کہیں نہیں ملتی اور ہم یہاں سے لے جاتے ہیں اور دوسرے مدارج ہیں جن سے ہم کسی بھی مضمون کو پھیلا سکتے ہیں لیکن ان حضرات کے یہاں تو حقائق ہیں اس کی مدعیت ہی نہیں ہے۔

مولانا جائی صاحب سے ایک عالم نے جو بہت بڑے عالم تھے، کہا کہ میں نے فلاں فلاں کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، میں نے فلاں فلاں چیز کو دیکھا ہے، میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کے یہاں کوئی ایسی چیز ہے یا ہم کو اس کی تحقیل کرنی چاہئے، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ میں بھی کچھ بتا سکوں، مولانا جائی نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا، میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ میرے یہاں ایک حرف ہے، جس کو میں نے بہت تحقیق سے حاصل کیا ہے، اس کے بعد میں کچھ نہیں جانتا، اس کے بعد میں کچھ نہیں جانتا، اس کے بعد میں کچھ نہیں جانتا، یہاں تک کہ یہ حرف ختم ہو گیا، یہ ہے علم کی حقیقت، یہ ہے علم کا مقصد، یہ ہے علم کا مقام، یہ ہے علم کا مرتبہ، یہ ہے علم کا درجہ

[illegible] ہے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ک

کم ہو، اس سے زیادہ ہے۔ میں یوں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اور اس سے درمیان پل ٹوٹ گیا ہے۔ پل تعمیر کر لیجئے تاکہ پانی جاکام کرے لئے۔ بعد کی نہیں۔ ہمارے بیان اللہ کی یاد کا مثل ہی طریقے سے جیسی تھی لیکن اس سے استفادہ کے دوسرے تھے وہ کمزور ہو گئے ہیں۔ بقول اکبر مرحوم۔

الٰہی راہ اب تک سے نکلی ہوئی ہیں سب خانم میں
اللہ نے بندوں سے کیوں اس کو پردہ اٹھا دیا

یہی حال دین کی نعمتوں کا ہے۔ قرآن وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وحی، احکام شریعت سب اسی طرح اللہ کے جو وعدے ہیں سب برحق لیکن پورے ایمان کے درمیان جو رشتہ ہونا چاہئے تھا، عقائد یقین کا، محبت کا اور شوق کا وہ رشتہ ہمارے اور ان کے درمیان نہیں ہے۔ اس کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہی چیز ان حضرات سے پیدا کرنی ہے۔ ان کی تحریریں، ان کی تقریریں، ان سے ملفوظات اور ارشادات اب بھی موجود ہیں اور ان میں اسی تاثیر ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت سے ایک نامہ میرے نام تحریر فرمایا تھا، اس میں جو بعد محمد مصطفیٰ ایک عبارت بھی نقل فرمائی تھی جس میں فلسفہ و الٰہی کی تحریر تھی۔ میں نے جب حضرت کا وہ خط پڑھا تو مجھ پر کئی دن تک اس کا اثر رہا۔ جو بعد محمد مصطفیٰ کا مضمون بالکل ایسا معلوم ہوا کہ ایک زندہ چیز ہے اور ابھی کی لکھی ہوئی ہے۔ مجھے یاد ہے تو حضرت جو بعد محمد مصطفیٰ پڑھ کر حضرت کا اسکا مفہوم سنا رہے تھے۔ ان باتوں کا احساس ہے اس میں اثر کی روح تھا۔

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے بزرگوں جیسے حضرت آج تک ہمیں میں ہیں۔ حضرت کے جو ملفوظات تھے اور ان کی اصلاح نہ ہوئی تھی وہ آپ حضرت سے دیکھ لئے گئے اور ان کی توثیق سے جاری ہوئے اور حضرت کی یہ تالیف اور ملفوظات سے ہمارے سامنے ہیں۔ دیکھ کر جب وہ سنا گئے تو سب چیز یہ شروع ہوئیں۔ سیکڑوں جماعتیں ہر سال جاکر زیارت رکھتے دینی پیغام لیتے ہیں اور ان کی واپسی میں جتنی جماعتیں ہیں ان کے ساتھ یہ مقطع ہے یہ حصہ پڑھا جاتا ہے۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

چنانچہ جہاں جایئے یہی سننے میں آتا ہے کہ جس کی دکان تھی وہ اپنی بڑھا گئے۔ یہ حمد کا شعر

محمد ﷺ کی پہلی بات ۔ ۔ ۔

منتخب وما مورامت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک مثالی رہنما امت کی ضرورت

ے اس امت کو اس خطرے سے محفوظ رکھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کی پوری امت کو بھی معبوث کیا گویا بعثت محمدیہ دوسری بعثت تھی جس میں نبی کی بعثت امت کی بعثت کے ساتھ شامل تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے امت کی ایسی تعریف کی (جو بعثت کے بعد ہی اس بعثت اور اس امر کی بنا پر ہی کی ہو سکتی ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ

تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہے تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا

وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت معتدل بنا دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہیں تم پر۔

حدیث نبوی میں بھی اسی طرح کے الفاظ آئے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے فرمایا۔

انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین

تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کے بھیجے گئے ہو تنگی پیدا کرنے والے نہیں۔

بعثت، نبوت کی ذمہ داری کا اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ شعور اور احساس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں اس قدر تھا کہ جب نجاشی کا قاصد حضرت عمرو بن عاص (آپ سے پہلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ۸ھ) کے تحفے لیکر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طلب پر اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا) یہ پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں کا قصد ہے؟ تو انھوں نے یہ مختصر اور جامع جواب دیا:

الله ابعثنا الخلق من سلة من عبادة العباد الى عبادة الله وحده ومن ضيق الدنيا الى سعتها ومن جور الاديان الى عدل الاسلام

وفيه ايضا وفيه ۳۹

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم جس کو دیکھیں بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک خدا کی بندگی پر آمادہ کریں اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف اور مذاہب کے ظلم سے بچا کر سب کو عدل میں لائیں۔

عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے

[redacted]

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین
خاتم النبیین محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ومن سعید باحسان
ودعا سدعویہم الی یوم الدین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
واذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ وامّا ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین لا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض و فساد کبیر

[redacted]

[redacted]

اس وقت یہ ایسے ملک تھے جن کی پوری تاریخ حالات معلوم تھے۔ ماضی کے پچھلے ۵ ہزار سال کے ہوئے بھی علوم و فنون، تہذیب و تمدن، مذہب و اخلاق، سیاست و معیشت، جنگ و امن، فلسفہ و منطق، ادب و شاعری، تجارت و صنعت، غرض ہر شعبہ زندگی کے تمام مختلف اور متضاد نظریات سب کے سب اس کے ملک میں موجود تھے۔ اس کے دارالحکومت میں ہر قسم کی مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور سماجی مجلسیں اور انجمنیں قائم تھیں۔ ان کے مدرسے بھی تھے اور یونیورسٹیاں بھی۔

اس وقت کی متمدن دنیا مذہب اور تہذیب کے دو حصوں میں منقسم تھی۔ ایک حصہ مشرقی اور دوسرا حصہ مغربی کہلاتا تھا۔ یہ دونوں حصے دو جداگانہ عیسائیت کے ماتحت اور پیرو تھے۔ ان میں بہت سے مجسمہ پرست عیسائیت کے لبادے میں جاہلی عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کر رہا ہوں۔ متمدن دنیا کا بڑا حصہ یعنی مغربی شمالی مصر، روم، سپارٹا (جو کہ ایک یونانی عیسائیت تھی) کے، براعظم ایشیا کے مشرقی حصہ یعنی ہندوستان، سماٹرا اور ایران عیسائیت کے ماتحت تھے۔ اور دنیا کے تمام باقی حصے اور ملک یا تو اہل یونان اور عربیان بت پرستی میں زندگی گزار رہے تھے۔ ان میں بلاد ہندوستان بھی شامل ہے جو اپنی تمام دیومالاؤں، یونانی فلسفوں، قدیم تہذیبوں اور تاریخ کے لمبے چوڑے ادوار میں فکری سکتوں کا گہوارہ ہونے کے باوجود جہالت اور بت پرستی میں گلے گلے ڈوبا ہوا تھا۔ اہل یونان کے ایک دیوتا ایپی کیورس کی بھارت پر سد گھے جانے والے مورخ کا کہنا ہے کہ ہندوستان پر چڑھ جانے والے یونانیوں کی تعداد بعض اوقات ۶ کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہم اپنے سے کم تر جاہل اور بے جان چیزوں کی غلامی سے نجات دلانے میں ہندوستان سے بھی ناکام رہے۔ ہم بھی یہی حال اپنے ہی کی مجسمی حکومت کا تھا۔ یہی حال فارس کا تھا اور یہی حال دنیا کے تمام ملکوں اور تمام مخلوقوں اور قوموں کا تھا۔ سب کے سب اوہام و خرافات کے اسیر اور توہمات کے غلام بنے ہوئے تھے اور ان جہالتوں سے نکلنے کی کوشش کرنے والے لوگ بہت تھوڑے تھے۔ ان لوگوں کی صحیح تعداد بتانا تو مشکل ہے مگر یہ ہم میں کسی بھی مورخ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے وقت سے پہلے کی آبادی کی تعداد نہیں بتائی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ لوگ حکومتوں سے بھی مالا مال تھے اور علم کے ہر دو میدان کے بھی یہی لوگ علمی لاٹ سرداروں سے بھی مالا مال تھے۔

سامان اور ظاہری طاقت کے ساتھ شکست دیتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے دل و دماغ میں کئی باتیں کوندے لپکتی ہیں۔ سامانِ جنگ کی تعریف بدل جاتی ہے۔ ایمان و عقیدہ بھی جنگ کے اہم اور بنیادی ہتھیاروں میں سے ہو جاتے ہیں۔ اسلحہ کی کمی کا احساس دلوں سے نکل جاتا ہے۔ یہ حقیقت کے مقابلہ سے ہمارے ایمان و عقیدہ کے ہمارے ہاتھ میں ہوں، صدق و اخلاص کے ہتھیار سے مسلح ہو اسباب و وسائل کا مقابلہ کریں جو بظاہر بہت زیادہ وسائل اور مادی طاقت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، یہ آیت ہمیں پیغام دیتی ہے کہ کبھی ہمارا اصل بھروسہ طاغوتی طاقتوں کے سامنے سے جھکے تمام سامان اور آلات حرب اور اسباب سے کبھی حرکت متاثر نہ ہوں، اللہ کی تائید و نصرت والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس نے مسلمانوں اور حق کے علمبرداروں سے فتح نصرت کا وعدہ فرمایا ہے، ہر زمانہ میں اس نے اہل حق کی مدد کی ہے۔ آج بھی اس کی مدد ہو سکتی ہے، شرط یہ ہے کہ ہم ایمان و یقین، انسانی ہمدردی اور ایثار و قربانی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں، ہم اپنے ان محاذوں سے پوری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ سیاسی مصلحتوں اور دنیاوی دنیا کو فتح کر سکتے ہیں، سیاسی مصلحتوں اور مال و دولت سے بیماریوں کو دور کر سکتے ہیں، انسانی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ تھوڑی فوج نے تھوڑے سے ہتھیار اور معمولی سامان سے بڑی بڑی فوجوں کو شکست دی ہے، میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ اس وقت دنیا کا ایک ایسے خلا کا سامنا ہے، جس سے بڑا کوئی خلا نہیں ہو سکتا، انسانیت کے خلاف ہے، یہ خدا اور خدا کی رحمت کے خلاف ہے، یہ حاکمیت الٰہی کے خلاف ہے، یہ خدا اور انبیاء کرام کی تعلیمات کے خلاف ہے، یہ خلا اللہ کی ذات کا خلا ہے، وہ اللہ پر اعتماد و توکل کا خلا ہے، ایمانی قوت و طاقت پر بھروسہ کا خلا ہے، اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر اعتماد کا خلا ہے، تاریخ انسانی اور تاریخ اسلامی بھی بار بار اس کا تجربہ کر چکی ہے۔ کہ کثرت سامان اور عدد کے لحاظ سے معمولی سامان جنگ بڑی بڑی فوجوں پر غالب آئی ہے۔

"کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله"

میرے بھائیو آج اس موقع کو میں غنیمت جانتا ہوں، مختلف موضوعات متنوع مسئولیتوں کی وجہ سے لمبے موقع اب کم ملتے ہیں، میرے بھائیو میرے دینی اور اسلامی

بھائیو میرے عرب بھائیو! "الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر" آج دل پر لکھ لیجئے، اس دور میں اس سے بچنے کی اگر آپ جاہلیت کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے نہیں ہوئے، اگر آپ نے دعوت کا سکہ جما کر نہیں دیا تو خاتمیں فتنہ برپا ہو جائے گا، پھیل جائے گا، اگر آپ نے حق کی بلند آواز نہیں لگائی، اور آپ نے انسانیت پر رحم نہیں کھایا تو دنیا اپنی تمام باطل ترقیوں، عیش و آرام سے، اس اسلام اور اس دین رحمت کے باوجود خطرہ میں ہے، ضرورت ہے کہ حق کا غلغلہ اس طرح بلند ہو کہ ہر کان اس سے، اس قوت سے اسے پھیلایا جائے کہ ہر قریہ تک اور ہر شخص تک اس آواز کو پہنچا دیا جائے کہ ہر دل کی چوٹ لگے، ہر آنکھ کھلے، اثر پیدا نہیں ہوتا اور اس خلا کو پر نہیں کیا جاتا ہے تو یہ خطرے میں ہے، اس کی ذمہ داری اللہ نے آپ پر ڈالی ہے، پوری امت مسلمہ پر، اور اس سے لیکن میرے عرب بھائیو، آپ پر اس کی زیادہ ذمہ داری ہے، آخر یہ دین اسلام دنیا کو آپ کے ذریعہ ملا، آپ ہی کے اسلاف تھے جنھوں نے اس قوت خداوندی اور عطیہ ربانی کو پوری دنیا کے لئے وقف کر دیا، وہ آپ ہی کے آباء اجداد تھے، جنھوں نے دنیا کو خود کشی سے بچایا تھا، انسانیت کی بھوری میں گھری کشتی کو ساحل تک پہنچایا تھا، آپ کو اس کا صحیح وارث اور جانشین ہونا چاہئے اور اس کی دعوت دین کی امانت کا امین ہونا چاہئے، آپ اس دعوت کو لے کر شرق و مغرب میں پھیل جائیے، جاپان اور چین جائیے، روس اور امریکا جائیے، دنیا کے گوشہ گوشہ میں جائیے اور مسکتی ہوئی دنیا کو اسلام کا مرہم پیش کیجئے، انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکالنے اس مقصد کے لئے وہ تمام وسائل اختیار کیجئے، جن کا زمانہ تقاضا کر رہا ہے، وہ اسلوب اپنائیے، جس اسلوب کو زمانہ سمجھتا ہے، وہ زبان بولئے جس زبان کو آج دنیا سمجھتی ہے، یہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے، لیکن میرے عرب بھائیو، آپ پر دوہری ذمہ داری ہے کیونکہ جن کے ہاتھوں یہ دین پھیلا، جس کی کوششوں اور قربانیوں سے انسانیت کو بلا کت سے بچایا، وہ عرب تھے، صحابہ کرام تھے، اصحاب رسول تھے یا ان کے شاگرد اور پروردہ تھے، وہ لوگ تھے جنھوں نے عربوں ہی سے کسب فیض کیا تھا، جنھوں نے علم صحیح، عقائد صحیحہ کے لئے ہمدردی کا جذبہ اور اس کے دکھ درد، دل سنگ اور کو محسوس کیا تھا، ہم پر واجب ہے کہ ہم دین کی دعوت کی ذمہ داری محسوس کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں، اس مقصد کی تکمیل کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں

یا ایک عدد ... جن کا جلد از جلد پورا ہونا ضروری ہے، چونکہ ان کی خلاف ورزی کے نتیجے اس سے بڑھ کر ناگوار ہو سکتے ہیں کہ ان کا پورا نہ ہونا صرف مسلمانوں ہی سے متعلق ہو۔ اس لئے ان کا پورا ہونا ہی ضروری ہے تاکہ مسلمانوں سے ٹکرانے والی قوتیں اس کا پورا ہونا ہی سمجھ لیں اور ان قتل و غارت کے پروگرام کو ختم کر دیں جو ان کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اور ان کا پورا ہونا ہی ان کے لئے اس بات کا ذریعہ بن جائے کہ وہ اسلام کی طرف آ جائیں۔ اور اس طرح ان کی ... یا ان کی ... کی ... ہو جائے۔ اور ان کی ... کی ... ہو جائے۔ اور ان کی ... کی ... ہو جائے۔ اور

امت مسلمہ کا وجود غزوۂ بدر کا صدق ہے

از اصدار دارالعلوم تعلیم القرآن، بنگلور، شمارہ ۲، جلد ۱۰، ۱۹۹۵ء، صفحہ ۱۰ تا ۱۵، مدیر: مولانا محمد عبدالرحمٰن بابو

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللہ الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ ، فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون

غزوہ بدر بقائے دین کا ضامن ہے

ترجمہ: اور بیشک اللہ نے تمہاری مدد کی بدر میں جبکہ تم بے سروسامان تھے پس اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گذار بنو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر میں فتح عطا فرمائی اس حالت میں کہ تم بہت بے یار و مددگار تھے اور بہت خطرے میں تھے تو اللہ سے ڈرتا کہ تم شکر گذار بنو۔ ہمارے علماء اور ہمارے بہت سے دینی علم حضرات کو اور اس مدرسہ کے نئے طلبہ کو بھی اہل علم کو بھی اور جو قرآن مجید کی آیت کا ترجمہ سمجھتے ہیں ان کو تعجب ہوگا کہ اس عظیم الشان تبلیغی جلسہ میں جس کا موضوع تبلیغ و دعوت ہے اس آیت کریمہ سے یہ بحث کیوں کی جا رہی ہے کیا یہ غزوات فاتحہ ہے یا کچھ اور ہے یہ تو غزوہ بدر پر روشنی ڈالی جا رہی ہے یا تاریخ کا کوئی واقعہ بیان کیا جا رہا ہے لیکن اس آیت کی تبلیغ و دعوت سے بھی اہم مسلمانوں کی زندگی سے بھی اور مسلمانوں کی کامیابیوں سے اور اسلام کے اس مدرسہ سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے اگر میں یہ کہوں کہ آپ کے سامنے جو سب سے عجیب شے زیر نظر رکھنے والے اس کی حیثیت سے کام دے رہی ہے وہ شوریٰ کا نظام ہے ان میں مسلمانوں کی یاد بھی ہے مسلمانوں کی عظمت رفتہ شوکت بھی ہے اور وہ ثروت

کچھ کی تھی اور [illegible] پر یہ بالکل حق معاملہ طریقہ پر [illegible] پر [illegible] رشتہ داریاں [illegible] لے [illegible] پر [illegible] انگلی [illegible] [illegible] [illegible]

تھیں۔ اس تیز کلام کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فتح کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ فتح چاہتے ہو تو لے لو۔ مگر جانتے ہو کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ ایک نئی امت جسے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہوگا جس نے آپ کو دیکھا ہوگا جو آپ سے ملی ہوگی۔ جو آپ کے ساتھ رہنے والی ہوگی۔ آپ سے بڑھ کر اس سے کون محبت کرے گا۔ اس کے بعد آنے والی نسلیں جو آپ سے براہ راست فیض نہیں پا سکیں گی۔ وہ کتنا فیض پائیں گی۔ آپ کے بارہ میں کتنا وہ سیکھیں گی۔ آپ کی زبان سے نکلا ہوا کلمہ کلمہ بھی الہامی تھا۔ آپ کی زبان سے نکلا ہوا اور اس پر فتح کی تاکید تھی۔ اس کے بعد یہ قابل علیحدہ والوں ان جانے کہ مسلمانوں کی بڑی مسلمانوں کی دعائیں، مسلمانوں کی محبت مسلمانوں کا آپس کے تعلق سے پھیلنے کے حصول پر عمل کرنا اور جس کو دعوت، تبلیغ کا سلسلہ یہاں تک کہ میں صاف کہتا ہوں کہ خلافت راشدہ سے لے کر حال ہی میں ختم خلافت تک ہے۔ خلافت عباس تک اور اس کے بعد کی سلطنتوں تک اور اس کے بعد پھر یہ پوری مسلمان سلطنت ایران کا فتح ہونا۔ ادھر رومی سلطنت بلکہ عیسائی سلطنت کا فتح ہونا یہ بالکل ناقابل قیاس بات تھی کہ کوئی اتنی بڑی رومی سلطنت کو فتح کر سکتا ہے۔ اسلام یہاں کی سلطنت کا یہ حال تھا کہ ہندوستان کی سرحدوں تک پہنچی ہوئی تھی۔ ادھر ایران سارا عراق اس کے ماتحت تھا یہ ساری ناقابل قیاس باتیں ہوئیں اور مکمل ہوئیں۔ ناقابل قیاس تعداد میں فتح ہوئیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے تعلق کے پیدا کرنے اور اس بات کی تعلیم دینے کی وجہ سے ہوا۔ اس امت کے ذریعہ یہ سلسلہ یہ بات کا جاری رہے گا۔ امت کو دعوت دینے والا دوسروں کو محبت سے فتح کرنے والا جو مسلمانوں کو آج عطا کیا گیا ہے کبھی آپ نے دیکھا ہے مغرب کی سائنسی فتح کرتا ہے۔ اس نے کتنے مسلمان فتح کر لئے ہیں۔ دعوت پر اور تبلیغ کے لئے پر تبلیغی کوشش کرتا ہے۔ اس نے کتنے عیسائی جو عیسائیت سے مرتد ہو گئے ہیں۔ کتنے لاکھوں مسلمان فتح کئے ہیں۔ پھر صدیوں کی ہے۔ ساری کی ساری پیش خبریاں جو مسلمان جیسی کی ہے کہ مسلمان عیسائیوں کے ذریعہ ہی آپ سے میں صادق سے ہوئیں کہ آپ آج کل کھلائے ویسے کا ہے آج کل سے ہوئیں تک چار

لوشتہ ہونا ہے والے اس کے قاضی بقوت قیمت کو بالکل وقف کرنے والے الفاظ
ہیں ۔ یہ صحیح سرت کی نالوں میں آتے اور حدیث کی نالوں میں آتے تو کوئی بات نہیں
کر سکتا تھا کہ اس وقف طرح یہاں ۔ نالوں میں یہ کہا جاتا ہوں گا اس امت واسی نابود وقت
دیا گیا ہے اور اس کی زندگی کی مدت دی گئی ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے
عزت والی آسمان سے بار بار دعا کی ہے اور آج بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرما رہا ہے اس امت کی
باوجود اس کے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ اس نکل امریکہ کے خلاف ۔ یا مخصوص بتایا ہے جو بالکل
نسل کشی یا ہر ملک واپس بلانا اور مسلمانوں کے دل سے اسلام کی محبت نکالنا محبت تو بڑی
چیز ہے دین کی محبت کو نکال دینا اور دین پر فخر کرنے کے بجائے شرمندگی محسوس کرنے
پر مجبور کرنا ہے اور ہر طرح کی کوششیں کر رہے ہیں اور خواتین کے ذریعہ سے مسائل کو بہانا بنا
کر پوری انسانیت کے خلاف سازش کی جا رہی ہے اس وقت بھی یہ امت موجود ہے ان شاء
اللہ موجود رہے گی، قیامت تک موجود رہے گی یہ اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات تسلیم کرا لی
اپنے رسول کی زبان سے جو فرمایا تھا اللہ کی اس امت کو آپ سے نوازا ہے اس دنیا میں اس
کا نام اللہ نے سیاہ دان ایک ہزار کو بن تین سو تیرہ پر دنیا میں بھیجا ہوا ہے اور عقل
بھی تجربہ اور قیاس بھی اور ریاضی بھی اور فن جنگ سب کا تقاضا یہی ہے کہ یہی نتیجہ نکلے لیکن
اس کے بالکل برخلاف گراس کا نتیجہ یہ نظر کہ تین سو تیرہ والا ایک مرتبہ پر فتح ہوئی تو اس بنا
پر کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصدیق کی اور اس کو ہمیشہ کیلئے یہ عادت کا شت اس امت کے ساتھ
مدعا ہوا ہے۔ اس امت کے ساتھ عبودیت کا رشتہ مضبوط کیا گیا ہے یہ خود عبادت کریں اور دنیا کو
عبادت کی دعوت دیں میں بڑا وقت نہیں لوں گا کہ بیمار کمزور ہوں۔

تو میرے بھائیو میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ جانے اور آپ کی بقا جیسے ہمارے
آپ اس وقت جو ہم بیٹھے ہیں اس کو بھی میں کہتا ہوں اس مجمع کو بھی شامل رکھا ہوں پیر سوں
جمعہ آئے گا جہاں جہاں جمعہ کی نمازیں ہوں گی پھر آج کا دن بھی انشاء اللہ آئے گا، شاء اللہ
مسلمان حج کریں گے آج آپ یہ نیت کر کرتے ہیں اور سعادتیں لے کر ہے ہیں اور عہد
لیے ہیں سو حال آپ کو زندگی کی راہوں خاص سے یہ مسئلہ صدقہ ہے، آپ طفیل سے اس کا
کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات تسلیم کر لی اور اس کو قبول کر لیں

[illegible]

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

قرآن کریم میں عورتوں کا مقام

صحیح معاشرہ کی تشکیل میں عورتیں کیا اہم رول ادا کر سکتی ہیں...!

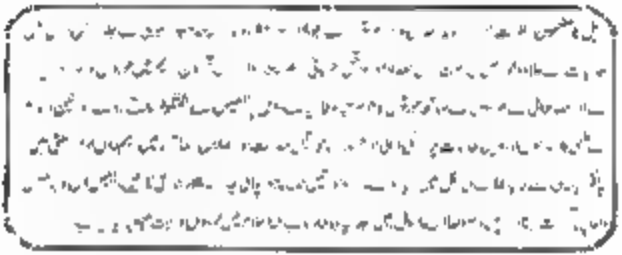

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادي له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله صلى الله تعالى عليه و على آله و اصحابه اجمعين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده نصلي على رسوله الكريم و آله و اصحابه اجمعين

خواتين قارئين صاحبات ... آج کا موضوع جو آپ کو پیش کرنے جا رہا ہوں اس میں اسلامی نقطہ نظر سے عورت کا مقام ... میں مرد اور عورت کا فرق ... کرتے ہوئے بتانے کی کوشش کی ہے کہ اس طرح کی ... کیا ... خلق الخلاب ... کا ... کا ... کا

سب کرتے ہیں۔ میں اس آیت میں بڑا عجیب سا یہ وعدہ ہے خاص توجہ دلانے والا ہے جو بات اور ہے لیکن اس کی طرف اس آیت کے پہلے والوں کا ذہن نہیں گیا ہے۔ گذشتہ رمضان سے لے کر اس وقت تک کتنے خطوط ہیں جو عائشوں کی طرف سے، بعض ملازمت پیشہ لوگوں کے اور ہوکار عورتوں کے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ ہم تو نیک بننے کی بہت کوشش کرتے ہیں لیکن ہمارے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہماری تشویش بجا ہے اور اس میں بھی بڑی مناسبت ثانی کی ہے وہ یہ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی نیک کام

کرے گا (من یعمل من الصالحات) مرد ہو یا عورت (من ذکر او انثی) **فلنحیینہ حیوۃ طیبہ** ہم اس کی ضرور اچھی زندگی بسر کروائیں گے۔

یہ سب ساری دنیا کے مسلمانوں کی جو بھی ہے ہمارے سے لے کر انڈونیشیا تک ہماری ساری دنیا میں مرکز سے لے کر شمالی افریقہ پھر مراکش، الجزائر، تیونیشیا اور لیبیا تک سب کا حاصل یہ ہے کہ اچھی زندگی کیسے حاصل ہو اس کے لئے کیا کوشش کی جائے۔ اس کے اسباب اور کیا ذرائع ہیں اور کس طرح یہ دولت حاصل کی جائے۔ آپ دیکھیں گے کہ پرانی کتابوں سے لے کر چودہ سو سال تک پرانی کتابوں کے بعد خاص حصوں کی بڑی لمبی لمبی رسمیں، بدعات اور بری عادتیں ہیں جو اختیار کرنے سے ہی بدقسمتی اور افلاس کی ہیں اور بڑے بڑے ملکوں میں ان سب کا جو مشترک سوشل ہے وہ یہ کہ اچھی زندگی کیسے حاصل ہو یہاں تک کہ سیاست اور اقتدار اور جمہوریت اور آمریت یہ ساری چیزیں بھی اس کی دعوے دار ہیں کہ ہم سے بہتر اچھی زندگی کوئی نہیں دے سکتا۔ ہم اس کا راستہ دکھائیں گے اور ضمان کریں گے۔

اچھی زندگی کی ضمانت

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک بہت بڑی بشارت دی ہے (من یعمل من الصالحات) جو بھی کام کرے گا اور اس کی بھی شرط ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اس نام لینے والی مشاورت کے مطابق اس میں سے بھی نکالے ہوئے طریق کے مطابق ہو۔ دینی کام کے مطابق ہوں۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی جتنی بھی اچھی کارروائیاں ہیں ان سب کے مطابق ہو تو اس کو بھی اچھی زندگی ملے گی۔ اس میں یہ کی زندگی بھی شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں صرف خدا کی طرف سے بشارت ہی نہیں بلکہ جو لوگ عمل کرتے جاتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ سچ مچ

[illegible]

[illegible] جس کو اللہ کی [illegible] کہتے ہیں وہ حاصل نہیں ہوتی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ [illegible] پر عمل [illegible] [illegible] پر عمل [illegible] [illegible] کرو ان [illegible] [illegible] [illegible]

ہیں۔ لیکن مد جہنم کی مدگی سے بیوی اور شوہر میں مت نہیں ماں بیٹے میں محبت نہیں سے سماں میں وہ تعلقت سے رشتے میں وہ احترام ہے سی کو کر پاتی ہے کسی عربیہ کی مدد ہی حاتی سے اور سوئے کھائے پیے اور سوئے فخر اور سے اور صحت سے لئے نظام وترے سے کوئی اور یہاں کام ہی نہیں ہے۔

تو بھائیو اور بہنو! آپ اس بات کا خیال رکھیں اور یہ اللہ نے موقع دیا ہے کہ ہم اعلیٰ دماغوں کو کوشش کر کے اور شریعت کے مطابق رہتے گزار کر اور اللہ کی فرمانبرداری کر کے اور اس کے رسول کی شریعت پر چل کر دنیا کی بڑی سے بڑی ترقیاں حاصل کر سکتے ہیں اور ترقیاں بھی کیسی روحانی ترقی! یہ ہم خوب سوچ سمجھ کر کہہ رہے ہیں۔ ان پر بحث ہو سکتی ہے اس کو چھیڑ جاتا ہے، اس پر سوال کیا جاتا ہے کہ یہ کیسے کہہ دیا اس سے ہم یہی بات نہیں کہہ سکتے۔

علمی دنیا میں عورتوں کی خدمات

ہم آپ کو خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ دین کے احکام پر عمل کرنے سے اور دین کا شعور کی علم حاصل کرنے سے اسی پر عمل کرنے سے مستشرقات نے اسلامی تاریخ میں، اسلامی دنیا میں وہ وہ ترقیاں حاصل کی ہیں وہ حیرت کے اس دور تک پہنچی ہیں جس اس زمانے میں ہزاروں نہیں لاکھوں عورتیں ہوں گی لیکن آج ہم آپ سے پوچھتے ہیں رابعہ بصریہ کا نام آپ نے کبھی سنا کہ رابعہ بصریہ کون تھیں، ان کا کام آج کی دنیا میں یہاں ان کے نام میں پڑھا جا رہا ہے کہ ان کے زمانے کے ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی بھی ان کے ذکر تک نہیں پہنچ سکے ہوں گے، اور اس کے علاوہ تاریخ پڑھیں اور خود مستشرقات کی اور مسلمان فاضلات کی اور مسلمان ریاضیات کی تاریخیں لکھ لکھ کر علمی گئی ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ علمی حیثیت سے کسی ہماری بہنیں پرانے زمانے میں اتنے درجہ تک پہنچ گئی ہیں کہ ان کا نام آتے ہی بڑے بڑے اس زمانے کے عالموں سے جو بڑے بڑے تھے اس وقت تم ان کے نام سے نہیں لکھتے، دوست ہیں، مجھے سب یاد بھی نہیں۔

القدس، بغداد اور قاہرہ میں اور حرمین شریفین میں ایک عورت تھی، ان سے لوگ حدیث پڑھتے جاتے تھے اور عربی لغت کی تحقیق کرتے جاتے تھے ان سے بھی استفادہ کرتے جاتے تھے

ان کے نام ہیں، تاریخ کے اندر ان کے شاگردوں کے نام ہیں، کتنے ہیں جو بڑے متاثر ہوئے ہیں ہدایت علم کی، دعوت مردوں کے ساتھ مخصوص نہیں مرد و عورت دونوں قرآن کے ہے

قرآن کریم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کے ذکر کا اہتمام

ہم آپ سے ایک طالب علم اور عربی جاننے والے کی حیثیت سے کہتے ہیں کہ صرف کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ مرد عورت سب ہی جاہلیت میں یکساں اخلاقی پستی میں گرے ہوئے تھے پھر اسلام نے مردوں کے لئے الگ اور عورتوں کے لئے الگ ذکر کیا ہے "ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقانتین والقانتات" اور صرف ایک مرد کے لئے صیغہ ہے، ایک عورت کے لئے کوئی پوچھے کہ بھی اتنا کہہ دیا ہوتا کہ "ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وھو مؤمن" تمہیں کوئی پتہ چلتے کہ عبادت کی یہ قسم صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہے عورت اس میں کوئی اجر نہیں حاصل کر سکتی، روزہ رکھنے میں ماں کا ذکر ہے، عبادت کرنے میں ان کا ذکر ہے، اور اللہ کی یاد کرنے میں ان کا ذکر ہے "واللہ واللہ کثیرا واللہ کثیرات" اللہ کا ذکر کرنے میں اللہ کرنے کا صیغہ بھی استعمال کیا ہے اور مونث کا بھی، اس لئے کہ دوسرے مذاہب کی تاریخ ان کی کتابیں بتاتی ہیں کہ وہاں بہت سے کمالات اور بڑائی کی صفات صرف مردوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہیں اور یہ بات دماغ میں بیٹھی ہوئی تھی اور ایک بالکل بدیہی بات سمجھی جاتی تھی کہ یہ صرف مردوں کا کام ہے عورت اس میں کچھ نہیں لگا سکتی، وہ ترقی نہیں کر سکتی ہے، اس کو اس سے کوئی اجر نہیں حاصل ہو سکتا ہے، لیکن قرآن میں ایک ایک عبادت کے ساتھ، عبادت کی ایک ایک قسم کے ساتھ مردوں کے لئے الگ لفظ اور الگ صیغہ ہے، اور عورتوں کے لئے الگ صیغہ ہے۔

قرآن مجید میں عورتوں کے نام سے مستقل ایک سورۃ

اور پھر دیکھئے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ قرآن مجید کی بڑی سورتوں میں سے ایک سورۃ کا نام عورتوں کے نام پر رکھا گیا ہے سورۃ النساء، کیا سورۃ نساء کا کوئی جوڑ بتا سکتا ہے کہ کسی کتاب میں، کسی مقدس کتاب میں عورتوں کے نام سے کوئی پوری کتاب ہو یا اس کے عنوان سے، ہاں لیکن بعض جگہ پر ایک سورۃ ہو، بعض سورۃ آل عمران

سندھ مذہب میں عورتوں کی دینی خدمات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صاف کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس ملک میں سلطان بن کر رہنا آسان نہیں ہے
پڑھے لکھے طبقہ کا قائل ہونا اور انگریزوں سے فائدہ اٹھانا اسلامی شعار اور حکام سے واقف ہونا
اسلامی تہذیب اختیار کرنا اور اس پر قائم رہنا اور عیسائی پادریوں سے مقابلہ کرنا آسان کام
نہیں ہے بلکہ ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہماری دینی تعلیمی محسن مولانا شاہ خلیل احمد صاحب مرحوم کو
جنہوں نے اشتیاق صاحب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ ہمیں سے یہ بات کچھ
پہنچانے کی کوشش کی ہے کہ اس وقت ہمارے بچے بچیوں کو ہی ہمارے بچے قرآن مجید
پڑھنے کے قابل بن جائیں قرآن مجید کو عربی میں لکھنے اس کو پڑھنے اور اردو پڑھنے
ہدایت کی کتابوں سے فائدہ اٹھانے اور شرک توحید فرق تحقیق رسمت بدعت کا فرق
سمجھنے اور گمراہوں کو سمجھانے کیلئے ان کی چیزیں تیار کریں

ہماری پڑھی لکھی بہنوں کی ذمہ داری

مگر یہ کام اور اس میں ہماری دوستیں اور ہمارے گھر میں پڑھی لکھی دیندار بہنوں سے
اس طرف توجہ دینے کی اور دینی دلچسپی لینے کی آپ سے صاف کہتا ہوں اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہتا
ہوں کہ اس ملک میں مسلمان کا مسلمان رہنا مشکل ہی نہیں بلکہ یہ ملک عیسائی بن جانے والا ہے
یہ کہتا ہوں آپ کو پڑھنے اور مطمئن ہونے کیلئے کہ اس ملک کو عیسائی بنانے کیلئے
جتنی بڑی بڑی باتیں کہی جاتی ہیں کہ عیسائی یورپ کا ایک ایسا مرانقا ہے جو کہ خاصہ
مسلمان ملک تھا وہاں بڑی بڑی شاندار شان و شوکت کی سلطنتیں قائم تھیں لاکھوں
ایا صوفیہ [illegible] کی جن کا نام سنکر ہی دل پر چوٹ لگتی ہے [illegible]
مسجد کا ایسا ملک ہے کہ یہ مسلمان [illegible] میں ایسا ہوا کہ [illegible]
[illegible] کیسے ان کا تحلیل [illegible]

تاریخ میں [illegible] ہے کہ [illegible] کیوں ایسا ہوا کہ قابل قدر طبقہ کا
[illegible] کے قابل قوم ایسا کمزور ہے اس [illegible] سے قریب سے متعلق یہ بات
[illegible] کہ [illegible] ایسا ہوتا ہے [illegible] ہے [illegible]

...ے مجاہد پیدا ہوئے ہیں ان سے شاہ ولی اللہ دہلوی سے لے کر شیخ الہند اور ان کے رفقاء تک سب کے سب قرآن کے ساتھ اپنے تعلق کی وجہ سے ہی اس مقام پر پہنچے تھے۔ ان کے ہاں قرآن کے علاوہ کسی اور چیز کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ ان کے ہاں قرآن کے علاوہ کسی اور چیز کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ ان کے ہاں قرآن کے علاوہ کسی اور چیز کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے علماء کرام کا قرآن کے ساتھ کتنا گہرا تعلق تھا۔ ان کی زندگیاں قرآن کے لیے وقف تھیں۔ ان کی ساری توانائیاں قرآن کے لیے صرف ہوتی تھیں۔ ان کی ساری محنتیں قرآن کے لیے ہوتی تھیں۔ ان کی ساری قربانیاں قرآن کے لیے ہوتی تھیں۔ ان کی ساری خدمات قرآن کے لیے ہوتی تھیں۔ ان کی ساری زندگی قرآن کے لیے ہوتی تھی۔

ہماری مستورات نے توجہ نہ کی تو ملک خطرہ میں ہے

مسلمان قوم کو اگر مسلمان رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہمارے گھر کی مستورات بچیات ہماری مائیں بہنیں اس کا ارادہ نہ کر لیں اور یہ طے نہ کر لیں کہ ہم اپنے بچوں کو دین سے واقف کرائیں گے۔ یہ ہماری اشد ضرورت ہے ہم چاہیں یہ ہم مطلب بالکل نظام کریں گے کہ ہمارے بچے کی بڑی ہو جائے تو اس کو پتہ ہو کہ اسلام کیا ہے اور اسلام کو کیا ہے اور اس کو کیا ہے اور اس کو کیا ہے اور اس

بہنوں سن لو!

ترے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب

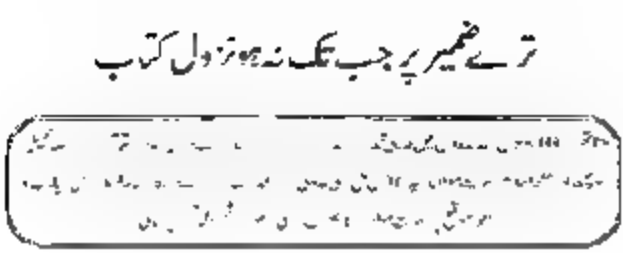

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین و علینا معھم الی یوم الدین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون

ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھ نہیں رکھتے؟

میرے دینی و ایمانی بھائیو! اس سب سے پہلے تو آپ اور ہم کو یہ بات کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے بھی فرمایا اور مقبول بھی فرمایا اور اس نے اظاہر ہیں کہ آپ کو اس شہر دراس میں قرآن مجید کا درس دینے والا آپ سے پہلے پہلے قرآن مجید کے معانی بتانے کے ساتھ پیش کیا گیا۔

آپ کو اندازہ نہیں کہ اس سے اس شہر پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی کیا کیا نعمتیں نازل ہوں گی میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس شرف اس سعادت اور اس توفیق کی جامع مفہوم نہیں کہ اس شہر سے کتنی بلائیں ٹلی ہوں گی اور کتنی نعمتیں اللہ تبارک و تعالیٰ سے نازل ہوں گی ان کا ہم احساس نہیں کر سکتا اس سے بڑی چیز ادراک بھی نہیں کر سکتا

میں اب سے پہلے آپ کو سمجھا چکا ہوں آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ موقع عطا فرمایا ہے اس کی توفیق دی ہے اللہ کے ایک مخلص بندے کی زبان سے ایک صحیح العقیدہ صحیح الفکر صحیح النسبت اور قرآن مجید پر نظر رکھنے والے فقیہ و متکلم اور مفسر و محدث کی زبان سے آپ نے قرآن مجید کی تفسیر سنی اس پر اب شکر ادا کیا جائے۔

[illegible] اس کی قسمیں تھیں، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جھوٹ سے دوسروں کی حالت میں [illegible] ہم [illegible] پیدا کرنا، تو کچھ لوگ جھوٹ بولتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible]

جگ اٹھ جاتی ہے جہاں نہیں اٹھی چاہئے تھی، کبھی کبھی غفلت ہو جاتی ہے کبھی کبھی سو جاتے ہیں اور تجھ میں ناغہ ہو جاتا ہے۔ تجھ قضا ہو جاتی ہے کبھی کسی وقت بات کرنے میں ہم کو غصہ آ جاتا ہے اور کسی کا حق ہے وہ بھی تک ہم اس کو ادا نہیں کر سکے اور جیسی اللہ کے راستہ میں جدوجہد کرنی چاہئے اپنا سر کٹا دینا چاہئے اللہ کے راستے میں اپنا خون بہا دینا چاہئے جہاد فی سبیل اللہ میں وہ بھی تک توفیق نہیں ہوئی۔

وہ اپنے خدا کو بھی پہچاننے والے تھے، رب باللہ بھی تھے اور اپنے آپ کو پہچاننے والے تھے عارف بالنفس بھی تھے، انہوں نے اپنا مقام پایا اور اس جگہ کو دیکھ لیا جہاں وہ اپنے آپ کو نظر آتے تھے "واعترفوا بذنوبهم" کہ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا "خلطوا عملا صالحا" اب اگر آپ غور کریں اپنے حالات پر میں آپ کے متعلق نہیں کہتا اور صفائی کے ساتھ اس کی جرأت بھی نہیں لیکن اپنے متعلق کہتا ہوں کہ میں اپنے کو تو یہی سمجھتا ہوں کہ "واعترفوا بذنوبهم" مجھے اپنے گناہوں کا اقرار ہے اپنی کوتاہیوں کا اقرار ہے "خلطوا عملا صالحا" کچھ اچھے کام بھی کئے ہیں کوتاہیاں بھی مجھ سے ہوئی لغزشیں بھی ہوئی ہیں دونوں ملی جلی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بزرگ مقبول بندوں سے ملایا قرآن مجید کا درس لیا مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جو امام وقت تھے امام تفسیر تھے پورا قرآن مجید ان سے پڑھا، اول سے آخر تک استحضار دیا اور پھر اللہ نے اپنے اس عہد کے مقبول ترین بندوں سے اور اولیاء اللہ سے ملوایا جن کے نام لئے گئے میرے تعارف میں اگرچہ اس قابل نہیں تھا اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حج کی بھی سعادت عطا فرمائی اور یہاں تک کہ جو اقصیاں کیا گیا اور جس کو میں میں شرمندہ بھی ہوا لیکن یہ بہرحال یہ اللہ کی ایک نعمت بھی تھی کہ بیت اللہ شریف کا دروازہ میرے گنہگار ہاتھوں سے کھلوایا گیا، کہاں یہ بندۂ ناچیز کی دعائیں اور گنہگار اور کہاں وہ اللہ کا گھر جس سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی چیز ہے ہی نہیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ روئے زمین پر بیت اللہ شریف سے اونچی جگہ، مشرف جگہ، مکرم جگہ، معزز جگہ، محبوب جگہ نہیں ہو سکتی بالکل صحیح ہے۔

یہ گنہگار ہاتھ، یہ ہندوستانی، ہندوستان کی مٹی کا بنا ہوا یہ ہاتھ اور یہ بیت اللہ شریف کو کھولے اور پھر اتنے بڑے عالم اسلام کے چند برگزیدہ بندوں کی موجودگی میں، محض اللہ کا فضل

ہے۔ اللہ کے فضل سے ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں ہمارے واجد سے کوئی مخلص اللہ کو پیدا کیا گیا۔ ہمارے یہ مرتبہ نصیب کیا جو ہم آپ خلیفہ صاحب کا دعا کرتے رہتے ہیں۔ پس آج میں تمہیں کہتا ہوں کہ اس نکتہ سے دیکھئے کہ آپ کا خلیفہ کس میں ملے گا۔ یہ دوں مرتبہ نہیں ہے تصویر تو حرام ہے اسلام میں اس میں تصویریں کھنچوائی گئی ہیں میں کئی تصویریں ایسی ہیں جو تصویروں سے بچا کر لیتا ہوں تصویریں جو وہ فرقی کی تصویریں ہوتی ہیں یہ کیا ہیں یہ تو ایک دھوکہ ہیں اور یہ جسم جو خاک میں مل جائے گا یہ سب فنا ہو جائے گا اس کی کیا تصویر ہے، اور اس میں کون سا مزا ہے

لیکن وہ تصویر جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آئے۔ جو حلیہ اللہ کی کتاب میں بیان کیا گیا ہو اس سے بڑھ کر کوئی تصویر ہو سکتی ہے نہ دو تشکیل ہو سکتی ہے نہ کوئی اس سے مکمل ہو سکتا ہے اور نہ کوئی تشکیل ہو سکتی ہے، تشکیل بھی اس سے بہتر نہیں ہو سکتی۔

پس میرے بھائیو! پہلے تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کا بیحد شکریہ ادا کیجئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت نصیب فرمائی کہ یہاں پر گیارہ سال دو سال کی جو مدت گزری ہے اس میں قرآن کا درس ہوا اس کا ترجمہ ہوا اور حالات کو اس کی روشنی میں دیکھا گیا اور اس کو آئینہ کی طرح سامنے لایا گیا، کہ دیکھو اپنی اپنی تصویر میں دیکھو اپنے چہرے کہ تم کون ہو، کیا ہو، کس گروہ میں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عطا فرمایا کہ آپ حضوری کے ساتھ اور صحیح نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ادا کریں۔ اور اللہ کے جس بندے سے اللہ نے یہ کام لیا اس کا شکریہ ادا کریں۔ شکر خدا کا لیکن شکریہ اس کا بھی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے ذریعے آپ کو قرآن مجید سنوایا۔ اس کا ترجمہ سنوایا۔ یہ بات اس لئے نہیں کہ یہاں پر باشا اللہ تابڑ و مجمع ہے صرف بتانی نہیں بلکہ اس سے دل میں اس پر خوشی ہونی چاہیے اور شکر کا جذبہ ہونا چاہئے اور زبان پر بھی شکر آنا چاہئے کہ الحمد اللہ والحمد للہ۔ اللہ نے ہم کو اس قابل سمجھا کہ اس ملک میں جہاں مسلمان اکثریت میں نہیں ہیں یہاں یہ خطرہ بن پڑ گیا ہے آئندہ مسلمانوں کی نسل خطرہ میں پڑ گئی ہے کہ یہ مسلمان رہتی ہے یا نہیں

میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر آپ سے بھی پہلی اس حاضری کی نیت وصول کرنے کیلئے اور اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے کہہ دیتا ہوں میں آپ کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت

پر حکایتوں بڑے غور کی ہے

ام کنتم شھدآء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ماتعبدون من بعدی قالو نعبد الھک و الہ ابائک ابراھیم و اسماعیل و اسحق الھا واحد و نحن لہ مسلمون۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کیا تم آس موجود تھے جب حضرت یعقوب جو حضرت ابراہیم کے پوتے ہیں اور حضرت اسحٰق کے بیٹے ہیں جب ان کا آخر وقت آیا تو ایسے موقع پر ہوتے ہیں گھر کے لوگ جمع ہوتے ہیں جب حضرت یعقوب کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں، پوتوں، نواسوں جو سامنے موجود تھے ان سے کہا، ماتعبدون من بعدی "میرے بیٹو، میرے پوتو اور میرے نواسو مجھے یہ بتاؤ، میرا اطمینان دلا دو قبل اس کے کہ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں ماتعبدون من بعدی تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے اب کوئی شخص کہتا ہے کہ ہمارے یہ پیغمبر ہوئے ہیں انبیاء کی اولاد ہیں ان کے بارے میں ذرہ بھی شک نہیں کرنا چاہیے یہ تو پیغمبر زادے ہیں ان کی رگوں میں تو پیغمبروں کا خون ہے ابراہیم علیہ السلام کا خون ہے اسماعیل علیہ السلام کا خون ہے، اسحاق علیہ سلام کا خون ہے، یعقوب علیہ السلام کا خون ہے بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے اور ان صاحبزادوں کو بھی اور ان پیغمبر زادوں کو بھی کوئی نہ پوچھ سکتے تھے کہ دادا جان، نانا جان آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں آپ کو اس کے پوچھنے کی ضرورت کیا پیش آئی۔ آپ ہمارے بارے میں خدشہ میں ہیں آپ کو ہمارے بارے میں شک ہے آپ پوچھ رہے ہیں "ماتعبدون من بعدی" تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ قالو نعبد الھک و الہ ابائک ابراھیم و اسماعیل و اسحق الھا واحد۔

ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اور ابراہیم کے معبود کی عبادت کریں گے، ہم نے دیکھا کیا ہے ہم نے اپنے بزرگوں کو کس کے سامنے سر جھکاتے دیکھا ہے ہم نے کس کو اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے دیکھا ہے اور کسی سے ڈلتے دیکھا ہے کیا آپ کو ہمارے ایمان کے بارے میں شک ہے لیکن عشق است و ہزار گمان

آدمی کو جب کوئی چیز پسند ہوتی ہے اور وہ پیاری ہوتی ہے تو اس کے بارے میں شک

ہے اطمینان چاہتا ہے

میں آپ سے بتاتا ہوں کہ اس [illegible] ہے میں قرآن کی آیت کی روشنی میں کہہ رہا ہوں [illegible] آپ کا عمل کی فکر ہونی چاہیے کہ آپ یہاں کیا دیکھ رہے ہیں قرآن مجید کا [illegible] اور آپ نے [illegible] ہے تو [illegible] ہے یا [illegible] ہے میں قرآن کی یہ تلاوت کیوں [illegible] ہے قرآن مجید کا ترجمہ [illegible] کسی شہر یا کسی مسجد میں تو وہ اس لیے کام چھوڑ کر [illegible] چھوڑ کر [illegible] آپ کو فکر ہونی چاہیے اور اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

تلاوت کی میں کہ آپ نے [illegible] ہے میں قرآن مجید کا اس [illegible] تفسیر ہوں ہوتی رہی آپ آتے رہے آپ کو [illegible] کی متعلق بھی اصحاب حاصل کرنا چاہیے اور [illegible] بھی یہ سمجھ جاتی ہے کہ اس کی شکل پیدا کرنی ہے اور اس کا مطلب ہے بچوں کے دل میں اتر [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] اور پھر اس کے علاوہ [illegible] کی انتظام کیجیے۔ [illegible] کتب [illegible] ہیں [illegible] کتابیں ان کے سامنے آئیں [illegible] ہیں پھر [illegible] ہیں [illegible] کتابیں کھلی ہیں [illegible] ہیں سے گھر میں [illegible] کتابیں [illegible] آپ کے ہاں ایسے [illegible] طالبات تلاش کریں [illegible] کریں [illegible] ہیں پھر اس کا شوق [illegible] میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا [illegible] میں [illegible] آپ شکر [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

میں ہونے والی پیدائش اور اپنی کمزوری کے قرآن مجید کی عظمت کی وجہ سے اس کی تفسیر
ں وجہ سے اور پھر جناب بخاری کو تمام صحاح اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ان سے جو تعلق
ہے کہ ہمارے اسلاف کے حافظان سے اسیوں نے استفادہ کیا ہے اور وہ بچوں کے ساتھ محلہ
کے رہنے والے ہیں مگر ان کے استادوں سے ہم نے عربی سیکھی اور جس سے بڑھ کر ہم اس
قابل ہوئے کہ ہم عربی پڑھ سکیں بول سکیں اور عربوں سے ملاقات کر سکیں لوگوں دونوں چیزوں
کا حیف کرنے کے لیے حاضر ہوئے اور یہ حقیقت میں میں اس قابل نہیں تھا کہ اپنا سفر کروں اور کہیں
دیر تک بیٹھوں اور زیادہ مجاہدہ کروں اس لیے آپ سے التماس چاہتا ہوں حضرت کرتا ہوں
اور آپ کو پھر سپرد کیا دیتا ہوں اور پھر اس کی بھی دعوت دیتا ہوں کہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے
آپ کی زندگی پھر جاری رہے اور آئندہ بھی جاری رہے اور اپنی نفس کو بھی اس قابل تیار کریں،
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نصرت الٰہی کی شرائط

یہ تقریر انجمن طلبہ اسلام پنوال میں ستمبر ۱۹۸۱ء کو جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر ہوئی تھی جس میں راقم الحروف بھی ایک مقرر کی حیثیت سے شریک تھا۔ اس جلسہ میں علاقہ کے اہل علم و فکر کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ والمرسلین و علی آلہ صحبہ اجمعین۔

جناب صدر، انجمن کے عہدہ دار، اساتذہ کرام، معزز سامعین شہر اور برادران عزیز آج ایک بلند کے قیام میری نگر کا اختتام اس جلسہ پر ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض اتفاق نہیں ہے، حسن اتفاق ہے ہیں، دنیا کے بیشتر مشہور ممالک میں جا چکا ہوں لیکن ایسا بدقسمت مسافر ہوں جس پر اقبال کا یہ مصرعہ صادق آتا ہے۔

تسکیں مسافر سے مریں نہ سفر میں

تاریخی مطالعہ

میں اسلامی ممالک میں جہاں جہاں گیا ہوں۔ سے ہوئے مسرتیں لے کر اور مطمئن ہو کر آنے کے بجائے کر آیا میرے نصیب میں یہی ہے معلوم نہیں یہ میری بڑی بھول ذکاوت حس کی بناء پر ہے یا اس لئے کہ جہاں جاتا ہوں وہاں اپنا تاریخی مطالعہ فراموش نہیں کر پاتا جو واقعات تاریخ اسلام میں پیش آئے وہ میرے آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں اور ان سے جو نتائج نکالے جا سکتے ہیں میرے دماغ ان سے غافل نہیں ہوتے پاتا، خود قرآن مجید نے کن کی مذمت کی ہے کہ وہ آنکھوں سے سب کچھ دیکھتے لیکن کچھ نہیں دیکھتے۔

وکاین من اٰیۃ فی السموات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون

کتنی نشانیاں زمین و آسمان میں ایسی ہیں جن پر لوگ سے گزر کر چلے جاتے ہیں اور ان سے

سن لیں۔

حقیقت قرآن

[illegible] آپ کو یہ بات بہت [illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

کا سے تھی کا دولت پر ی کا ا ا

ے کی کا رشتہ نہیں، کس نے صاف صاف بتا دیا ہے

وقالت اليهود والنصارى نحن ابنوا الله واحباؤه قل فلم يعذبكم بذنوبكم بل انتم بشر ممن خلق

اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں کہہ دو پھر تمہارے گناہوں کے باعث تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے بلکہ تم بھی اور مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہو۔

ملکانہ کے قریب کہ یہودی اور عیسائیوں سے کہہ دیں کہ کوئی کیا راز نکلتا ہے ہم تو ملکانہ میں ہم اس سیت کی سنگھٹن کے باوجود ہم خدا کے اولاد ہیں خدا سے پیٹتے ہیں روٹھے ہیں تو اللہ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ بھرجہ کا قانون بھارت تم پر اس طرح جاری اور ساری ہے تمہاری رعایت کیوں نہیں کی جاتی بھرجی ویسے ہی ایک انسان ہو جیسے دوسری مخلوق۔

ہمارے اکابرین کی خدمات

میرے بھائیو، بزرگو، اور دوستو میں آپ حضرات کے خلوص و محبت سے آپ کے اعزاز سے بہت متاثر ہوں میں ناشکرا گدھا نہیں بننا چاہتا لیکن مجھے اس کا تقاضا ہے نہیں سمجھتا کہ میں آپ کو مطمئن کر دوں اور آپ کی تعریف کر کے چلا جاؤں، جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ محبوب کی نشاندہی کرتا ہے وہ اس کے چہرے کو دیکھتا ہے اس کی نبض دیکھتا ہے ہر وقت اس کا منہ دیکھتا رہتا ہے کہ اللہ اخوا نہ کوئی تکلیف تو نہیں میں آپ سے عرض کرتا ہوں، کہ آپ بہت تارک دار ہے ہیں مجھے عصر حاضر اسلام کے پلیٹ فارم سے بہتر کوئی پلیٹ فارم نہیں سمجھتا کہ آپ کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کروں جو میں "عصر اسلام" ہے اس کے بانی ہمارے دادا ہیں مستحق ہیں کہ اس نے ایک عظیم قائد کی جیسی ایسی اور اس کے رفقاء اسلام کی عصر رئیس جس اسلام کا کام بھارت ہے اور آپ سے کوئی فرد، کوئی جماعت، کوئی مقتدر ہستی کوئی قابل احترام شخص اس سے مستثنیٰ نہیں فارغ سال نہیں ہو سکتے

تم ہر وقت ایک اہم ناکہ پر کھڑے ہو!

میرے بزرگو اور دوستو حضرت عمرو بن العاص نے جب مصر فتح کیا، اس وقت نیا

میں تھوں کی چوٹی پر تھا اور سرسری و شمالی میں اس پورے علاقہ کا لشکر تھا حضرت عمرو بن العاص نے وہ خوبصورت ترقی یافتہ معدنی خوبیوں سے بھرپور سرزمین فتح کیا، ایک مالک کی حیثیت سے جو اطمینان ہونا چاہئے تھا وہ ان کو نہیں ہوا اس لئے کہ انہوں نے سب نبوی پائی تھی، قرآن مجید کے تدبر اور حکمت نبوی کی، حکمت سے ان کی آنکھیں، دل کا ان کی روح روشن کر دیا تھا اللہ تعالیٰ نے فراست موہبی عطا فرمائی تھی۔ اور فراست ایمان سے آگے بڑھ کر فراست صحابیت عطا کی تھی۔ انہوں نے عرب مسلمانوں سے جو اس ملک کے فاتح اور حکمراں تھے ایک بات کہی جو آپ نے قرآن میں سنے کے قابل ہے "اقسم قسمی ربہ دائم" دیکھو یار کو تمہیں یہاں کی زمین، فضا کی دلکشی و رعنائی، یہاں کی دولتیں و تمہیں نے میں مشغول نہ کرنے پائے اور تم اس سرزمین میں کھو نہ جاؤ تم اپنے تو پالو اور حقیقت کو پہچان لو یہ کہا ہے "اقسم علی ربہ دائم" "تم ہر وقت ایک اہم کام کے پیچھے ہو تم بیدار رہو، تم ہوشیار رہو، تم قوموں کی قسمت کی اور دنیا کی تاریخ کے بہترین اجتماع کے بہترین عناصر ہو تم ہو، جزیرۃ العرب بالکل قریب ہے اور یہاں تم نے پورے اطمینان کر لئے ہیں اس پر تم نے کہا کہ "اقسم علی ربہ دائم" "تم ایسی جگہ پر کھڑے ہو کہ آنکھ جھپکی اور مارے گئے تمہیں یہاں ہر وقت بیدار رہنا چاہئے ہر وقت چوکنا رہنا چاہئے تم ایک بڑے مقصد کے علمبردار ہو تم ایک دعوت لے کر آئے ہو، تم ایک سیرت لے کر آئے ہو، اگر دعوت سے قوم نے غفلت کی تو تم مارے گئے اور اگر تم نے اپنی سیرت کھو دی تو تم عرب سے نہ کر آئے تھے جو تم کو خوش نبوت سے اور سیرت (مدینہ) سے لے کر آئے تھے تو تمہیں کوئی برتری حاصل نہیں ہوگی، تو تم نے کبھی یہ سمجھا کہ تم کھانے کمانے کے لئے یہاں آئے ہو تم یہاں کی سرزمین سے، یہاں کے حسن و جمال سے متمتع ہونے کے لئے آئے ہو تم یہاں کے عیش و عشرت میں پڑ گئے، تم نے اگر ان غفلت کی تو پھر تم کو کوئی نہیں کہے گا تم یہاں بچ نہیں سکتے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا تاریخی جملہ

آج سے ساڑھے چودہ سو برس پہلے جو بات عرب کے ایک پیاسی نے کی جو ان دانشگاہ کا تعلیم یافتہ نہیں تھا کہیں تھی آج وہی بات صاف ہے ہم بڑے بڑے ملکی

[illegible]

کل قیامت کے دن تم سے پوچھ ہوگی

پیغام وہاں کے باشندوں کو پہنچایا پھر ہم نے اسلام کے پودے کو تن آور درخت اور سایہ دار، پھلدار درخت بنایا اور درخت سینکڑوں برس تک سرسبز شادابی اور پر ثمر و سایہ دار رہا، ہزاروں مسجدیں بنیں، سینکڑوں مدرسے خانقاہیں قائم ہوئیں۔ جلیل القدر علماء و محدثین و فقہا پیدا ہوئے لیکن تمہاری رائی غفلت و سستی، یا اختلاف و انتشار یا کوتاہ نظری و کم نگاہی سے اسلام کا یہ باغ خزاں کی نذر ہو گیا۔

لمحوں نے خطا کی، صدیوں نے سزا پائی

میں اسپین گیا وہاں سے دل پر یہ چوٹ لے کر آیا کہ غلطی کیا ہو جاتی ہے کیا غلطی تھی جس کی وجہ سے عرصہ قبل سرزمین اولیاء و اتقیا کا مرکز اسلام سے محروم ہو گیا بقول اقبال آج اس کا یہ حال ہے

آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ غلطی اور غلطی کی سزا میں تناسب ہونا ضروری نہیں بعض مرتبہ چھوٹی غلطی ہوتی ہے لیکن سزا بہت بڑی ہوتی ہے جس کے کچھ اسباب ہوتے ہیں، بعض مرتبہ ایک چھوٹے سے فیصلہ میں غلطی ہوتی اس کا نتیجہ صدیوں پر پھیلا ہوا ہے دنیا کی بہت سی قوموں نے اور حکومتوں نے غلطی کی اور کسی خاص موقعہ پر کمزوری دکھائی صدیوں اس کی سزا ملتی رہی، اسپین میں اسلام کے زوال کی تاریخ اور اس کے اسباب کا سرسری نگاہ سے مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ عرب قبائل کی مرقابت و اختلاف یعنی ربیعہ و مضر، عدنانی، قحطانی، حجازی و غیر حجازی کا اختلاف اس کا بڑا سبب تھا جن لوگوں نے اسپین کے اسلام اور مسلمانوں کے زوال کا تجزیہ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اس میں بڑا ہاتھ اس کا تھا کہ عدنانی اور حجازی چاہتے تھے کہ اقتدار ان کے ہاتھ میں ہو اور قحطانی بھی چاہتے تھے کہ اقتدار ان کے ہاتھ میں ہو ہوں نے کبھی تبلیغ و اشاعت اسلام کی طرف توجہ نہیں کی، وہ جنوب کی طرف بڑھتے چلے گئے (جہاں سے مسلم ملک مغرب اقصیٰ مراکش قریب تھا) شمال کی طرف بڑھنے کی انہوں نے کوشش نہیں کی انہوں نے تعمیرات اور تمدن میں، فنی صناعت اور ہیئت صرف کی لیکن اسلام کے استحکام اور اسلام کو وہاں کی آبادی کے دلوں میں اتارنے کی کوشش نہیں کی، انہوں نے مدینۃ الزہراء آباد کیا انہوں نے الحمراء کا قلعہ بنایا

انہوں نے محمد قاسم صاحب نانوتوی (Arch Ture) کا یہ ایمان سوز جملہ ہے لیکن اس جملہ نے تحریک کے بانیان کو اپنے مشن کی ہوش ربا وسعت سے آگاہ کر کے اسلام کے تحفظ کے لئے بے چین کر دیا تھا یعنی مسلمان کی حیثیت سے ان کا اس وقت یورپ میں پیش کرنا چاہتے تھے جن کو تہذیب و تمدن کی آن اور فنون لطیفہ پر ناز تھا اسے میں ہمارے علماء کرام کی وقت طلبی بہت بڑے دماغی خلل پر دلالت کرتی ہے۔ کسی کی قوم نے بہت بڑا علم پایا اور اگر کسی نے اس تحقیق کے بعد کہ یہ علم سچا ہے سچ مان لیا لیکن ایمانیات ہوا مگر ایک بیرونی آقا کی ایک مقتدر اور غالب سلطنت کا باشندہ ہے۔

اسلام ہر قیمت پر باقی رہے

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں کی سلامتی ہر قیمت پر باقی رہے یہ آپ کا فریضہ ہے اور یہ آپ کے حق میں بہتر ہے عام مسلمان کے حق میں بہتر ہے ہندوستان کے حق میں بھی بہتر ہے ہندوستان کے حق کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ اپنی خصوصیت اور انفرادیت کے ساتھ باقی رہیں ہندوستان میں جب بھی تاریخ قوم کو ملک اسی وقت ملا ہے کہ اس کو اسلام حاصل ہوا جب یہاں پر آپ اپنی خصوصیت اپنے پیغام اپنے اس پیدائشی دینی تعمیری ہیئت اور دل صلاحیتوں کے ساتھ باقی رہیں جب کوئی مسلمان مٹنے آئے تو فیصلہ کن بات یہ ہونا چاہئے کہ اس کا مٹنا خطرہ اسلامیت پر کیا اثر پڑتا ہے۔

عقیدہ کی صحت

اس سلسلہ میں سب سے اہم بات جو سمجھ میں آئی ہے وہ ہے عقیدہ کی صحت یعنی وہ کہ کر بھائی کے ساتھ وحدانیت مطلق اور اس کے سوا کسی کے لئے سجدہ نہ کا عمر میں آنی ہوئی ہے دامن معاملہ کی اصلاح میں کمی ہوئی ہے اور قرآن مجید میں صاف صاف اشارے ہیں کہ جس امت کی عقیدہ میں فرق آیا اس کی طاقت میں فرق آیا ہے طاقت کا سرچشمہ اور صحیح عقیدہ توحید ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شرک ضعف کا سبب ہے

شرک ضعف کا سبب ہے یہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] ایک حاجت ہے [illegible] ایک حاجت ہے پانی کی [illegible] کمزوری کی حاجت ہے [illegible] لئے سب سے بڑی ضرورت [illegible] ہے [illegible] تعلیم کے مطابق توحید کا [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سے بچنا

[illegible] ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی ہے

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین۔

"اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو آپس میں لڑنا جھگڑنا نہ کرو ورنہ تمہارا رعب اور ہیبت ختم ہو جائے گی، تمہارے اندر بزدلی پیدا ہو جائے گی، تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، دنیا میں کامیابی کا راز یہ ہے کہ زندگی کی [illegible] ہے ہر شخص کو دولت اس کو دولت چاہئے لیکن یہ ہر شخص پر ایک جیسا نہیں مگر پر ایک جھنڈا اور جذبہ ایسا ہے جس پر سب متفق ہیں۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے

یہ کہی بات ہے کہ [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہے دولت کی محبت سے بھی [illegible] میں کوئی شبہ نہیں لیکن کوئی شبہ نہیں کہ دنیا کی محبت، پیسے کی محبت بھی بہت بڑی کمزوری ہے جس سے دولت ہے جس [illegible] ہے بھی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا بما ارسلتم بہ کفرون

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ جو چیز دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں

دوسری جگہ فرمایا کہ

وکم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا فتلک مساکنھم لم تسکن من بعدھم الا قلیلا وکنا نحن الوارثین۔

اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت پر اترا رہی تھیں سو یہ ان کے مکانات ہیں جن کو ان کے بعد آباد ہونے کی بہت کم نوبت آئی اور ان کے پیچھے ہم ہی ان کے (شہروں دیار) کے مالک رہے۔

تمدن کی خصوصیات کو کم سمجھئے، یہ نہیں کہ جس طریقہ سے شادیوں میں ہوتا آیا ہے، جس طریقہ سے شاہانہ تجمل اور ریاست و دولت کا اظہار ہوتا ہے، وہی ہو، اب اس کا وقت نہیں، ذرا آنکھیں کھولئے اور دولت کو پہچانئے اور غریب طبقہ کا خیال کیجئے، جن کو یہ سائل حاصل نہیں۔

ایک چیز یہ ہے کہ کیرکٹر میں صلابت ہونی چاہئے، یہ نہیں کہ آدمی ہوا کے رخ پر رہنے کی طرح ہو جائے کہ اس کو کسی وقت قرار نہیں، کبھی ادھر کبھی ادھر، کسی چیز میں اثبات نہیں، یہ بھی قوموں کیلئے بڑی مہلک بیماری ہے، اپنی سیرت میں صلابت اور استقامت پیدا کیجئے، یہ بات میں عام طور پر ہندوستانی مسلمانوں سے کہتا ہوں، اور صرف اہل علم سے نہیں، عربوں میں بھی کہتا ہوں، الحمد اللہ میرے مضامین اس پر شاہد ہیں، جن تقریروں میں میں نے عربوں کو مخاطب کیا ہے ان کا مجموعہ "العرب والاسلام" کے نام سے لگ چھپ گیا ہے، اس کو دیکھ جا سکتا ہے، یہ مشترک بیماریاں ہیں، مشرق کی مایوسی کی اور ہم مسلمانوں کی خاص طور پر۔

تو ایک چیز تو یہ کہ عقائد کی صحت ہونی چاہئے اور دوسرے یہ کہ تفرق و انتشار کو دور کرنا چاہئے، اتحاد ہونا چاہئے اور تیسری بات یہ کہ حب دنیا و دولت کی محبت پر کچھ پابندی عائد کرنی چاہئے حدیث شریف میں آتا ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ معجزہ ہے ان معجزات میں سے جو حدیث کی شکل میں اور ارشادات نبوی کی شکل میں محفوظ ہیں، "حب الدنیا رأس کل

[illegible]

مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں سلطنتوں اور تہذیبوں کی بانی قرار پائی ہیں یا انھوں نے دین حق کی دنیا میں جھنڈا بلند کیا ہے وہ علمی طور پر علیم و بردبار، متحمل و عاں ظرف اور اسی کے ساتھ بہادر و عیوب واقع ہوئی تھیں اور صدر اول کے مسلمان تو اس کا بہترین نمونہ ہیں، میں نے ایک مرتبہ ایک مجلس میں کہا کہ میں ابھی اس شہر میں داخل ہوا ہوں تو دیکھا کہ میری کار کے سامنے ایک خچر چل رہا ہے، اس کے پیچھے کی جانب جلی حرف میں لکھا ہوا ہے "Highly inflammable" (جلد اور بہت زیادہ آگ پکڑنے والی چیز) میں نے کہا کہ یہ بیڑول کی تعریف ہو سکتی ہے بارود کی تعریف ہو سکتی ہے، کسی آتش گیر مادہ کی تعریف ہو سکتی ہے، مسلمان کی تعریف تو نہیں ہو سکتی کہ ذرا سی بات پر بھڑک اٹھیں، اور عواقب و دخان کی بے پروا ہو کر جو چاہیں کر گزریں، عمل و عمل میں کوئی تناسب نہ ہو، رائی کا پربت بنا دیں، اور دوست دشمن خطاوار و غیر خطاوار، کمزور و طاقتور، بچوں بوڑھوں کسی کی تمیز نہ ہو، یہ جذباتیت اور سریع الانفعالی ایک خطرناک بیماری ہے، جس کے علاج کی فوری ضرورت ہے، اور ہمارے قائدین، امین دین اور تعلیم و تربیت و اصلاح و تبلیغ کا کام کرنے والوں کو اس کی طرف فوری توجہ کرنا چاہیے۔

آپ سے دردمندانہ گزارش

حضرات: میں خوش ہوں کہ میرے قیام کشمیر اور میری حقیر تقریروں کا خاتمہ ایک ایسی جگہ اور ایک ایسے مرکز سے ہو رہا ہے، جہاں نصرت اسلام کے لئے ایک منظم مخلصانہ و دانشمندانہ کوشش شروع ہوئی، خاص طور سے خدا کے ایک مخلص بندہ مولانا عباس شاہ صاحب نے امۃ الاسلام کی جماعت قائم فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو قبول فرمایا، بڑھایا اور سایہ دار بنایا۔

کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء، تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔

گویا وہ ایک پاک درخت ہے جس کی جڑ مضبوط (زمین کو پکڑے ہوئے ہے) اور شاخیں آسمان میں ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ پھل لاتا (اور دیتا رہتا) ہے۔

اس درخت نے جب بھی پھل دیا اور اب بھی پھل دے رہا ہے اور اگر خدا کو منظور ہے تو ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی یہ پھل دیتا رہے گا اس کو مضبوط کیجئے

اس اخلاص کے ساتھ میں اپنی [illegible] بیان کرتا ہوں [illegible] کہ میرا یہ

ہے اس زمانہ میں ضرور محفوظ رہیں گی، وہاں لوگوں کے ذہن میں ضرور ہیں گی جو اس سلسلہ میں بچھڑ گئے ہیں، وہ مردوں کے اسماء اور قبور کے تصرف کی کوشش کریں گے اور بلائے بے اسباب اور شرارتوں پر کرتے ہوئے ان اسباب کو مہیا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہو۔

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم و ان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ، وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔

"اللہ تمہاری مدد کرے گا تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر وہ ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں۔

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کے اس اعزاز کا اور مولانا محمد یاسین صاحب خاص طور پر اس کے بعد تمام کارکنان اور حاضرین کا عام طور پر دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں، اور آپ بھی دعا کریں کہ میری اس حاضری کا کوئی لفظ قبول ہو جائے، خدا کے یہاں کوئی قدم قبول ہو جائے، میرے یہاں جو سات آٹھ دن گذرے ہیں، ان کی حرکات و سکنات سے اور ان کے اوقات میں سے کوئی چیز اللہ کے یہاں قبول ہو جائے، اور میرا آنا کسی درجہ میں بھی مفید ہو اور میں اپنی اس حاضری پر خدا کے یہاں شرمندہ نہ ہوں کہ میں کس مقصد کیلئے گیا تھا اور کیا کر کے آیا

و ما علینا الا البلاغ المبین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر اسلامی تہذیب واقتدار کے مراکز میں مقیم مسلمانوں کی ذمہ داریاں

یہ تقریر ۲۰ دسمبر ۱۹۹۲ء لندن میں اسلامی مشن کے ایک تعلیمی مجمع میں امت اسلامی سے تعلق رکھنے والے موضوع پر کی گئی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

بزرگو! ایک ایسے ملک میں جس میں اسلام ایک مخلوط مذہب کی حیثیت رکھتا ہے اور مغربی ثقافت اور غیر اسلامی طرز معاشرت کی بنا دوستی ہو اور جس میں دنیاوی مفاد اور سیاسی و اجتماعی فائدوں ہی کو سب کچھ سمجھا جاتا ہو اور لذت کو ایک فلسفہ کی شکل دے دی گئی ہو، جس میں تمام اعمال واخلاق اور کارکردگیوں کا محور اسی کو سمجھا گیا ہو، ایسے ملک میں مسلمانوں کی (جب کہ وہ وہاں اقلیت میں ہوں) بہت بڑی ذمہ داری ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں نجم مستقل ایمان ہو، جرأت مندانہ کردار ہو، دوراندیشی حکمت سے کام لیں، پھر ان میں اس پیغام و دعوت پر پورا اترنا ہو جس سے اللہ نے ان کو مشرف فرمایا ہے۔ یہ بھی ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کا ایک بلند معیار ہو اور وہ احساس کمتری کا شکار نہ ہونے پائیں، اگر وہ اس بلند معیار پر نہ ہوئے تو اپنی ذلت اور اپنی قوم کو حقارت کی نگاہ سے اور مغربی تہذیب کے مقابلہ میں اس کے حوصلہ چھینوں کی حیثیت سے دیکھیں گے، اس صورت میں وہ کوئی موثر اور نافع کردار ادا نہیں کر سکتے جو لوگوں کی توجہ کھینچ سکے اور نہ تبدیلی عمل میں لا سکے۔

میں آپ کے سامنے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے آپ کے سامنے بات بالکل واضح ہو جائے گی، اور ایک ویسے غیور مسلمان کا کردار بھی آپ کے سامنے آئے گا جس کو ہی

مجھے اس کے اس جملہ پر بڑی حیرت و استعجاب ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت کی طرف لائیں۔ اگر دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی وسعت میں لانے کا کام کرتے تو مجھے دلی قلب نہیں ہوتا، اس لئے کہ یہ ایسی حقیقت ہے جس پر ہر مسلمان و صاحب ایمان یقین رکھتا ہے، اور حضرت رسالتمآب کا، اور تمام قرون اول کا ہے جس میں اس کے اس جملہ پر عرق حیرت ہوتا ہوں کہ ہم کو دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعتوں میں لا جاتے ہیں، گویا کہ وہ فرما رہے ہیں ہم نے اپنے اوپر تنگی کھا کر اور اس ملکوں کے عیش و عشرت کو طبع میں اپنے دل کو تنگ نہیں کیا، ہم تو یہاں تم پر تنگی کھا کر آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ تم کو تنگ و تاریک قید خانے سے آزاد کریں جس میں تم اس پرندہ کی طرح رہ رہے ہو جس کو کسی بکرنل یا قفس میں بند کر دیا جاتا ہے، دانہ اور پانی اس کے اندر دے دیا جاتا ہے، اس لئے کہ تم اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے ہم محتاج ہو، خواہ بشرت قفس کے ہمام ہو، مرحبا صیادوں سے بچا نہیں سکتے انہیں کے لئے تمہارا ایک لمحہ گزارنا مشکل ہے، تم اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام نہیں کر سکتے، تم کو قدم قدم پر خادموں اور معاونوں کی ضرورت ہے باورچی، دھوبی اور چوکیداروں کی ضرورت ہے، کوئی کام بھی تم بغیر کسی مددگار کے انجام نہیں دے سکتے۔

تازگی شواہد موجود ہیں کہ جب شاہ ایران یزدگرد اپنی مملکت سے فرار ہوا تو درمیان سفر اس کو پیاس لگی، ایک گھر میں داخل ہوا، اس کو ایک معمولی ہرمز مرد کے استعمال کے گلاس میں پانی دیا گیا تو اس نے کہا کہ میں اس گلاس میں پانی نہیں پی سکتا، اس لئے کہ وہ تو سونے اور چاندی کے گلاس میں پانی پینے کا عادی تھا۔ ایران میں تو یہ حال تھا کہ اس میں کوئی بڑا آدمی آتا تھا تو اس کے لئے سونے کا تاج پیش کیا جاتا تھا، ان شاہی ٹھاٹ کے ساتھ اس کے لوازمات، خوش و فراوانی اور باغات ہوتے تو اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

گویا کہ حضرت رابعی یہ فرما رہے ہیں کہ تم تو اپنے حاکموں سے حاکم، خلیفوں کے خلیفہ ہونے کے لئے آئے ہو، یا تم ان کے کتاج و ہادی بن کر آئے ہو کہ ہم تمہیں اس تنگ و تاریک قید خانہ سے نکال وسعت و آزادی کی فضا میں لائیں، ہم یہاں اپنی ضرورت سے نہیں آئے ہم نے تو یہ دیکھا کہ تمہاری ضرورت کے پیش نظر کیا ہے، تمہارے لئے ہے جس میں کوئی تنگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواص
ملت میں ان کا مقام و ذمہ داریاں

[illegible] وگھوکھلے [illegible] خواص اور [illegible] کے [illegible] میں پیش کی گئی تھی
اس میں طبقہ خواص کے مقام [illegible] پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

نحمدہ ونصلی ونسلم علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

خواص کی اصطلاح

حضرات! آپ سب حضرات کا تعلق طبقہ خواص سے ہے۔ یہ ایک عزت کی بات بھی ہے اور ذمہ داری کی بھی "خواص" کی اصطلاح بہت قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے، اور مذہب و تاریخ، تمدن و معاشرت اور ادب و ثقافتی سب میں یہ لفظ کے اہم معنی [illegible] کثرت سے استعمال ہوئے ہیں، مگر اس کا صحیح مفہوم کیا ہے، اس کا تفصیلی اطلاق کس طبقہ پر ہوتا ہے؟ یہ بات تشریح طلب ہے، اور اس کی کسی قدر تفصیل کی ضرورت ہے، میں اس وقت اسی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

"خواص" کا اجمالی مفہوم

خواص کا ایک "اجمالی" مفہوم ہے اور ایک "اضافی"، اس کا اجمالی مفہوم یہ ہے کہ کسی معاشرے، ملت یا ملک میں ایک ایسا طبقہ وجود میں آجائے جو خود چیز میں عوام سے الگ ہو، وہ اپنی دنیا خود بنائے اور اپنی دنیا میں [illegible] سے [illegible] معاشرہ میں اس کا معیار بلند ہو، جہاں ایک روپے سے کام چلتا ہو وہاں سو روپے سے کام چلے، جو کام سادہ طریقے پر ہوتا ہو وہ دھوم دھام اور بہت سے تکلف کے ساتھ انجام پائے، ہر چیز میں نام و نمود اور عزت و وجاہت پیش نظر ہو، جہاں مسرتوں اور شادیوں کا موقع آئے، تھیلوں سے منہ کھول

[illegible] پانی کی طرح بہائی جائے اور اس میں اپنی شان، شوکت، اظہار اور کر شمہ سازی کے جوہر دکھائے جائیں اس کے بجائے اس کو اپنی ذاتی یا ملکی یا کسی قوم کی خدمت کی جائے اور عوام پر جو جو گزرتی ہے اور جس مصائب و مشکلات سے وہ دوچار ہیں ان کا مداوا ان کی اس دعوت کو بنایا جائے تو یقیناً اس دعوت کی برکت سے قلبوں کی دنیا بدل جائے گی، [illegible] اپنے ذاتی مفادات سے بلند ہو کر اس کام سے وہ برکت و محبت حاصل ہوں گی اور خدمت و دعوت کی راہ میں وہ قوت پیدا ہو جائے گی جس کے ذریعہ دلوں کی دنیا بدل جائے گی اور جس کام سے یہ مقصد حاصل ہو وہ بھی اس سے دلوں پر بڑھ کر اثر قوت میں ہو بات کچھ بڑھ گئی ہے لیکن اس طبقہ کے لئے جو اس کام کو اپنا مشن سمجھتا ہے اس سے قبل میں نے اس کے متعلق کچھ عرض کیا ہے۔

خان نے اپنے زمانے کے مرد اور اس کے ذہنی تقاضوں کی تصویر اس شعر میں کھینچی ہے

[illegible]

قرآن مجید میں "مترفین" کی اصلاح اور ان کا کردار

جس کے لئے طبقہ کے لئے اس کی یہ بڑی اہم اصلاحی ہوئی قرآن مجید میں متعدد جگہ اس اصلاح کا اہتمام کیا گیا ہے قرآن مجید نے اس کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے کبھی اس کو ظالم کہا ہے کبھی اس کو مجرم کہا ہے کبھی اس کو کافر کہا ہے اور اس کی اصلاح و تنبیہ کی فکر کی ہے اور اس کی مذمت فرمائی ہے

وما ارسلنا في قرية من نذير الا قال مترفوها انا بما ارسلتم به كافرون

چیز دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے جب کسی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنا چاہا تو ان کے خوشحال لوگوں کو حکم دیا اور انہوں نے نافرمانی کی تو ہم نے ان پر عذاب نازل کر دیا۔

وقالوا نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبین

اور یہ بھی کہنے لگے کہ ہم مال اور اولاد میں زیادہ ہیں ہم پر عذاب نہیں ہوگا

کبھی اس گروہ کو اکابر مجرمین" کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے جس کا کام ہی سازش کرنا ہے، اصلاحی کوششوں کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنا اور ان کو ناکام بنانے کی کوشش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وکذلک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیہا لیمکروا فیہا وما یمکرون الا بانفسہم وما یشعرون

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کئے کہ ان میں مکاریاں کرتے رہیں اور جو مکاریاں یہ کرتے ہیں ان کا نقصان انہیں کو ہے اور وہ (اس سے) بے خبر ہیں۔

ان کا کام ہر نبی اور مصلح کا راستہ روکنا اور ملیک ڈھیری جگہ رشاد ہے

واتبع الذین ظلموا ما ترفوا فیہ وکانوا مجرمین

اور جو ظالم تھے وہ انہی باتوں کے پیچھے لگے رہے جن میں عیش و آرام تھا اور وہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔

اس طبقے کا عمران کی بے عملیاں، اس کی اخلاقی تاریکی، اس کا اندھا طریقے سے اندیشہ دیانہ اور ہر قسم کے حدود و قیود کو پھلانگ جانا اور اس کی خرمستی حکموں اور قوموں شہروں اور بستیوں کی تباہی کا سبب بن جاتی ہے قرآن کریم نے ظالم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی بستی کی تباہی کے دن آتے ہیں تو اس کا پہلا نشانہ یہ دولت مند طبقہ بنتا ہے جو پہلے اس طبقے میں گنا جاتا ہے اور وہ اپنے عمال، اخلاق سے خدا کی نافرمانی اور بغاوت کرتا ہے اور پوری پوری آبادی پر معصیت کے آثار ہویدا ہوتے ہیں قرآن مجید اپنے خاص اسلوب میں فرماتا ہے

واذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرناہا تدمیرا

[illegible]

وكنت خصيصا من لدنه بمرأى منهم ومسمع فإذ كهم لم يسكن من معقد الا قفلا وكنا محن نوادبين

[illegible]

"خواص" کا سیاسی مطمحِ نظر اور ان کی سیرت و اخلاق:

[illegible]

[illegible]

اپنے "خواص" اور "عزیزوں" کے بارے میں
رسول اللہ ﷺ کا طرزِ عمل

کردواں کے مقابلہ میں کامیاب ہوں گے؟ ایک شخص بولا، ابوطالب یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے بھتیجے کو قتل کر ڈالیں۔ دوسرا بولا، بھائی جیسے بھی ہو ہمیں اس کا انتظام کرنا چاہیے۔ اسی اثنا میں حضرت علیؓ آپ کے بستر پر سونے کے لئے آئے۔ شقی القلب لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ اب ہم اطمینان سے سو جائیں گے۔ صبح اٹھ کر دیکھیں گے کہ محمد (ﷺ) کا کیا حشر ہوا۔ اتنے میں حضرت علیؓ نے اپنی چادر اوڑھ لی۔ وہ سمجھے کہ محمد (ﷺ) سو رہے ہیں۔ اس لئے وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے۔

سی لب فضله هدیں لهو ون ملهد لیه من دعله لجهنیة

ترجمہ: ... اور پہلا جانی جون ... میں ... اور ... اس ... عبدالمطلب ... کا ... موقبیل ... میں ... دوچھپایا ... میں ... دیا ... وہ ... میت ... میں ... آثار کرتا ہے۔

... جب ... وقت ... کا ... یا ... ضرورت ... کو ... اس ... کوئی ... ہے ... اس ... سے ... وہ ... ہے ... خاندان ... اور ... تک ... اس ... نفع ... اور ... کی ... سے ... خانے ... کر ... یا ... کہ ... کو ... دی ... گئی۔

خواص امت کا طرز عمل

... اپنی ... کے ... خواص ... سے ... اس ... کے ... لوگوں ... کی ... کا ... ہے ... میں ... سب ... پہلے ... رفیق ... اور ... صدیق ... حضرت ... ابوبکر ... صدیق ... کا ... ہے ... جب ... خلافت ... کی ... ذمہ ... داری ... سنبھالی ... تو ... اپنے ... گزر ... وقت ... کے ... لئے ... مسلمانوں ... کے ... بے ... اصرار ... سے ... جو ... وظیفہ ... لیا ... کرتے ... تھے ... کیا ... وہ ... ایسا ... تھا ... کہ ... جس ... سے ... کم ... میں ... شاید ... اس ... وقت ... کی ... معمولی ... سے ... معمولی ... مسلمان ... شہری ... کی ... بسر ... کر ... سکتا ... تھا ... حالانکہ ... وہ ... خلافت ... سے ... پہلے ... مسلمانوں ... کے ... آسودہ ... حال ... طبقے ... سے ... تعلق ... رکھتے ... تھے ... اور ... مدینہ ... کے ... ایک ... کامیاب ... تاجر ... تھے ... اس ... زمانہ ... میں ... بھی ... ان ... کے ... متبادل ... کا ... یہ ... حال ... تھا ... کہ ... جب ... ان ... کی ... ایک ... بچی ... نے ... شہد ... کا ... مزا ... دریافت ... کرنے ... سے ... اس ... لذیذ ... چیز ... میں ... سے ... بچا ... ہوا ... تھوڑا ... سا ... حصہ ... لینے ... کی ... خواہش ... ظاہر ... کی ... تو ... انہوں ... نے ... بیت ... المال ... سے ... اس ... کو ... ہدایت ... کی ... کہ ... اب ... تک ... جتنی ... رقم ... کا ... شہد ... وہ ... اس ... سے ... کھا ... چکے ... ہیں ... اس ... کی ... قیمت ... کا ... اندازہ ... لگا ... کر ... اس ... کے ... برابر ... رقم ... بیت ... المال ... میں ... داخل ... کر ... دی ... جائے ... تاکہ ... وہ ... اس ... بوجھ ... سے ... سبکدوش ... ہو ... سکیں۔

... ان ... کی ... اقتصادی ... حالت ... کا ... یہ ... نمونہ ... تھا ... کہ ... وہ ... جس ... وقت ... اس ... دنیا ... سے ... رخصت ... ہونے ... لگے ... تو ... اس ... وقت ... بھی ... ان ... کے ... ذمہ ... بیت ... المال ... کا ... کچھ ... روپیہ ... باقی ... تھا ... جس ... کے ... متعلق ... انہوں ... نے ... وصیت ... کی ... کہ ... ان ... کی ... جائیداد ... بیچ ... کر ... یہ ... روپیہ ... ادا ... کر ... دیا ... جائے۔ ... سب ... سے ... اچھا ... کپڑا ... جو ... انہوں ... نے ... پہنا ... وہ ... ایک ... دھلا ... ہوا ... کپڑا ... تھا ... جس ... پر ... زعفران ... لگا ... دیا ... گیا ... تھا ... تاکہ ... اس ... کا ... دھلا ... ہوا ... ہونا ... ظاہر ... نہ ... ہو ... سکے ... اور ... وہ ... اس ... کو ... پہن ... کر ... بازار ... میں ... جا ... سکیں ... ورنہ ... اس ... سے ... بہتر ... کپڑا ... بھی ... ان ... کے ... پاس ... موجود ... تھا ... لیکن ... اس ... کا ... مطلب ... یہ ... سمجھتے ... تھے ... کہ

(باقی ... صفحہ ...)

اور سب سے اہم پر قناعت کریں یا اہم سے کم اہم کے لئے کچھ دنوں کے لئے چھوڑ دیں

اب ان کے احساس ذمہ داری کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اپنے علم اور مطالعہ کو جو حالات پیش آ رہے ہیں اور جو ان کی زندگی میں ہو رہا ہے اس پر لگائیں جس موقع پر کسی کا سکوت دین کے قلب و دماغ پر کیا اثر ڈالتا ہے اور وہ اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے اس طرح محسوس کرتے ہیں اس کے لئے ایک ہی دقیقہ اور ان کا ایک ہی جملہ کافی ہوتا ہے اور وہ جس پر بھی پڑتا ہے اس کا مزاج اور انداز فکر آ گیا ہے وہ جملہ جو اس کے لئے ایک تازیانہ اور یک دم معلمانہ عبرت ہے۔

جب عرب قبائل میں ارتداد کی آگ بھڑکی اور بہت سے قبائل نے صاف صاف بغاوت شروع کر دیا کہ ہم نماز، روزہ اور حج کی فرضیت کے قائل ہیں لیکن ہم تو آپ ہی کے لئے تیار ہیں اور اس طرح فرائض و ارکان دین میں تبدیلی کا قائل اور اسلام میں تحریف کا مرتکب ہونا چاہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی زبان سے اس جملہ کو نکلوا دیا جو تاریخ کے صفحوں کا محفوظ کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ "لینقص الدین وانا حی" یعنی میرے جیتے جی دین میں قطع و برید ہو سکتی ہے میں زندہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین میں کمتر بیشی ہونے لگے یہ قیامت تک نہیں ہو سکتا جس وقت اس فتنے کے سدباب کے لئے اور اس ارتداد کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے کے لئے اپنی جان کی پروا نہ کی اور بپھرے ہوئے شیر کی طرح میدان میں آ گئے۔ ان کی دینی غیرت اور ان کی صدیقی شجاعت استقامت کے ہمیشہ کے لئے دین کو کسی تحریف سے اور امت کو ایسے فتنہ سے محفوظ کر دیا کہ آج تک وہ اسی طرح زندہ اور تابندہ ہے جس طرح اس وقت تھا۔

اہل فکر و قائدین کا مقام اور ذمہ داری:

ملت کو جو حادثات و مصائب پیش آتے ہیں ان میں بہت سے خطرات ایسے ہوتے ہیں جس کو عوام اور پڑھے لکھے افراد بھی محسوس کرتے ہیں اس کے لئے کسی خاص ذہانت و فراست اور کسی خاص دینی اور ملی بصیرت کی ضرورت نہیں ہے مثلاً اگر ملک میں فساد و بلوے، تخریب کاری، بے روزگاری وغیرہ جیسی کچھ خرابیاں ہوں تو ہر

ہیں جن کو صرف وہ حواس ہی محسوس کر سکتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کی دولت بخشی ہے، جن کی نگاہ سعادت کی تہہ تک پہنچتی ہے، اقوام و ملل کی تاریخ پر ان کی نظر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو دینی حمیت اور ملی غیرت کا جوہر بھی عطا فرمایا ہے، وہ ان مخاطرات اور مصائب سے دوچار ہونا، وہ معنوی خطرات اور مصائب کو محسوس کرتے ہیں، اور مستقبل کے تصور سے ان کی راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے۔ مثلاً ذہنی و فکری تہذیبی امور اور وہ خطرہ جو اس زبان و لٹریچر سے محرومی جو دینی معلومات سے مالا مال اور اسلامی روح و مزاج کی حامل ہو اور جس سے نئی نسلوں کا اپنے اسلاف اور حال کا ماضی سے رشتہ قائم ہوتا ہے۔ نیز نظام تعلیم جس کے اثر سے مسلمانوں کی نئی نسل کا اسلامی تصورات سے ناآشنا اور خلاف اسلام اور منافی توحید عقائد و افکار سے متاثر ہونا بالکل قدرتی امر ہے، مسلمانوں کی اپنی مستقل شخصیت اور اصل خصائص اور اسلامی تہذیب سے محرومی اور اکثریت کی تہذیب، فلسفہ اور شخصیت میں تحلیل ہو جانے کا خطرہ ہے، یہ وہ خطرات ہیں جن کی تشخیص کو صرف عقد خواص کے لوگ ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ اور اکبر الہ آبادی کے الفاظ میں اس طرح گویا ہوتے ہیں۔

"کہہ جو کچھ دیکھتی ہے سب پہ آ سکتی نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی"

قرآن شریف کی آیت ہے "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو ایک دوسرے کو صبر کی ترغیب دو اور مورچوں پر جمے رہو اور ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو۔

اس آیت میں "اصبروا" کے ساتھ "صابروا" کی ہدایت و تلقین کی حکمت اور اس کا راز جو غور طلب ہے، اقوام و ملل کی زندگی اور قوموں کے عروج و زوال کے مسئلہ میں صرف انفرادی صبر و استقامت کافی نہیں ہوتی بلکہ اجتماعی صبر، استقامت اور ہمت و استقلال کی ایک عام فضا اور ماحول کی ضرورت ہوتی ہے، اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ ہر فرد دوسرے فرد کے لئے باعث تقویت ہو، اس کا پشت پناہ ہو، ہر جگہ پر صابر و مقیم اور دوسروں کے لئے صبر و استقامت کا داعی و مبلغ ہو، اس کی زندگی، اس کا ایمان و یقین، اس کا سرو قد عمل، اس کا عزم و حوصلہ، اس کا بلند کردار دوسرے

میں اختلاف پیدا کرنے کا ذریعہ بن گئے ہے مشغل ہو۔ اس دلیل کو اختیار کرتے ہوئے قوم کو
جو کہ اسلام کی طلسمی اور پست ہمتی میں مبتلا ہو گئی ہے اس اختلاف سے بچنے کی ہدایت
کی بات کہی اور کہا کہ ایسی مشکل موضوعات اور مسائل کھاجا ہے جیسے تقدیر، عذاب کے مسائل
اور خلق قرآن کے مسائل میں صرف وقت کی مضر وقت کی ہے

حفاظت دین و ملت کا مورچہ

پھر فرمایا "اور الحمد" اور مورچوں پر جمے رہو، اس موقع پر یاد رکھنا چاہئے کہ مورچے دو
طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک فوجی اور جنگی مورچہ اور دوسرے معنوی مورچہ۔ فوجی مورچوں کی
بہت اہمیت ہے، اور زندہ قومیں ان پر کٹ مٹ جاتی ہیں اور ان کی حفاظت میں جان کی
بازی لگا دیتی ہیں، مگر یہ مورچہ قومی زندگی میں فیصلہ کن حیثیت نہیں رکھتا، قومیں فوجی
میدان جنگ کی شکست یا کسی مورچے سے پسپائی ان کی قسمت پر مہر نہیں لگا دیتی، بلکہ بعض
قومیں شکست بھی کھاتی رہی ہیں اور فتح بھی حاصل کرتی رہی ہیں، اپنے مورچوں سے ہٹتی بھی
رہی ہیں اور ان کو واپس بھی لیتی رہی ہیں [illegible] ۔ اور صحیح اسلام کے [illegible]
میں یہ نشیب و فراز اور یہ سرد و گرم پیش آتے رہے ہیں اور خود قرآن میں نشیب و فراز کے نقشے کھینچے گئے ہیں
اور شکست کی گھڑی سے اس کے انجام تک بھی آگاہ کیا گیا ہے۔ اس لئے فوجی مورچوں کی اہمیت
سے انکار نہیں ہے۔ اس قوم کی صلاحیت پر زیادہ اعتماد کیا جا سکتا ہے جس نے فوجی
تاریخ کے سنہرے ورق لکھے ہیں اور فوجی میدان میں اپنے خون سے اپنے مقدس اور اسلام سے محکم بنا
اصلی ہے کہ ان دونوں محاذوں پر مستعدی سے کام کرے۔

لیکن معنوی مورچوں کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ معنوی مورچہ پر شکست اور
پسپائی بعض اوقات صدیوں تک اس قوم کی قسمت کا فیصلہ کر دیتی ہے اور بعض اوقات اس سے قومیں
موت کی نیند پر جا کر تک جاتی ہے۔ آج مسلمان ملت اسلامیہ کے معنوی مورچہ پر پیش
آنے والی شکست کی بدولت شکست خوردہ ہے۔ اسلام کی مختلف تعبیریں، اسلام کے عائلی
قوانین (پرسنل لاء) کا مسئلہ، مدارس، مکاتب، اسلامی تعلیم کا مسئلہ یہ سب ان مورچوں کی
حفاظت کے مختلف نام ہیں جن کے لئے جس علم، جس فہم، جس [illegible] کی ضرورت ہے

ہے دوسرا عامل جاہ و اقتدار کے لیے پوری ملت کو خطرے میں گرفتار اور اس سے بڑے سے بڑے مقاصد کو تباہ و برباد کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ قول شیخ حرمہ یہ اس طبقہ کی تصویر پیش کی ہے جس کے ہاتھ میں ملت کی باگ ڈور اور زمام قیادت آجاتی ہے وہ کہتے ہیں

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہرا

ملتوں اور قوموں کی تاریخ اور خصوصیت کے ساتھ ملت اسلامیہ کی تاریخ شاہد ہے کہ کسی طبقہ کی تعمیر و ترقی، دینی و علمی، سماجی و سیاسی جاہ طلبی اور اقتدار کی ہوس سے بڑی بڑی مضبوط خلیل اور سلطنتوں کا چراغ گل کر دیا اور پوری ملت و آن کی آن میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ ملت اسلامیہ کا شیرازہ بغداد کی تباہی، بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ، سلطنت مغلیہ کا زوال، ہندوستان کی مغربی طاقت کا تسلط اور ترکوں کی شکست اور مقامات مقدسہ اور ممالک اسلامیہ کا انتدابیوں کے زیر اثر آنا سب اسی طبقہ کی ملت فراموشی، جاہ و اقتدار کی ہوس اور انانیت کا نتیجہ ہے۔

ملت کے نمائندوں اور منتخب افراد کی ذمہ داری

ایک ذمہ دار اور وقت شناس ملت میں یہ چھپا ہوا ہے اور ملت کی خلافت یا ملت کی ملت کا پارٹ ادا کرنا وہ طبقہ کا وہ طبقہ کرتا ہے جو کہ اس قوموں کی سیاست اور اسکیموں میں اس ملت کا مدبر سیاست اور انتظامیہ میں سے بڑے عہدوں اور منصبوں پر فائز ہوتے ہیں سیاست میں چاہے وہ ملک کے دستوروں اور قسم اور مقننہ میں ان کا ہونا ہے ان جگہ ایک ایک ہزار ان لاکھوں کے مقابلے میں دوسرے اشارہ کی ہے۔

اس طبقہ کی دینی سیاسی تربیت صدق حرت، مضبوط قوت بیان صدیوں سے لے ملت کا مستقل مخصوص ہیں ہیں جو کام کسی اور لاکھوں سرفروش نہیں کر سکتے وہ یہ تھی جو خدمت انجام دے سکتی ہے وہ کسی کی مسلح ایک ہیں

واجب ہوتے ہیں ملت کے دین، اس کی تہذیب، اس کی ثقافت اور تمدن، اس کے قانون و شریعت کو بچانے، ملت کو عزت یا اصل رکھنے کے لئے اپنے ذاتی مفاد کو قربان دیتے ہیں اور ایثار کی اور جاں نثار کرنے کی بے نظیر روایتیں قائم کرتے ہیں جن پر ان کے قانون سازی کی بنیاد ہوتی ہے، ان کے دستور اور آئین کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے، ان کے ذریعہ سے ملت کی عزت و وقار کا تحفظ

دین کی نبوی مزاج، اور اس کی حفاظت کی ضرورت

[illegible]

الحمد للہ رب العلمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد و الہ و صحبہ اجمعین و من سلک بھدیھم واقتفی اثرھم و دعا بدعوتھم الی یوم الدین امابعد۔

جناب قاسم صاحب، جماعت رفقاء، جناب اور معزز حاضرین! میں سب سے پہلے تو آپ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کا اظہار آپ نے اس دعوت پر لبیک کہہ کر فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا آپ سے حسن ظن ہے کہ اس نے آپ کے دل میں یہ داعیہ پیدا فرمایا۔ اور توفیقات کا [illegible] آپ کا اس جذبہ پر [illegible] میں ظہور ہوا۔ یہ اللہ کی بے پایاں رحمت ہے کہ اس وقت میں ایک ایسی مجلس میں [illegible] خطاب کر رہا ہوں جس کی تشکیل للہ و مطاعت پر مبنی ہے۔ یہ دعوت نامہ [illegible] نے میری تقریر میں [illegible] تو آپ [illegible] نہ تھیں۔

آپ نے جس محبت، جس خلوص اور خلوص کا مظاہرہ فرمایا ہے اس کا میں حق نہیں ادا کر سکتا۔ اور میرے [illegible] اس کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے [illegible] جو کچھ فرمایا [illegible] اس کا [illegible] ہے۔ [illegible] کہ حسبی یحسب لاخیہ مایحب لنفسہ۔ تم میں سے کوئی شخص [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] حدیث کے بھی اس مکرر [illegible] سے [illegible] خطابوں سے [illegible] کے لئے [illegible] مقصود [illegible] یہ ہے کہ [illegible] میں سے [illegible] کامل نہیں ہو سکتا [illegible] جب تک [illegible] اپنے [illegible] کے لئے بھی پسند [illegible] جو [illegible] اپنے [illegible] کے لئے [illegible] حضرات [illegible]

جماعت کے افراد سے کسی بھی امید کرتا ہوں کہ جس مناسب اور جس انداز سے میں بات کہہ رہا ہوں اسی مناسب اور انداز سے ساتھ آپ اخذ بھی کریں گے اور اسی طرح دوسروں تک بھی پہنچائیں گے۔

حضرات جس جماعت سے بھی تعلیم تحریک، فکر، دعوت کا اخذ کیا جائے، اسی جماعت کا مزاج کی تحریک تعلیم یا دعوت یا فلسفہ میں جاری ساری ہوتا ہے، یہ ایک قدرتی بات ایک فطری عمل اور سنۃ اللہ ہے آپ جس استادوں سے پڑھتے ہیں ان استادوں کا طریق فکر بلکہ انداز گفتگو بعض اوقات چال ڈھال بھی ان سے ملنے لگتی ہے، آپ جس گروہ کے ساتھ رہنا سہنا اٹھنا بیٹھنا ہے شعوری یا غیر شعوری طریقہ پر آپ کے فکری سانچہ کو، آپ کے احساسات کو، آپ کے طریق تعبیر اور اظہار بالضمیر کو متاثر کرتا ہے، یہ قدرتی بات ہے کہ ایک ٹیلنٹ طب کی پڑھے (خواہ طب قدیم ہو یا طب جدید) جس سے دیکھے اسی طریقے سے بولے، شاگرد سنے لکھنے ہیں اسی طرح سے مرض کی تشخیص کرتے ہیں، اسی پر بھروسہ اور اسی طرح کی ادویہ تجویز بتاتے ہیں، بلکہ بعض اوقات دیکھا ہے کہ وہ نقل بالکل مطابق اصل ہوتی ہے، اسی طریقہ سے جو لوگ کشتی کا فن سیکھتے ہیں، وہ اپنے استادوں کے کرتب داؤں پیچ، کاٹ کھانے میں اتارنے اور داؤ گھر کرنے کا انداز اپنا لیتے ہیں۔

اقبال نے اپنی نثر اور شاعری کے متعلق کہا ہے مگر حقیقت اس سے زیادہ صحیح ہے۔

سے رگ ساز میں رواج صداے ساز کا لہو

میرے بھائیو یہ دین جس کی نعمت سے اللہ نے ہم کو اور آپ سب کو سرفراز فرمایا ہے، یہ دانشوروں سے اخذ کیا گیا ہے نہ محل، فلاسفہ سے، نہ سیاست دانوں سے، نہ اہل حکومت و ایوان حکومت سے، نہ خانقاہوں سے، نہ حاشیہ نشین لوگوں سے یہ خود ہے اپنا سیکھا ہوا اسلام ہے، اس نے اس دین کے اخذ کرنے والوں میں اس دین پر چلنے والوں میں اس دین کی دعوت دینے والوں نے دین کا تصور پیش کرنے والوں میں اسی اسلام کا مزاج جان ساری ہونا چاہئے یہی اس "مدرسہ" کے طالب علموں کی سب سے بڑی برتری، سعادت اور تعیین خلوص ہوگی، مزاج کے بدلنے میں بڑی دیر لگتی ہے، یہ واقعہ ہے، میں کامیاب ہوں۔

میں اس وقت آپ سے ایک لطیفہ سناتا ہوں جس سے شاید میری بات زیادہ سمجھ میں

آ کے رکتے ہیں اور ملا جیون سے ملتے ہیں۔ ملا جیون ان کا بڑا احترام کرتا ہے اور ان کی بڑی خاطر مدارات کرتا ہے۔ یہ بزرگ اورنگ زیب کے بچپن کے استاد تھے۔ اس طویل سفر میں ملا جیون ان سے بہت کچھ پوچھتا ہے اور وہ بھی بتاتے جاتے ہیں۔ جہاں جہاں سے گزرتے ہیں وہاں کا حال بتاتے ہیں۔ پھر ایک جگہ پر ملا جیون کو چھوڑ دیتے ہیں اور خود آگے روانہ ہو جاتے ہیں۔ ملا جیون کا بیان ہے کہ ان بزرگوں کا نام میں نہیں جانتا۔ لوگ انہیں خضر کہتے ہیں۔ ملا جیون کا بیان ہے کہ میں نے ان بزرگوں کو کئی بار دیکھا ہے۔ ہر بار ان کی صورت بدلی ہوئی ہوتی ہے۔ ملا جیون کا بیان ہے کہ میں نے ان بزرگوں کو شاہ جہاں کے عہد میں دیکھا تھا۔ اس کے بعد شاہجہاں کے انتقال کے بعد اورنگ زیب کے عہد میں دیکھا۔ اورنگ زیب کے عہد میں ان بزرگوں کو کئی بار دیکھا۔ ہر بار ان کی صورت بدلی ہوئی ہوتی ہے۔ ملا جیون کا بیان ہے کہ

قوموں کے کے کا حرف اعتقاد کر لیں سے ہمارے متعلق بات ہے۔ میں نے یہ طریقہ تقریر طبیعت کے لئے نہیں بلکہ یہ حقیقت ذہن نشین کرنے کے لئے کیا۔

ہم اپنی بحث کو دو باتوں پر ختم کرتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ بات بیچ میں نظر رکھنی چاہیے کہ یہ اور دعوت ہم نے انبیاء علیہم السلام سے حذف کی ہے۔ قرآنی تعلیم اسلام یہ دعوت نہیں آئے تو ہمیں اس کی واضح تلقین قرآن شریف میں ملتا ہے کہ جب جنت والوں کو جنت میں جائیں گے، اور وہ جنت میں پہنچ جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ "الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله" (شکر ہے اس خدا کا جس نے کہ ہمیں یہاں تک پہنچایا اور ہم یہاں تک پہنچنے والے نہ تھے اگر اللہ ہمیں یہاں تک نہ پہنچاتا) ہدایت کے معنی پہنچانے کے ہیں اس کے بعد انھوں نے ایک بڑی حقیقت بیان کی جس کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں ہم جو یہاں تک پہنچے عقل و دانش کی راہ سے نہیں پہنچے تجربہ کی راہ سے نہیں پہنچے، شرافت نفس تقویٰ اور ریاضت و مجاہدہ کی راہ سے نہیں پہنچے، فلسفہ و حکمت کی راہ سے بھی نہیں پہنچے، پہلے تو انھوں نے اعلان کیا ہے "وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله" (ہماری سائی یہاں تک نہ تھی اگر خدا ہمیں یہاں تک نہ پہنچاتا) لیکن خدا کے پہنچانے کے طریقے ہوتے ہیں، اس کا بھی ایک دستور ہوتا ہے تو اس کا دستور کیا ہے "لقد جاءت رسل ربنا بالحق" ہمارے رب کے قاصد حق لے کر آئے جان لیجئے یہ کہ خدا کے بھیجے اور سفیر حق لے کر نہ آئے تو ہم پہنچ نہیں سکتے، بیٹے اور باپ جنسیت کے بجائے بھائی کوئی دوسرا مقام ہوتا تو یہ بھی نہیں بھول جاتے کہ جس چیز سے ہم کو دل قائل بنایا، وہ چیز دانشوروں فلسفیوں سیاستدانوں اور تجربہ کاروں سے نہیں حاصل کی ہوئی نہیں بلکہ انبیاء کرام سے حاصل کی ہوئی ہے، ہمارے دل کا کوئی ریشہ ثبوت و صداقت اور اس کے حاملین (انبیاء کرام) کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔ ہم نے ان کو قبول کر لیا تو اس قابل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوئی ان حقوق کی ادائیگی اور صداقتوں سے فیض یاب ہوئے جو ہمیں بعد والوں تک بھی ان کو پہنچانا ہیں۔

اب ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ بات کا رخ کیا ہے؟ "نبوت کے منحرف کیا چیز ہوتی ہے" نبی کے سوچنے کا انداز کیا ہوتا ہے؟ اس کے کس وقت کیا سامنے آتی چیزیں عمل کرتا

ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ نبی کی دعوت جدوجہد اور قول عمل کا سب سے بڑا محرک رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے کوئی اور چیز ان کے سامنے نہیں ہوتی کہ ان کے پیش نظر یہ ہے۔ یہ ہے ایک ایسی خشیت ربانی جو ہر چیز پر غالب کر دیتی ہے۔ اسے رضائے الٰہی کے سوا کچھ مطلوب نہیں ہوتا۔ یہ ایک مجھ سے راضی ہو جائے اس کے سوا سب کچھ گیا طائف کی عائلی زندگی آپ غور کریں اور طائف کے منظر کو آپ سامنے رکھیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بڑی امیدوں اور بڑی توقعات کے ساتھ طائف تشریف لے جاتے ہیں۔ طائف کا سفر آسان نہیں تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پہاڑ کی چڑھائی اور پتھریلی سنگلاخی ایک کیا تھی (یہ ابن اسحاق کا بیان ہے) آپ وہاں پہنچے تو کیا ہوا؟ وہاں کے سرداروں نے کچھ اوباشوں کو اشارہ کر دیا اور انھوں نے پتھر پھینکنے شروع کیے اور نبی سنگ باری کی کہ نعلین مبارک سے قدم مبارک نہیں لگتے تھے، قدم مبارک لہولہان ہو گئے تھے۔ اس وقت پاؤں پر تاب ضبط نہیں آیا تھا۔ بیٹھ دل پر آیا تھا، کیا امید لے کر آئے تھے، اور کیا ہوا، یہاں تو کوئی بات سننے کا بھی روادار نہیں ہے، اسی حالت میں آپ نے یہ دعا فرمائی۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ رضائے الٰہی کی قیمت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "**اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس، یا ارحم المستضعفین انی من تکلنی الی بعید یتجھمنی او الی عدو ملکتہ امری**" اے اللہ! میں کہاں جاؤں، میرے پروردگار میں تجھ سے فریاد کناں ہوں اپنی کمزوری کا اور اپنی بے چارگی اور بے سروسامانی کا لوگوں کی نگاہوں میں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو ہی تو میرا رب ہے، میں آپ سے شکایت کرتا ہوں اپنے کمزوروں کے پروردگار تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ ایک ایسے بیگانہ کے جو مجھ سے ترش روئی کے ساتھ پیش آتا ہے یا کسی دشمن کے حوالے کرتا ہے کہ جس کے ہاتھ میں تو نے میری زمام اختیار دے رکھی ہے۔

اب دیکھئے یہاں نبی کا مزاج اپنی پوری شان خاکساری کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور پھر کس انداز سے بصد توکل ہوئے عرض فرماتے ہیں "ان لم یکن بک علی غضب فلا ابالی غیر ان عافیتک اوسع لی" (اگر تو ناراض نہیں ہے مجھ سے، تب کی پروا نہیں ہے البتہ التماس یہی ہے کہ اے اللہ میں تیری عافیت کا طلب ہوں، تو جو کچھ چیز جو تیری عافیت کی خیاری ہوتی ہے وہ

سیدنا حضرت حسینؓ کا کارنامہ

فرق تو بہت ہے جو ہر کو بھی، لیکن اصل ہے اور شخصیت کا بھی یہ فرق ہے لیکن ہیں معاملہ شہدے کا کہ حضرت سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کا ہے کہ ان ایک پیسہ بھی پر سالی ریاست کی حکومت نہیں اور خدا کا شکر ہے اور میں اس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور بھی ان کے ساتھ ہیں ہے

تعلق ہے، الحمد للہ ہم سے ان کے وہ اعمال سے نام سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا ہمارے خاندان کے افراد علماء تھیں کرتے ہیں محنت کرتے ہیں، عام مسلمانوں کی خدمت کر رہے ہیں، نہ کوئی تجارت ہے، نہ کوئی زمینداری اور نہ یہ کہ انہوں نے جو پوسٹ بنائی تھی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، لیکن ہم خوش اور مطمئن ہیں کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کیا اور اللہ کے سامنے سرخرو ہیں۔

ہو تیرے عشق میں مصروف کوئی
باری اور چھے سے سکا سرتا کھو کا

قابل غور مقام

انبیاء علیہم السلام کے پیش نظر صرف رضائے الٰہی کا مسئلہ ہوتا ہے اور مرحلے میں وہ سوچتے ہیں کہ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے یا نہیں؟ سرخروئی اور اقتدار اور حکومت یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں، اپنے وقت پر اپنی شرطوں کے ساتھ ملتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی چیز مطلوب نہیں، چنانچہ آپ دیکھتے کہ قرآن مجید میں ایک جگہ یہ ہے کہ

تلک الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الأرض ولا فسادا، والعاقبة للمتقين

یہ ہے آخرت کا گھر ہم اس کو مخصوص کریں گے ان لوگوں کے لئے جو زمین میں نہ بڑائی کرنا چاہتے ہیں اور نہ فساد چاہتے ہیں اور اچھا انجام متقین کے لئے ہے (القصص ۔ ۸۳)

لیکن دوسری جگہ فرماتا ہے

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (آل عمران ۱۳۹)

ہمت نہ ہارو غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو

اب دونوں میں تطبیق کس طرح دیں گے؟ صاف مطلب یہ ہے کہ تم حکومت چاہو تو ہم

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا کہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور

کے بارے میں بے غیور ہوتے ہیں وہ اس میں کوئی دخل نہیں کرتے وہ اس کو ہوس کا
ہوں سے ہم کاست پہونچاتے ہیں۔ کوئی (ناجائز) رشوت قبول کرتے ہیں، ورثہ کھول رکھتے
دیتے ہیں، کوئی مانے نہ مانے، کوئی ان کی طرف آئے یا نہ آئے وہ اپنی بات اسی انداز میں
کہتے ہیں، جس انداز میں خدا نے ان کو وہ بات بتلائی ہے، مثلاً اب وہ کافروں نے
مسلمانوں سے کہا کہ کچھ دن ہمارے بتوں کی عبادت کرلو اور کچھ دن تم ہمارے بتوں کی عبادت
کرلیا کرو، جواب دیا، ہرگز نہیں:۔

لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عبدون ما اعبد (الکافرون ۲-۳)

نہ تو میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں اور نہ تم ہی میرے معبود کی عبادت کرتے ہو۔

طائف کے قبیلہ ثقیف نے چاہا تھا کہ ان کا وہ قبیلہ بنی ثقیف کا بڑا بت تھا، جو یا
قریش کا بت "ہبل" کا ہمسر تھا نہ توڑا جائے، اور اس کی کچھ عرصہ تک عبادت کرنے کی
اجازت دے دی جائے، انھوں نے کہا کہ ایک سال خیر یا ہر گز نہیں چھ مہینے فرمایا ہر گز نہیں،
ایک مہینہ فرمایا ہر گز نہیں، ایک دن ہر گز نہیں، اور اس کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
کو بھیجا، انھوں نے جا کر اس کو پاش پاش کر دیا، انھوں نے کہا کہ ہمارے میں داخل ہوتے ہیں،
لیکن نماز سے ہم کو معاف کر دیا جائے فرمایا "لا خیر فی دین لا رکوع فیہ" ایسے دین
میں کچھ رکھا نہیں جس میں خدا کے سامنے جھکنا نہ ہو۔

میرے بھائیو اور بیٹو!

تو یہ بات قرآن سے ہے کہ کسی قسم کا سمجھوتہ (Compromise) نہیں کرتے دینی زبان
دینی الفاظ بولتے ہیں، جو ان کے پیغام اور کردار، عبادت سے مناسبت رکھتے ہیں، آخرت کی
صاف صاف دعوت دیتے ہیں، جنت اور [illegible] کو پیش کرتے ہیں، ایمان بالغیب کا مطالبہ کرتا
ہے، ان کے زمانہ میں بھی مختلف طبقے ہوتے ہیں، ان کے زمانہ میں بھی مختلف گروہوں کی
مخصوص صلاحیت ہوتی ہیں، وہ اس [illegible] متاثر نہیں ہوتے، ان کے زمانہ کے بھی رائج
الوقت سکے ہوتے ہیں، وہ بھی ایک سکہ بھی [illegible] نہیں کرتے، حساب یاد کہتے ہیں، اللہ پر
ایمان، اس کی صفات، اس کے رسول پر [illegible] ایسا کرو گے تو تمہیں جنت ملے گی،
ایک سانس بھی نہیں کہتے کہ تمہیں حکومت ملے گی، [illegible] تمہیں جنت ملے گی، سرائی

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في الارض
كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم
وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن
كفر بعد ذلك فاولئك هم الفسقون (النور ۵۵)

اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کیا ہے کہ ان کو ملک میں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے ضرور مستحکم کرے گا اور البتہ ان کے خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا (بشرطیکہ) وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں

اور یہ بھی فرمایا ہے

الذين ان مكنهم في الارض اقاموا الصلوة وآتوا الزكوة (الحج ۴۱)

جن کو اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں

کہ سزائے حد ساقط ہوگئی۔

اس کی ایک مثال اور بتاتا ہوں۔ حضرت [illegible] ایک بڑا [illegible] سردار تھا۔ حضرت [illegible] ملک شام میں ایک بڑا [illegible] تھا۔ ایسے کئی [illegible] جیسے مرتد ہوتے ہیں ہمارے یہاں [illegible] آتا ہے وہ بھی مرتد ہیں تھا۔ وہ اسلام [illegible] تو ہوں اس نے ساتھ مسلمان ہوئے ملے یا تو خلیفہ کرنے لگا ایک معمولی عربی بدو کی طرح [illegible] رہتے ہے خلیفہ میں اس کا شاہی باس چادر تک رہی تھی جیسا کہ بڑے آدمیوں کا دستور تھا، اس پر اس بدو کا پاؤں پڑ گیا۔ اچھا گرمی تو تھا جس کا حصہ اس کا نکل گیا۔ اس نے اس بدو کو تھپڑ مار دیا۔ بدو بیوقوف تو تھیں ہوتی تھی کہ دین تھپڑ مار دیا اس نے وہیں اسی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور کہا کہ جلد ہی مجھے بدلے تھپڑ مارنے چاہئے کہ میں تو ایسے دین میں نہیں رہ سکتا جہاں میری کوئی بے حرمتی ہو۔ وہ چلا گیا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پریشانی پر شمس بھی نہیں آئی جو ہوئے اس کا کام جانے تین ہم تم الٰہی تو نہیں ہیں نے حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے سارق کی فلاں [illegible] تصدیق عورت نے چوری کی ہے اس پر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حد جاری ہوتا ہے [illegible] لو سرقت فاطمہ بنت محمد لقطعت یدھا [illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے [illegible] ہوتا کبھی نہ ہوتا کبھی پوری کرتی تو اس کا ہاتھ کاٹا فرمایا کہ اللہ کے حدود میں سارق ہوتے ہوں تو اس کی حضرت اس کا ہاتھ کٹے ہاتھ کچھ نہیں ہوا حد جاری ہوئی۔

ایک بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام [illegible] اس طرح پہنچتے ہیں انہیں اطلاعات کے ساتھ پہنچتے ہیں، جو غیب میں کی دعوت [illegible] غیبی طاقتوں میں آتے ہیں لیکن خطائیں کا تو ارتکاب کرتے ہیں [illegible] ان کی تعبیر ادھی نہیں کرتے کہ کس سے یہ خیال ہوگا کہ بہت سے دل تو پڑھتے لکھتے ہیں [illegible] چلا آ رہا ہے کہ کل بھی ہیں ان کو کچھ کی چیز ان کے سامنے رکھ دے ہیں لیکن طاقت کے ساتھ [illegible] کا محل ان آپ پر ہوتا ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ (النحل ۱۲۵)

اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت سے بلا

لیکن [illegible] ہوں تک [illegible] ہوں [illegible] پر چلا [illegible] ہوں مزاج [illegible]

دیدیں حوالی وقت تک محفوظ رہا ہے (خدا کے) فضل سے تعلق ہے کہ امت سے ہر دور میں بچائے ہیں اس کی حفاظت کرتے رہے انہوں نے اس کی روح کی بھی حفاظت کی مراتب کی بھی حفاظت کی ہے کہ جس حکم کی جو مقام ہے اس کا وہی رہے وہی چیز جس مقام کی ہے وہیں رہے عزت عزت کے مقام پر ہے اور ان اعمال پر جو فضائل اعمال ہیں آخرت کے ہیں ان پر آخرت کا اجر ہے اس سے یہ آخرت پر جانے کیسے دیا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ امت میں بے عملی سے اہم سب خدا کا نام کرا رہے ہیں یہ ان محفوظ ہے آج تک ان میں تحریف نہیں ہوئی ان کے برخلاف جیسا کہ یہودیوں اور انجیل کے شارحین نے اپنے زمانہ کے فلسفہ جدید نظریات انجیل میں شامل کر دیئے انجیل میں شامل نہ ہوسکے تو اس کی شرح اور اس کی تفسیر میں ان کو شامل کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ نظریہ بدلا تو انجیل بھی متزلزل و مشکوک اور ساقط الاعتبار ہوگئی وہ انجیل کی تفسیر میں انہوں نے لکھ دیا کہ ہمیں اپنی ہے اس لئے کہ اگر یہ نہ ہو گویا ہو تو خدا کا وجود قیامت کے دن سب کو کیسے ہوگا؟ انجیل کی یہ تشریح علماء یہود کی مرزائیوں کی تردید کا نظریہ تسلیم کر لیا گیا انجیل پر بھی قدرتاً اس کا اثر پڑا اس کی حقانیت پر اس کی مضامین من اللہ ہونے پر بھی اثر پڑا۔

آخری بات عقیدہ آخرت کا اہتمام ہے وہ انبیائے کرام علیہم السلام امت کا بنیادی نقطہ ہے تو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے اقوال و احوال کے مطالعہ میں زندگی گزارتے ہیں ان کے کلام کا سیاق ذوق کہتے ہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ جیسے آخرت جیسا ان کی نظروں کے سامنے ہوتی ہے اور ان تصور (آخرت و معیت اور سعادت و شقاوت کی تمام تفصیلات کے ساتھ) ان کی آنکھوں کے سامنے کھڑی ہی ہے وہ جنت کے شدید اشتیاق اور جہنم سے شدید خوف کے عالم میں ملتے ہیں یہ چیز ان کے کلام میں واضح و واقعی نظر آتی ہے جو ان کے شخصیت اس احساس اور فکر پر غالب آجاتا ہے۔

آخر پر ایمان اور وہاں ملنے والی بڑی سعادت اور اعمال شقاوت اور ان تمام اعمال (جنہیں جنت سے اپنے لئے بندوں کیلئے مہیا کرلیتے ہیں) اور تمام عذابوں (جو آخرت کافروں کیلئے تیار کئے گئے ہیں) کا ہمہ وقت نگاہوں کے سامنے رہنے کی وجہ انبیاء کرام

دعوت و حکمت دعوت

[illegible]

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء
والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

بھی بات کا بھی حسن سلیقہ بھی حکمت ہے

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی
ھی احسن ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین (النحل ۱۲۵)

آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف پکا ہے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے
اور ان سے بحث اس طریقہ پر کیجئے جو بہت اچھا ہو بیشک آپ کا پروردگار (ہی) اس شخص کو بہت جانتا ہے
جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی (اچھی طرح) جانتا ہے۔

حضرات ارباب الفرقان کا یہ خطاب اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تو ہے
ہی لیکن اس امت سے بعد والی امت تک ہر مبلغ سے داعی کو ان کی
آیت ہے جس میں دعوت اور تبلیغ کا یہ یا یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ والنحل ۱۲۵ ،

آپ اپنے رب کی طرف لوگوں کو اچھی نصیحتوں سے بلائیے
حکمت سے مراد کامل دلیل ہے جس سے مدعی کی بات کو صحیح ثابت کیا
جائے اور موعظۃ حسنہ سے مراد نصیحت کی ایسی بات ہے جو سننے والے کے
دل میں اثر کر جائے یعنی نرمی اور خوش اسلوبی سے

اپنے عہد میں حضرت یوسف علیہ السلام کو اس عہد کے لحاظ سے مخصوص

ہے۔ اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔ ہماری
رائے میں اس کے دو حصے ہونے چاہئیں۔

۱۔ تعلیم کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

۲۔ تعلیم کا نصاب کیا ہونا چاہیے؟

تعلیم کی ذمہ داری کس پر ہے؟

ہمارے نزدیک تعلیم کی ذمہ داری حکومت پر ہونی چاہیے۔

بات یہ ہے کہ تعلیم کا مقصد ہر شخص کو اچھا انسان بنانا ہے۔

اچھا انسان کون ہوتا ہے؟

اچھا انسان وہ ہے جو اپنے خالق کو پہچانے اور اس کی عبادت کرے۔ اپنے ساتھی انسانوں
کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اور اپنے ماحول کی صفائی کا خیال رکھے۔ اچھا انسان بننے کے
لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کو اچھی تعلیم دی جائے۔ اچھی تعلیم کا ذمہ دار حکومت کے
سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

تعلیم میں مختلف نظریوں کی حیثیت

کسی بات پر کچھ لوگ اس لئے یقین کر لیتے ہیں کہ وہ حکومت کے ذمہ دار طبقے سے ہوتے ہیں۔
کچھ لوگ اس لئے یقین کر لیتے ہیں کہ وہ علم اور مطالعہ کے بعد کسی بات پر یقین کرتے ہیں۔
کچھ لوگ اس لئے یقین کر لیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھی ہیں۔

ہم ان تینوں طبقوں کا احترام کرتے ہیں۔

کسی بات پر یقین کرنے کی پہلی وجہ یعنی حکومت کے ذمہ دار طبقے سے ہونا ہمارے نزدیک
کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اچھا علم اور مطالعہ کے بعد بھی اس پر یقین کیا جا سکتا ہے۔
اور ساتھی بھی اچھی رائے دے سکتے ہیں۔

اچھا انسان بنانے کے لئے ہمیں اچھے ساتھی بنانے ہوں گے۔

ہمارے نزدیک تعلیم کے ذریعہ ہم اچھے انسان بنا سکتے ہیں۔ اچھے انسان بنانے کے لئے
ہمیں اچھے ساتھی بنانے ہوں گے۔ اچھے ساتھی بنانے کے لئے ہمیں اچھی تعلیم دینی ہوگی۔
اچھی تعلیم دینے کے لئے ہمیں اچھے نصاب کی ضرورت ہوگی۔ اچھے نصاب کے لئے ہمیں
اچھے ساتھیوں کی ضرورت ہوگی۔ اچھے ساتھیوں کے لئے ہمیں اچھی تعلیم کی ضرورت ہوگی۔

اچھی تعلیم کے لئے اچھے نصاب کی ضرورت ہے۔ اچھے نصاب کے لئے اچھے ساتھیوں کی
ضرورت ہے۔ اچھے ساتھیوں کے لئے اچھی تعلیم کی ضرورت ہے۔

یہ تھے اور وہ مشرک نہ تھے

اس کو اس طریقہ استدلال سے لیکر حکمت اور موعظت اور احسن پیرایہ سے باوجود

حنیفا مسلما وما کان من المشرکین

طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی) نہ تھے۔

کا خطاب عطا فرمایا گیا۔ اس لئے کہ ان کی دعوت میں حکمت تھی، مداہنت نہیں تھی، سیاست نہ تھی، بلکہ ایک مومن مسلمان کو بھی یہ طریق تبلیغ اختیار کرنا لازم ہے، عقائد کی اصلاح کے لئے بھی "ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ" کا طریق کار ہی مفید ہے، بات کہنی ہی ضروری اور لازمی ہو، دوائی کے سامنے مقصد یہ ہونا چاہئے کہ مریض کا علاج کرنا ہے، اس میں پیار، نرمی اور محبت ہو، سختی درشتی، تیزی، تندی کی وجہ سے مریض تجربہ کار مشہور ڈاکٹر اور حکیم کے پاس جانے سے بھی ڈرتا ہے، معالج معالج کی بات ہی الگ ہے، امت کو یہی سکھلایا ہے:

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم (التوبہ ۱۲۸)

(اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جس کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہارے منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے) بالخصوص ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور مہربان) ہیں۔

اس پر عمل کرنا آپ کے یک امتی پر بھی لازم ہے، دعوت سے انسان کو محبت محبی اور محبت زیارت سے کر لیکر سے سمجھا کر عقائد کی اصلاح کے لئے مائل (راغب) کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر تبلیغ اور دل سوزی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے

فلعلک باخع نفسک علی اثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا

(الکہف ۶)

اے پیغمبر تمہاری حالت تو ایسی ہو رہی ہے کہ جب یہ (واضح) کیفیت بھی نہ مائیں تو محب نہیں ان (کی ہدایت) کے پیچھے اپنے نفس کے تئی جان ہلاک میں ڈالو (حالانکہ یہ ایسا نہ کرنا چاہئے)

لعلک باخع نفسک الایکونوا مومنین ۲۶/۳

یا اپنی جان کو اس غم میں ہلاک کر دو گے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت امت کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک فرد کی اپنے مالک حقیقی کے آستانہ پر جھکائے، اور کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا ہے:

لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم

سرخ اونٹوں سے بھی کہیں بہتر ہے کہ ایک آدمی تمہارے ذریعے سے ہدایت پا جائے

واقعات سے مرعوب نہ رہئے

مبلغ بھی ایک دردمند اور آشفتہ سر مفکر اور معالج کی طرح مریض کا نفسیاتی تجزیہ کرتا ہے، حکیم یا ڈاکٹر کا مقصد مریض کو رفع مرض کا یقین دلا کر صحت یاب کرنا ہوتا چاہیے عقیدہ تو بعد کی بات ہے پہلے صاف کہی جائے اور شربت کی تردید بھی ہو لیکن دوائی مناسب خوراک سے زیادہ یا کم مقدار میں، زیادہ دنوں یا کم دن کھلائی جائے تو یا تو زہر کا کام انجام ہو جائے گا یا پھر بیماری سے زیادہ مریض کا کام تمام ہو جائے گا، چونکہ بیعت واقعات سے مرعوب ہو کر، وہ خوبی کے ساتھ سامنے آتی ہے اس لئے دو ایک واقعات سنئے۔

چند واقعات

دیکھئے اللہ کے بندے جن کے دلوں میں عشق الٰہی کی آگ لگی تھی، وہ بھی حکمت سے علاج کام کرتے رہے ہیں، شیخ جمال الدین ایران میں جا رہے تھے، تاتاریوں نے مسلمانوں کو تاراج کیا تھا، اتفاق سے اسی زمانہ تاتاری شہزادہ تغلق تیمور بیمار پڑ گیا تھا اور یہ تاتاری شہزادہ چنگیز خاں کا پوتا تھا جو ان پر حکومت کر رہی تھی، شہزادہ کی بیماری میں جب شیخ جمال الدین اتفاقاً داخل ہوئے گئے اور پہرہ داروں کو پکڑ کر لے گئے، شہزادہ نے ایک مسلمان فقیر صورت دیکھ کر دوا بھی دی، علاج بھی کیا، شیخ کی اس وقت بڑی خاطر کی، دیکھتے تھے، بدشگونی ہو، اور غصہ سے پوچھا تھا میرا علاج ہے یا تم شہزادہ سے جدا ہونے سے بات کی تھی، شیخ جمال الدین نے شدید خطرہ

میں نہ سب دیا انھوں نے دیا اس کا فیصلہ کرنے کا یہ موقعہ نہیں بتجربہ دونوں کا پھر اس کا کون سا ساتھی ہوگا؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ جو ساتھی ہوگا اگر میں کا بات کرے یہ ہے ہے ملک وصدور شریف کی تحقیر ہوگی اور پرقوت ہوگا میں آپ کے ہے ہے بہتر ہوں یا صورت یا کیونکہ یہ کہتی ہے بہتر درجہ قسمت ہوگا میں جو ہے ہے شہزادے کے یہ ایک چوٹ لگی شہزادہ نے کہا ہے ہم نے مذکورہ شرط تحت تحقیق ہوا ہوں تو اس وقت مجھ سے آکر ملنا شیخ جمال الدین کا شہزادہ کی عہدی دل کے مانند میں دیا ہے کہ کہ کے وقت آگیا آپ نے پہلے ہوا کہ میں دیا ہے خصوصت ہوں ہوگا میرے ذمہ تھا وہ اس سے شیخ نے پورا کر دیا تمام ہوا۔

شیخ جمال الدین کی وفات کے بعد جب وہ عہدی تان پڑی ہوئی تو پھر شیخ نے فرمہ اپنے اللہ پر گوں وصیت پورا کرنے کی حاضر ہوئے شہزادی محل کے دروازہ پر سپہ بلوا نے لوگا اور دروازہ سے بھایا آپ نے ایک درخت کے نیچے محل بچھایا اور ہی اصباح ا دی پس سے بادشاہ کی آنکھ کھل تی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ کوئی مسکین صورت آدمی ہے ہر بیٹھا ہے اس نے ان سیر آوا لگائی ہے اس سے بادشاہ کی نیند میں خلل پڑا بادشاہ نے غصہ ہوکر اس کو گرفتار کرکے لانے کا حکم صادر کیا، چوبدار کو پکڑ کر سپہ بادشاہ کے پاس لائے، بادشاہ نے پوچھے پر انھوں نے اپنے اللہ کا سلام پہنچا کر کہا کہ میں شہزادہ ہوں اور میں کل کا خاندان ہوں یہ وہ اس سوال کا جواب مل گیا جو آپ نے کیا تھا اور شکار کا واقعہ جو ان عہدی سے وہ نہیں شیخ نے قطعہ یاد دیا بادشاہ کے کان پر بے دور چڑ کانگا اور اپنے سامنے بٹھا کر اقرار لکھ دیا ہے سلطنت کو بدلی یا اس سے یہ قصہ ہو دیئے جواب دیا کہ میں تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا ہوں مگر میں نے کل کو پوشیدہ رکھا تھا اس طرح ہوا کہ یہ خاندانی تاجداری ہیں تمام کل کاروں جو میں حیثیت حقہ میں سلام ہوئی اس طرح یک ہوا ہے ان تاجدار سلطنت اس حوالہ کیسے چھپے کہ ساری تاجداری دو مسلمان رکھی۔

یہ بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ مولانا یحییٰ علی صاحب جو حضرت مولانا ولایت علی صاحب تھے تیموری سے ہجرت پر تھے اور ان کو بدین سرحدی بدایوں کے کلام میں (جنھوں نے حضرت سید صاحب کے بعد ہیں کا سرداری رکھا تھا) ۱۸۲۷ء میں چھاؤنی کی

[illegible] ۱۹۲۱ء [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منارہ کس صرح منارۂ نور بنایا جا سکتا ہے؟

[illegible]

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

دین کا اصل موضوع اور رضائے الٰہی کی قیمت

[illegible] آپ [illegible] دین [illegible] اور [illegible] کا اصل موضوع [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اور

آخرت کی عظمت و وسعت

معلوم ہو جائے کہ ہم یہ عیش کر رہے ہیں اس لطف میں ہیں وہ ہمیں جیسے ہیں ہوا نے ہر صد کریں اور کوئی اللہ کا بندہ بتاتا کہ میرا اللہ یا کہ سکتا ہے مجھ سے کیا چھین سکتے ہے میری جنت میرے سینے کے اندر ہے میں کہہ سکوں تو ست میں یہ محسوس تو ست "جنتی فی صدری" میری جنت میرے سینہ کے اندر ہے متوسط درجے کے مسلمانوں کو بھی اس درجہ کی میں راحت اور مسرت اور سکون حاصل ہو سکتا ہے کہ جس کی غیر مسلم جو ہیں ہے نا تصور نہیں کر سکتے مگر شرط یہ ہے کہ اس دین کو قبول کریں اور وہ دین محض قومیت کا نہ ہو جغرافیہ کی حد میں نہ مالک کے کا دین نہ ہو، مفاد سے حاصل کرنے کا دین نہ ہو کہ مسلمان کے گھر میں اس کی وجہ سے شادی ہو جاتی ہے رشتہ ہو جاتا ہے اور عید بقر عید میں ملنے کا موقع آتا ہے اور شادی بارات میں چلے جاتے ہیں، بلائے جاتے ہیں یہ دین اس کا نہ ہو اس دین سے راحت نہیں حاصل ہوگی اس دین سے کوئی سکون نہیں ہوگا اس دین سے کسی بستی میں رحمت و برکت نازل نہیں ہوگی اور آفتیں دور نہیں ہوں گی دین جو محض عادہ اللہ کے لئے ہو بلکہ بندگی کا دین ہو شریعت میں جو حکم ہو اس کو مانے ایسی بستیوں کا بھی حال یہ ہوتا جو اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔

ولو ان اهل القرى امنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركت من السماء والارض

(المائدہ ۹۷)

اگر بستیوں والے کچھ ہم سے ڈرتے اور ہمارا پاس کرتے اور ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس دنیا میں بھی یہ ہیں کا جو مقام ہے جو مرتبہ ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں جو اس کی عزت ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ آخرت ہو اور آخرت میں یہ سب کچھ ملے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت کی زندگی بنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کی اس کی خوبیوں کی یہاں مانگ نہیں آپ ایک سیارہ دیکھتے ہیں، جو سب سے چھوٹا سیارہ ہے، دوسرے سیاروں کو آپ دیکھیں ان کے رقبہ کو آپ معلوم کریں ان کے فاصلے معلوم کریں اور ان کی تعداد معلوم کریں تو معلوم ہوگا یہ زمین کا کرہ ہے اس نظام شمسی میں یہ زمین حقیر ترین چیز ہے اس پر ہم اور آپ پلتے رہتے ہیں معلوم نہیں یہ کیا کچھ کر رہے ہیں، جو اللہ

حوالے سے کائنات کی وسعتوں سے کہ جس کا پہلوئی تصور ہی نہیں کر سکتے فی یوم کم و بیش مقدارہ خمسین الف سنہ تو وہ صدیوں کی یہ حسب وہاں جاتی ہے تو آپ کے حساب سے پچاس ہزار برس اور کہتے ہیں کہ یہ سورج مر جائے گا۔ اس کی عمر میں جو دوسرے ستارے ہیں وہ اس طرح کے حسابات دیتے ہیں۔

قرآن میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ

ولو ان اھل القری امنو واتقو لفتحنا علیھم برکٰت من السمآء والارض (الاعراف ۹۶)

اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہو جاتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات کے دروازے کھول دیتے۔

دین پر عمل کرنے کی برکتوں کو دیکھنے کے لئے دنیا سفر کرے گی

خدا کی قسم اگر مسلمان کسی بستی میں صدق کے ساتھ سچائی سے اور دیانتداری کے ساتھ شریعت پر عمل کریں تو اس کا ایک نمونہ یہی اللہ تعالیٰ دکھا دے۔ آپس میں محبت ہو اخوت ہو، ایثار ہو، ہمدردی ہو، ایسی سوسائٹی کی بنیاد ہو جس کے ساتھ ہمارا کام کریں، ہر کام اتنا پیارا ہو کہ ہر چیز میں برکت ہو، کہ لوگ باہر سے آ آ کر جیسے یہ سورج میں لوگ جاتے ہیں صحت افزا مقامات پر جاتے ہیں اسی طرح یہ دیکھنے کے لئے کہ لوگ یہ جن کا قیصر کر دیا گیر ہے جن کے دل اور دماغ کا قیصر کر دیا گیا ہے۔ جن کی سکیم کیسے کتنی ہے۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ کس پر صدا کا ہمدرد ہے۔ دل ہوا ہے اگلی دولت بگلی دولت بگلی اسائل بگلی نہ قیمت اور اولاد سائل پیدا کرنے کے لئے میں نے اپنی بستیوں میں اور جن سے بڑی قیمت اور یہ ہے کہ ایک درخت کے بیٹے کہو آپ چھ کھنے رہتے ہیں۔ ہم اس کی مائیں لے لیں۔ کہ ہم یہاں سے جائیں تو ہمیں اقدار عالیہ عطا کرے۔

دین پر نقص عمل اور شریعت کے حصے کرنے

مگر یہ کہیں سے فرض کر لیا جائے کہ مسلمانوں نے اس شریعت کی قدر نہیں کی بلکہ کے رسول کی کوئی اس نعمت کی قدر نہیں کی اس لئے ہم نے چھ چیزیں اس کی بھی چار

...ت ...دیے کے ساتھ ...تعالیٰ کا معاہدہ

...

...

...

مطلب یہ ہیں عقیدہ اور عبادت کا حال یہ ہے کہ

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات
جو تجھ پہ گزرتی ہے کسی کا تو گلا
جھگڑے آگ پر سیر کھڑے تو گلا
کوا ہیں میں ہے رشتہ تو کافر
مگر مسلماں پہ کشادہ میں ہیں
پرستش کریں شوق سے کس کی چاہیں

وظیفے جتنے چاہو پڑھو (لیکن اگر کہیں کوئی ان میں شرک ہے، بدعت ہے یا خلاف شریعت ہے تو آپ کو اس سے مطلب نہیں، یہ شریعت پر چلانا ہے، اس کا اہتمام ہے؟ میں تو یہ دیوبندیوں نے کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے کتاب تمہارا کام نہیں چلے گا، جب تک کہ تم پوری کتاب پر نہ چلو، حدود و فرائض میں دیکھئے فرمایا کہ نہیں تمہیں ساری کتاب پر عمل کرنا ہے، تمہیں پورے دین پر چلانا ہے، جب پورا کام بنے گا تو میں یہ کہہ سکوں کہ میں کی قدر تو آگے کی آخرت میں اس فوج کو میں نہیں کر سکتا، دنیا میں بھی اس کا مزہ دیکھئے۔

ہم نے اپنی زندگی سے لوگوں کو اسلام سے روکا

آج ہم مسلمانوں کی زندگی اگر اسلامی ہوتی تو یہ ملک اسلام سے اتنا دور ہوتا، یہ اسلام سے اتنا متنفر ہوتا، یہ گرے پڑے لوگ کہتے ہیں کہ تمہاری ہی زندگی مسلمانوں کی نہیں، تمہارے گھر ہوتا ہے تو یہ قوالیاں ہیں، جو مقدمہ بازیاں ہیں، دوان سے دیوانی میں، ہر بھتی نا بھی کرتے ہیں، ہر جیتے عقل سے صاف کام کرتے ہیں، دوستی کرتے ہیں، معاملات میں بے کار ہیں، دوستی ہیں، کم جینے والے ہیں، سے پڑھے ہیں، دوستی ہیں، تو یہ شش و پنج کہ اسلام کی طرف آجائے ہوں، جہاں ہیں کوئی ہیں ایک سوسائٹی بن جاتی تھی، مثلاً ہیں بن رہی تھی، وہاں دیکھ لیجئے اسلام کس طرح پھیلتا تھا، وہ جیشیا میں یا ہند، یہ جو آپ نے ہیں کہ انسان آخرت میں ہیں، یہ صورت جا بیٹھ تھی، یہ جو ہند، بورے

[illegible]

احکام شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجوہات

[illegible]

عقائد و اعمال کی تاثیر اور معاصی سے نقصانات

[illegible]

بھٹکل، ہونور، گاؤں، اور علاقہ کے اہل علم حضرت علیم الفضل الحاج حسن صاحب (۱) کے یہاں ہوا، آپ بڑے حاذق طبیب تھے، حکیم حاجی قدرت اللہ صاحب بھی بیان کرتے تھے، علاج کے مورخ طبیب رہے ہیں، کہتے تھے کہ وہ بھی یہ کہتے تھے، سینکڑوں برس سے یہ بتایا جاتا ہے، کہ گل بنفشہ کی یہ تاثیر ہے، اور اس گاؤں، شاب اور کھنسی کی یہ اور قبض کی یہ، اور فلاں کی یہ، اور آج تک سینکڑوں برس سے یہی آرہی ہے، یہی چلی آرہی ہے، کہاں کہاں لکھا؟ کب لکھا؟ یہ حضرت مسیح علیہ السلام سے بھی پہلے کا زمانہ ہے، یونان کے عروج کا زمانہ، حضرت مسیح کو دو ہزار برس کے قریب ہو گئے، تو حضرت عیسیٰ سے کئی معدود سنین کتنے سو برس پہلے یونان کا عروج ہوا ہے، اس وقت ان لوگوں نے یہ خاصیتیں اور ریاضت کی تھیں، دواؤں کی، ہمارے یہاں طب یونانی چلی آرہی ہے، بعد میں عربوں نے اس میں "اضافہ" کیا، مگر اس کی اصل جو ہے، وہ یونانی ہے، تو یونان کے حکماء جو تھیں وہ آج تک چلا آرہا ہے، اور اللہ کے رسول تو نہیں، اور ابھی جن کو زمانہ بھی اتنا نہیں گذرا، اور اس میں ہم کو شک ہو، یہ کیسا ایمان ہے؟ کہاں تک ایمان ہے؟ کہ گل بنفشہ کے اثر پر تو یقین ہے، یہاں ہے، اور اللہ کے رسول کا کہنا کہ "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" جو ہے "کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبان الی الرحمن" یہ زبان پر ہلکا، میزان میں بھاری، اور اللہ کو بہت محبوب ہیں، پڑھ "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" اس پر یہیں اعتبار نہیں، ترکیب کرنے سے یہ برکت ہوتی ہے، اس پر عقیدہ نہیں، گناہ ہے، یہ حالت ہے، بعض گناہ ایسے ہیں، جن سے دل میں پیدا ہوتی ہیں، بعض گناہ ایسے ہیں، جس میں رزق میں برکت اٹھ جاتی ہے، بعض گناہ ایسے ہیں، جن سے موتیں جلد ہونے لگتی ہیں، زندگیاں کم ہوتی ہیں، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ "مالا بد للمسترشد" اس میں لکھتے ہیں، کہ کون اعمال پر کیا کیا اثرات شریعت کی طرف سے بتائے گئے ہیں، کہ اس کی یہ کوشش، اس کی یہ خوبی، آج علماء میں ہم دیکھتے ہیں، اس پر کتنا ایمان ہے، جس وقت میں پڑھتے ہیں، جس وقت میں کہتے ہیں، جتنے وقت کے لئے شریعت پر عمل ہو، عمل میں ہو، کہیں خدا کی نظر آ گئی، اس کے خلاف۔

(۱) [illegible] مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم (النساء ۵)

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہو جانے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے، اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستہ پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے، اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے۔

جو اس کے خلاف کرے گا وہ دیکھے گا، چاہے سر ہلا ہو جائے، اور ہاتھ ٹوٹ جائے، مگر اس کے اور ساری دنیا کے سامنے ناک رگڑے، جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ عزت ملے گی، نہ راحت ملے گی، نہ سکون، مسلمان کیلئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے شریعت کا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین حق اور دعوت اسلام
ایک فلک بوس اور سدا بہار درخت

حضرت مولانا [illegible] کی یہ تحریر [illegible] ماہنامہ [illegible] کے شمارہ [illegible] میں شائع ہوئی تھی
اب اس تحریر کو [illegible] کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔"

اس آیت میں مکان رتبہ بھی آ گیا اور زمانی رتبہ بھی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ اور اس کا مرتبہ بھی آ گیا اور اس سے نکلے قرون اور قرن بعد قرن تک اسلام کی دعوت پہنچ گئی ہے اس کا ذکر بھی آ گیا۔

آپ ایک درخت کی حقیقت پر غور کیجئے (کشجرۃ طیبۃ) پہلی شرط تو یہ ہے کہ وہ اچھا درخت ہو "شجرۃ طیبۃ" اور یہ اصل کے لحاظ شرط ہے کامیابی کے لئے کتنی ہی بڑی ذہانت اور کتنے ہی بلند مقاصد، کتنے ہی وسیع وسائل، کتنی ہی بڑی ہمت کتنی ہی اچھی علمی و صنعتی ترقیاں سب ساتھ ہوں تو اصل کے لحاظ سے یہاں معتبر نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ مقصد صحیح ہو، دافع اور محرک صحیح ہو اور دعوت بذات خود صحیح ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ" (کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے؟)

پہلی شرط تو یہ ہے کہ کلمہ طیبہ ہو، صرف کلمہ ہونا کافی نہیں۔ دنیا میں ایک بہت بڑی غلطی یہ ہوتی رہی ہے اور ہوتی ہے کہ تاریخ بتاتی ہے، شاعری کی تاریخ بتاتی ہے، ذہانت، حکمت کی تاریخ بتاتی ہے، یونان کے فلسفہ، منطق کی تاریخ بتاتی ہے کہ لوگوں نے کلمہ کو کافی سمجھ لیا کلمہ ہونا چاہئے اور اس کے اندر انسان کی دعوت جھلکنی چاہئے۔ اس کے اندر مضمون آفرینی ہونی چاہئے، انسان کے مطالعہ کی گہرائی ہونی چاہئے، ظہور بیان کی طاقت ہونی چاہئے، دنیا میں زیادہ تر اسی پر زور دیا گیا ہے۔ آپ ساری دنیا کے ادبیات کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ ان سب میں "کلمہ" پر زور ہے "کلمہ طیبہ" پر زور نہیں۔

پہلی شرط تو یہ ہے کہ وہ کلمہ طیبہ ہو، اس کا مقصد صحیح ہو، بات تو کہی جائے تو صرف اتنا کافی نہیں کہ وہ فصیح و بلیغ ہے، بعض لوگوں نے اس کو کافی سمجھا ہے، اگر آپ یونان، ایتھنز کی تاریخ پڑھیں اور وہاں کی تاریخ پڑھیں تو بہت جگہ ایسا ہوا ہے کہ بہت سے لوگوں نے کلمہ کو کافی سمجھا ہے کہ بات اچھی طرح (Tactfully) کہی جاری ہے، لیکن وہ تو ہو بجائے خود صحیح ہے، اس کا رشتہ صحیح ہے، وہ خالق کائنات سے انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے عطا کی گئی ہے وہ صحف سابقہ سے لی گئی ہے، وہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے ماخوذ ہے یا صرف اس میں انسان

حق ۔

... ...

... ایک مثال میں ... ...

ہیں، جانور ان کو چر دیتے ہیں، درخت ان کا لگانے والا کبھی ان کو کاٹ دیتا ہے، خود اس میں یہ دیکھا کہ اس کی مکانی قوت یہ ہے کہ وہ زمین سے اٹھتا ہے اور آسمان تک جاتا ہے یہ تو اس کی مکانی وسعت ہے اور زمانی وسعت یہ ہے کہ "تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا" وہ اپنے پھل ہر زمانے میں اللہ کے حکم سے دیتا ہے۔

اب آپ دیکھئے یہ پودا ہے، جب اس کی حکومت ہندوستان کے برصغیر پر تھی تو کوئی تصور نہیں کر سکتا تھا کہ خاص اس کے دارالحکومت لندن میں اور اس کے قرب و جوار میں اسلامی مطالعہ کے مراکز قائم ہوں گے، اسلام کی دعوت وہاں پہنچ جائے، ایک وقت تو ایسا آیا تھا کہ ہندوستان میں عیسائیت کے سفیر (پادری) سیدان میں آ گئے تھے، اور انہوں نے حکومت کو بھی یہ یقین دلا دیا تھا کہ یسوع مسیح نے ہم کو یہ حکم دیا ہے، اور ہمیں ان کے مذہب کی تبلیغ کرنی چاہئے، مسلمانوں کے (خاکم بدہن) بھٹہ کا بڑے پیمانے پر خطرہ پیدا ہو گیا تھا، اس کی بناء پر مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے "اظہار الحق" جیسی معرکۃ الآراء کتاب لکھی اور آگرہ میں پادری فنڈر سے ان کا مناظرہ ہوا، جس میں اس کی شکست فاش ہوئی، مولانا سید محمد علی مونگیری نے اس خطرہ سے ندوۃ العلماء کی تحریک چلائی، مجھے معلوم ہے کہ اس کے پس منظر میں عیسائی مبلغین کی سرگرمیوں اور ان کے نتائج کا خطرہ کام کر رہا تھا، انہوں نے ایسے علماء مبلغین کا تیار کرنا ضروری سمجھا جو دوسرے مذاہب کا مطالعہ کر سکیں، وہ کسی مغربی زبان (بالخصوص انگریزی سے) بھی واقف ہوں اور جغرافیہ اور تاریخ سے بھی آشنا ہوں، اور اس نئی نسل کو اس کی مانوس زبان میں خطاب کر سکیں اور مسائل حاضرہ میں مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔

"تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا" ہر زمانہ میں وہ پھل دے گا اللہ کے حکم سے۔

آج آپ اپنی آنکھوں سے اس آیت کا صدق دیکھ رہے ہیں کہ وہ شجر طیبہ جو آخری رسول نے لگایا تھا اور جس کی جڑ زمین میں تھی، کہاں تھی؟ جزیرۃ العرب میں تھی، جو سیاسی حیثیت سے، فکری حیثیت سے، علمی حیثیت سے، اور مالی حیثیت سے، ہر حیثیت سے دنیا کا پسماندہ ترین علاقہ تھا، اور ساری دنیا سے کٹا ہوا تھا "اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء" اس کی شاخیں کہاں تک گئیں؟ اس کی شاخیں آسمان تک گئیں، آپ دیکھیں کہ اس کی اشاعت و فتوحات کے نتیجہ میں کتنی سلطنتیں پیدا ہوئیں، اس کے نتیجہ میں کتنی روشن گاہیں، کتنی جامعات و جامعات وجود میں آئیں، کتنے

[illegible] ربط [illegible] کتنے کمل [illegible] ہے [illegible] پہ
[illegible] تیار [illegible] ایک [illegible] بھی [illegible] اس [illegible] چاہیں [illegible]
[illegible] کی [illegible] عربیہ [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس وقت کسی طویل تقریر کی ضرورت نہیں۔ اہل علم کا مجمع ہے، اہل ذوق کا مجمع ہے، اہل محبت کا مجمع ہے۔ میں صرف کروں گا کہ لغت کے بارے میں چند باتیں عرض کر دوں۔

لغت کی واقفیت کی ضرورت سے کہ لغات سے واقفیت ہو۔ اور بیان کی صحت کے لئے زبان کی بڑی اہمیت ہے، اور آپ حضرات نے بہت صحیح قدم اٹھایا ہے۔ میں اس کی داد دیتا ہوں اور آپ کی تحسین کرتا ہوں کہ آپ نے بجائے انگریزی زبان میں اسلام کو پیش کرنے کا نظام بنانے کے اس کے لئے آپ لوگوں کو تیار کر رہے ہیں تو یہ تو مثل مشہور ہے، بات کی صورت ہے اور صورت سے بات کی ضرورت ہے۔ اچھی سے اچھی زبان میں حکومت ہی ہے [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] کہ زبان کی اولی اہمیت کیا ہے؟ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے بڑھ کر یا شیخ عبدالقادر جیلانی سے بڑھ کر کون ہوگا؟ ان کے تو ملفوظات محفوظ ہیں، ان کو دیکھئے اور میں یہ عرض کروں گا کہ بزرگوں نے سوا عظ زیادہ قابل اعتماد ہیں، اس لئے کہ بزرگوں نے تمام کمالات کو جوں کا توں نقل کیا ہے، بادشاہوں کے فرامین یا ان کا کلام اتنا محفوظ نہیں ہے، اس کو لوگ بدل دیتے ہیں، لکھتے ہیں، بزرگوں کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو لوگ غیر متحمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ دل میں برکت سمجھتے ہیں، یہ بات تاریخی اور ادبی لحاظ سے بھی ایک واقعہ ہے کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں، پورے وثوق کے ساتھ کہ یہ الفاظ ہیں مآثر آپ ان کے سوانح کے مجموعہ کو دیکھیں تو آپ کو حیرت ہوگی، بعض مرتبہ معلوم ہوتا ہے کہ بادل گرج رہا ہے اور بجلیاں کوند رہی ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ اب بجلی گری، اب بجلی گری۔

تو ایک تو چیز ہے علم و معرفت، دوسری چیز ہے زبان کی تاثیر اور قوت اور تیسری چیز ہے اخلاص و درد مندی، یعنی خود دل پر چوٹ ہو اور جو چیز نکلے صرف قلم سے نہ نکلے بلکہ قلب سے نکلے تب اس کا اثر ہوگا، "ہم نے ان" حاضر رہو" کا خیال رکھا تو مغربی ممالک میں اور اس سے بدلے ہوئے زمانہ میں اور مختلف زبانوں کے بولنے والوں میں تحریری تقریری طور پر دین صحیح کی دعوت نفوذ و اثر انداز ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس سے بہتر سے بہتر نتائج عطا فرمائے گا، اس میں ہمارے لئے بہت بڑی بشارت اور فال نیک ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لنوسع اکلھم من ارجلھم" ورنہ آج یہ کہتا ہے کہ زمانہ گذر گیا، اب یہ بیسویں صدی ہے، دنیا نے کتنی ترقی کر لی ہے، سائنس، ٹیکنالوجی نے ترقی کہاں سے کہاں پہنچی، دین و فکر کا معیار بدل گیا ہے، سب وہ زمانہ نہیں رہا، اب اس وقت اسلام کی دعوت کوئی اثر نہیں کرتی تو قرآن نے "لنوسع اکلھم" کہہ کر تسلی دی ہے اور تقویت کا سامان کیا ہے کہ کسی زمانہ کے کسی جگہ کے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہمارے اسلام کی دعوت دینے کا طریقہ "لنوسع اکلھم" کہہ کر زمانہ نے تجدید کو ختم کر دیا۔

لیکن یہ سب اللہ کے ارادہ و قدرت سے ہوگا اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داری پر اپنی زبان کی صلاحیت پر اعتماد نہ رہے بلکہ یہ بھی سمجھو کہ اللہ ہی کچھ کرا سکتا ہے تو ہمارے اس سے اندر دعوت کا پورا داعیہ آ گیا ہے۔

میں اس تعلق کی بات نہیں کہوں گا، میں واقعات کا قائل نہیں، یہ بھی صحیح ہے اللہ

داعیانِ اسلام کی حکمت و بصیرت

ہم نے گذشتہ صفحات میں جہاں تین اولوالعزم انبیاء کرام کے طریقہ دعوت کے سوتے پیش کیے تھے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام) وہاں ان کے اوصاف بھی نقل کیے تھے، جو اس کے اور ان کی امت دعوت اور امت اجابت کے درمیان (۱) ہوئے۔ وہاں ہم نے لکھا تھا کہ ہر نبی کا کچھ نہ کچھ مقام متعین ہوتا ہے، جس کو نبوت ورسالت کے لئے چنیں منتخب کیا جاتا ہے اور جس قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا ہے۔ یہ بات صرف انہی تین رسولوں کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ ہر رسول اور نبی کے ساتھ یہ بات ہوئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہم عصر ایک عبد صالح تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کچھ ایسی باتیں حکمت کے لئے کھول دیا تھا، اس کی قوت تحویلی رسم و عادت بشری کی ادائیگی سے قاصر تھی۔ وہ ایک بچے کو قتل کر دیتا ہے، یا کشتی کو توڑ دیتا ہے اس طرح اس کے ساتھ رہنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا، پہلے سے ایک انتظام کے تحت اس نے اپنی باتوں کو مرتب کر لیا تھا، جس میں فکر کے ساتھ بھیجنے کی کوئی عنصر نہیں تھا، اس نے "نئی ہدیہ" اور "فضول" قول نہیں کی۔ جس پر وہ شرمندہ ہوتا یا معذرت کی ضرورت محسوس کرتا، یا اپنی بات واپس لینے پر مجبور ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جس کو دعوت جیسے مقدس فریضہ کے لئے چنتا ہے اس کے اندر یہ صلاحیت بھر دیتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس طریق کی خدمت انجام دینے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اپنی طرف سے تمام جہت جس کا مقصود ہوتا ہے وہ اس طرح کی تائید ربانی سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

ہم نے اس سے پہلے کے صفحات میں سید الانبیاء خاتم النبیین محمد ﷺ کی دعوت کے دو نمونے پیش کئے تھے، جہاں تک یہ بات ہے کہ وحی ربانی کے تعلق سے وہاں یہ بحث نہیں اور ربانی اخلاقی اور تہذیبی ہدایت کا ایک مجموعہ ہے جس کا اطلاق بشکل سے اس کرہ ارض کے ہر حصہ میں بھی ہوتا ہے، اس کی تعلیمات میں ہم ایک دوسرے موضوع کی طرف آتے ہیں جو ان سب سے زیادہ

(۱) واضح رہے کہ ان صفحات میں کچھ عبارت [illegible] ہے۔ [illegible] ہے اور [illegible] ہے اس لئے [illegible] ہے۔ [illegible]

وہ نازک اور خوف و ہراس کا عالم جس نے اس گفتگو کی تقریب پیدا کی

کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب گئے پھر سلسلہ لگ گیا یہاں تک کہ تراسی (۸۳) مرد ہو گئے۔

جب قریش نے دیکھا کہ یہ لوگ امن کی جگہ پہنچ گئے اور حبشہ کا بادشاہ محفوظ ہو گیا تو اس نے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو بھیجا (یہ حبشہ بھیجا اور ان کے ساتھ بہت سی مکہ مکرمہ کی مصنوعات شاہ نجاشی والی حبشہ کے لئے روانہ کیں۔ یہ دونوں نجاشی کے پاس پہنچے، وہ دربار کے بڑے بڑے مشیروں کو تحفے دے کر پہلے سے ملا چکے تھے۔ بادشاہ کے دربار میں پیش کر دیے۔

"بادشاہ عالی جاہ کے ملک میں ہمارے چند بے عقل چھوکرے آ کر بس گئے ہیں، جو اپنے مذہب کو بھی چھوڑ چکے ہیں اور آپ کے مذہب میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں، وہ ایک ایسے نئے قسم کے مذہب کی پیروی کر رہے ہیں، جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ ہم کو آپ کی خدمت میں ان کے سرپرستوں (باپ، چچا) خاندانی بزرگوں اور قبیلے کے سرداروں نے بھیجا ہے کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے ساتھ واپس کر دیں، وہ لوگ ان کی حقیقت سے زیادہ واقف ہیں اور ان کی رائے ان کے بارے میں ہر طرح سے معتبر ہے۔"

دربار کے بڑے مشیروں نے ایک زبان ہو کر کہا: "بادشاہ معظم یہ لوگ بے مطالبہ میں حق بجانب ہیں، ان جوانوں کا ان لوگوں کے سپرد کر دیا جانا ہی مناسب ہے۔"

مسلمان پناہ گزینوں کا پر فریب اور نفرت انگیز تعارف

ان الفاظ پر غور کیجئے جن کے ساتھ یہ لوگ مسلمانوں کا تعارف کرا رہے تھے، وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے، یہ کتنا متوحش و منفر بنا کے تعارف تھا اور کس قدر جلالی کے ساتھ خاص سیاسی انداز میں یہ بات کہی گئی تھی۔ ان دونوں (قریش کے نمائندوں) نے ان غریب الوطن مسلمانوں پر بھرپور وار کیا تھا، جو عام حالات میں خاص دے والا تھا۔

پہلے تو انہوں نے ان مسلمان مہاجروں کی حیثیت و ہجرت کو ایک عقیدہ میں بگاڑا، پھر ان کی ایسی تصویر پیش کی جو اور بھی تحقیر و استہزا کا باعث ہو۔ کہنے لگے "بادشاہ معظم کے ملک میں چند بے عقل چھوکرے آ بسے ہیں، نجاشی و دربار حبش اس لفظ کا خاص

(۱) یہ وہ حدیث ہے جس کے بارے میں

جگہ بنا لیں گے وہاں حملہ ہو جائے گا اور حبشہ کے اندر جب یہ لوگ داخل ہو جائیں گے تو پھر ان کا کام تمام ہو جائے گا۔ اس پروپیگنڈے میں جو بھی بڑا اور مسلمانوں کا دشمن تھا اس نے حصہ لیا۔ یہ صورت حال پیدا ہو گئی کہ شاہ حبشہ پر کفار مکہ کا اثر اتنا زیادہ ہو جائے جہاں تک کہ وہ مسلمانوں کو ان کے حوالے کر دے۔ اس کے بھی خلاف کرنا تھا جس سے اس عیسائی بادشاہ کا احساس تحفظ مجروح ہو جو ملک کا حکمران ہونے کے ساتھ اپنے مذہب کا محافظ اور پیروکار بھی تھا اگر کوئی بات ایسی زبان سے نکل گئی تو وہ اپنے مذہب پر حملہ سمجھے گا اور اس کی عیسائیت کی رگ حمیت بھڑک اٹھے گی اور اس کے اندر اپنے مذہب کے دفاع کا جذبہ ابھر آئے گا۔

اس کے ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کی ترجمانی کرنے والا اس علمی قسم کی بات منطق و فلسفہ کی زبان میں نہ کرے۔ کیونکہ عیسائیت کے بڑے بڑے عالم وہاں موجود تھے، جو اپنے سے زیادہ کسی کو دینی علوم میں قابل نہیں سمجھتے تھے، علوم عالیہ میں کسی کو دلیل پر ابھی اہمیت دینے کے لئے تیار نہ تھے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا حکیمانہ طرز

حضرت جعفر نے اس جال اور مخمصہ سے کس طرح اپنے آپ کو اور مسلمانوں کو نکالا جسے قریش کے نمائندوں نے بچھایا تھا؟ اور وہ کون سا طرز تکلم تھا جو انہوں نے اس موقع پر اختیار کیا؟

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر کی تقریر پڑھنے والے کو پہلی نظر میں معلوم ہوگا کہ یہ ایک سادہ سی تقریر تھی جو انہوں نے مجبوری کے عالم میں البدیہہ کر دی، اور اس سے زیادہ ایک ایسے عرب سے توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی جو ترقی یافتہ متمدن دنیا سے دور بیابان اور جنگل سے بے خبر اور علم و ثقافت سے نابلد تھا۔

لیکن ایسا نہیں ہے، حضرت جعفر کی تقریر حکمت و موقع شناسی اور سلامت عقل و فہم کا نمونہ تھی۔ ٹھیک وقت پر اور صحیح و مناسب موقع پر اللہ نے ان سے بات سلجھائی، ان کی تقریر سے ان کی ذہنی مہارت و بلاغت سے زیادہ ان کی ذہنی توانائی اور عقلی پختگی کا پتہ چلتا ہے اور وہ

عقیدوں کی آزمائش اور حاضر جوابی

ایک ذہنی و دعوتی معرکہ میں فتح و نصرت

محمد اویس ندیم

اس ملک کی قسمت سلام سے وابستہ ہے!

[illegible] ۱۹۸۲ء [illegible]
[illegible] پیر [illegible]

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله و صحابه وسلم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذلك يبين الله لكم آياته لعلكم تهتدون

[illegible] (اے مسلمانو) اپنی [illegible] اور [illegible] کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم [illegible] کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں [illegible] بچا لیا اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں تمہارے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

میرے [illegible] بھائیو اور بہنو! [illegible] ہے کہ ہمارے ایک [illegible] مسلمان بھائیوں میں [illegible] ہیں جو [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] میں [illegible] ہوئے [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان

اب جماعت مخلص کو اپنے مسلمانوں کا اپنے محمد [illegible] اس وقت جمعہ میں آپ سے ملیں گے ہوں، جمعہ کی اس مبارک ساعت میں تھی بلکہ تمام مسلمان مسجدوں میں اپنے مالک کے سامنے سر جھکانے کے لئے اور جمعہ کی مبارکباد آپس میں دینے کے لئے جمع ہوں گے

لیکن ہم تو اور ہے کوئی ہیں کہ اس سے ہونا چاہئے کہ [illegible] ولایت حقہ فرمانی سے نکل غریب ہونا اللہ اور اس کے رسول پر صحیح طور پر ایمان اور توحید کی جانب کا عیب ہونا یہ ایمان سب سے بڑی نعمت ہے جملہ اقلیم کی سلطنت کفر شہادت پر قربان کر دینے کے قابل ہے ایمان کی قیمت ہے کہ اگر ساری دنیا کی سلطنت ایک طرف رکھی جائے اور مسلمان سے کہا جائے کہ یہ سلطنت تم کو مل سکتی ہے لیکن ایمان سے محروم ہونا پڑے گا تو اس کی چیخ نکل جائے، وہ ایک لمحہ بے ہوش ہو جائے کہ مجھ سے کیا گناہ ہوا تھا کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ تم کو سلطنت دی جائے گی ایمان لیا جائے گا۔

ایک زمانہ میں ترکی میں قانون بن گیا تھا کہ ترکی زبان میں اذان دی جائے عربی میں اذان نہ دی جائے، ترک ترک ترک کرتے تھے کہ ہم عربی میں اذان سننے سے محروم ہیں، تو اس نے بتایا کہ جب پہلی مرتبہ عربی میں اذان ہوئی اور اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ کی آواز ان کے کان میں پڑی تو ترک دیوانے ہو گئے اور خوشی سے ناچنے لگے، لوگ کہتے تھے کہ ہمارا ایمان ہے اس خوشی میں ڈوب گئے کہ اللہ نے ہمیں دوبارہ نعمت عطا فرما دی ہے پہلے ہی کلمہ کی برکت سے یہ الفاظ ہمیں کی زبان میں سننے کا موقع دیا۔ میں نے قسطنطنیہ میں حاجی عثمان میر بحار پڑھی جو اس کی سب سے بڑی مسجد ہے اور دوسری مسجدوں میں بھی حاضر ہوا کرتی۔ میں نے دیکھا کہ فرض نماز کے بعد یہ الفاظ جو ترکوں کی زبان سے نکلے وہ "علی نعمۃ الاسلام الحمد للہ" سے یعنی اسلام کی نعمت پر شکر کا شکر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ بھی یہ کہیں ہمارا ان کو صحیح نہیں قرار دیتا ہے جس طرح بھی ہو جو ہیں اللہ تعالیٰ سے محبت اور کلمات عبادت میں آتے ہیں لیکن ان کی یہ ادا مجھے پسند آئی کہ ان کو اس بات کا احساس ہے کہ اللہ نے ان کو اسلام کی شکل میں سب سے بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی جب اس نے تم میں نبی پیدا کیے اور تم کو بادشاہ بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہیں دیا

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی جب اس نے تم کو فرعون کے لوگوں سے بچایا جو تم کو بری طرح عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی

اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ دیا پھر ہم نے تم کو بچا لیا اور فرعون کے لوگوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا

اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم ظالم تھے

پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو

اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والی چیز عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے پس اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو اور اپنے آپ کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم اللہ کو کھلم کھلا نہ دیکھ لیں پھر تم کو بجلی نے جکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے

پھر ہم نے تم کو تمہاری موت کے بعد زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو

اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے

اور جب ہم نے کہا اس بستی میں داخل ہو پھر اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ بے روک ٹوک اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور ہم نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے

پھر ظالموں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی بدل دیا پس ہم نے ظالموں پر ان کی نافرمانی کے سبب آسمان سے عذاب نازل کیا

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا اپنا عصا پتھر پر مارو پس اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا کھاؤ اور پیو اللہ کا دیا ہوا رزق اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ایک ہی کھانے پر صبر نہیں کر سکتے پس اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز نکالے موسیٰ نے کہا کیا تم ادنیٰ چیز کو بہتر چیز کے بدلے مانگتے ہو اچھا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم مانگتے ہو اور ان پر ذلت اور محتاجی ڈالی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوئے یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابی جو بھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اٹھایا پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے اور یاد رکھو جو اس میں ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو

پھر اس کے بعد تم پھر گئے پس اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے

اور تم نے ان لوگوں کو جانا جو تم میں سے ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے بڑھ گئے تھے پس ہم نے ان سے کہا بندر بن جاؤ دھتکارے ہوئے

پس ہم نے اس کو عبرت بنایا ان کے لیے جو اس کے سامنے تھے اور جو اس کے پیچھے آنے والے تھے اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو انہوں نے کہا کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو موسیٰ نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں

انہوں نے کہا ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ کیسی ہو موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے وہ گائے نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا درمیانی عمر کی ہو پس کرو جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے

انہوں نے کہا ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمیں بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے وہ گائے زرد رنگ کی ہو گہرا زرد رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرنے والا

انہوں نے کہا ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ کیسی ہو ہمیں گائے کے بارے میں شبہ ہو گیا ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور راہ پا لیں گے

موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے وہ گائے ایسی ہو جو محنت کرنے والی نہ ہو نہ زمین جوتتی ہو نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو تندرست ہو اس میں کوئی داغ نہ ہو

انہوں نے کہا اب تم نے ٹھیک بات بتائی پھر انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ ایسا کرنے والے نہ تھے

اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر اس کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا اس چیز کو جو تم چھپاتے تھے

پس ہم نے کہا اس کو مارو اس گائے کے ٹکڑے سے اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے پس وہ پتھروں کی طرح ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بے شک پتھروں میں سے کچھ ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور بے شک کچھ ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں پس پانی نکلتا ہے اور بے شک کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

کیا تم امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مانیں گے جبکہ ان میں سے ایک گروہ سنتا تھا اللہ کا کلام پھر اسے سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر بدل دیتا تھا

اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعہ تمہارے رب کے سامنے تم پر حجت قائم کریں کیا تم سمجھتے نہیں

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے مگر جھوٹی آرزوؤں کو اور وہ صرف گمان رکھتے ہیں

پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ تھوڑی قیمت حاصل کریں پس ہلاکت ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے کی وجہ سے اور ہلاکت ہے ان کے لیے ان کی کمائی کی وجہ سے

اور وہ کہتے ہیں ہمیں آگ نہیں چھوئے گی مگر گنتی کے چند دن کہہ دو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لیا ہے پس اللہ اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے

ہاں جو برائی کمائے اور اس کی خطائیں اس کو گھیر لیں تو وہ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو پھر تھوڑے سے لوگوں کے سوا تم سب پھر گئے اور تم منہ موڑنے والے ہو

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم آپس میں خون نہ بہانا اور نہ اپنے لوگوں کو اپنے شہروں سے نکالنا پھر تم نے اقرار کیا اور تم گواہی دیتے ہو

پھر تم وہی ہو کہ اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں سے کچھ لوگوں کو ان کے شہروں سے نکالتے ہو ان کے خلاف گناہ اور زیادتی کے ساتھ مدد کرتے ہو اور اگر وہ قیدی بن کر تمہارے پاس آئیں تو ان کا فدیہ دیتے ہو حالانکہ ان کا نکالنا ہی تم پر حرام تھا کیا تم کتاب کے کچھ حصہ پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصہ کا انکار کرتے ہو پس تم میں سے جو ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن وہ سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید لی پس ان کا عذاب نہ ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی تائید کی کیا جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لایا جو تمہارے نفس کو پسند نہیں تھی تم نے تکبر کیا پس کچھ کو تم نے جھٹلایا اور کچھ کو قتل کرتے رہے

اور انہوں نے کہا ہمارے دل غلاف میں ہیں بلکہ اللہ نے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے لعنت کی ہے پس بہت کم ایمان لاتے ہیں

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آئی جو اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کافروں پر فتح مانگتے تھے پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جس کو وہ پہچان گئے تو اس کا انکار کر بیٹھے پس اللہ کی لعنت ہو انکار کرنے والوں پر

بہت برا ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کا انکار کریں اس ضد سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے وحی نازل کرتا ہے پس وہ غضب پر غضب کے مستحق ہوئے اور کافروں کے لیے رسوا کن عذاب ہے

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم تو اسی پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتری ہے اور اس کے سوا کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور اس کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے کہہ دو پھر تم پہلے اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے اگر تم ایمان والے تھے

اور بے شک موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لایا پھر تم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم ظالم تھے

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اٹھایا پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے اور سنو انہوں نے کہا ہم نے سنا اور نافرمانی کی اور ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت رچا دی گئی تھی کہہ دو برا ہے وہ جس کا تمہارا ایمان تمہیں حکم دیتا ہے اگر تم ایمان والے ہو

کہہ دو اگر آخرت کا گھر اللہ کے نزدیک دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر خاص تمہارے لیے ہے تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو

اور وہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے ان کے ہاتھوں نے جو آگے بھیجا ہے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے

اور تم ان کو سب لوگوں سے بڑھ کر زندگی کا حریص پاؤ گے اور مشرکوں سے بھی بڑھ کر ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار برس کی عمر ملے اور وہ اس کو عذاب سے دور نہیں کر سکتی کہ اسے لمبی عمر ملے اور اللہ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے

کہہ دو جو جبریل کا دشمن ہو تو اس نے تو اللہ کے حکم سے اس کو تمہارے دل پر اتارا ہے جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہے

جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے

اور بے شک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاری ہیں اور ان کا انکار نافرمان لوگ ہی کرتے ہیں

کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا ان میں سے ایک گروہ نے اسے توڑ دیا بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آیا جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں

اور انہوں نے اس کی پیروی کی جو شیاطین سلیمان کی بادشاہت پر پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا لیکن شیاطین نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر اترا تھا وہ کسی کو نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو آزمائش کے لیے ہیں پس تم کفر نہ کرو پھر وہ ان سے سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈالیں اور وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو اس سے نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور وہ سیکھتے تھے جو ان کو نقصان دے اور کچھ فائدہ نہ دے اور بے شک وہ جانتے تھے کہ جو اس کو خریدے گا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور بے شک برا ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا کاش وہ جانتے

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے ہاں سے بدلہ بہتر ہوتا کاش وہ جانتے

اے ایمان والو راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو اور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے

کافر اہل کتاب اور مشرک نہیں چاہتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی اترے اور اللہ اپنی رحمت کے لیے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے

ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے

کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی ہے نہ مددگار

کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسے سوال کرو جیسے پہلے موسیٰ سے سوال کیے گئے تھے اور جو ایمان کو کفر سے بدلے وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا

اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ چاہتے ہیں کہ کاش تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے پس معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اللہ کے ہاں پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے

اور انہوں نے کہا کہ جنت میں کوئی نہیں جائے گا مگر یہودی یا نصاریٰ یہ ان کی جھوٹی آرزوئیں ہیں کہہ دو اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو

ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کچھ بنیاد پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی کچھ بنیاد پر نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح کی بات ان لوگوں نے کہی جو علم نہیں رکھتے تھے پس اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کرنے سے روکے اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے ان لوگوں کو حق نہیں کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے

اور مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے پس تم جس طرف رخ کرو وہیں اللہ کا چہرہ ہے بے شک اللہ وسعت والا جاننے والا ہے

اور انہوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنایا ہے وہ پاک ہے بلکہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اسی کی ہے سب اس کے فرمانبردار ہیں

وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جب وہ کسی کام کا حکم دیتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے

اور جو نہیں جانتے انہوں نے کہا کہ اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی اسی طرح کی بات ان سے پہلے لوگوں نے کہی تھی ان کے دل ایک جیسے ہیں ہم نے یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں

بے شک ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بھیجا اور تم سے دوزخ والوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا

اور یہودی اور نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو کہہ دو اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور اگر تم نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی بعد اس کے کہ تمہارے پاس علم آ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں تمہارا نہ کوئی حمایتی ہے نہ مددگار

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے وہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتے ہیں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں

اے یعقوب کی اولاد میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور بے شک میں نے تم کو سارے جہان پر فضیلت دی

اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی کے کام نہ آئے گا اور نہ کسی سے سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کسی سے بدلہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا پھر اس نے ان کو پورا کر دیا اللہ نے کہا میں تجھ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی اللہ نے کہا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا

اور جب ہم نے گھر کو لوگوں کے لیے ثواب کی جگہ اور امن کی جگہ بنایا اور حکم دیا کہ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو

اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا اور اس کے رہنے والوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائیں پھلوں سے روزی دے اللہ نے کہا اور جو کافر ہوا میں اس کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا پھر اس کو عذاب دوزخ کی طرف کھینچوں گا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے

اور جب ابراہیم اور اسماعیل گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے دعا کرتے ہوئے اے ہمارے رب ہم سے قبول کر بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے

اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنی فرمانبردار بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریقے بتا اور ہماری توبہ قبول کر بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

اے ہمارے رب ان میں ایک رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے

اور ابراہیم کے دین سے کون منہ موڑے گا مگر جس نے اپنے آپ کو بیوقوف بنایا اور بے شک ہم نے اس کو دنیا میں چن لیا اور بے شک وہ آخرت میں نیکوں میں سے ہوگا

جب اس کے رب نے اس سے کہا فرمانبردار ہو جا اس نے کہا میں سارے جہان کے رب کا فرمانبردار ہو گیا

اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی اے میرے بیٹو اللہ نے تمہارے لیے یہ دین چن لیا ہے پس تم مسلمان ہی مرنا

کیا تم موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا ہم آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے ہم اسی کے فرمانبردار ہیں

یہ ایک امت تھی جو گزر گئی ان کے لیے وہ ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے وہ ہے جو تم نے کمایا اور تم سے ان کے کاموں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا

اور انہوں نے کہا یہودی یا نصاریٰ ہو جاؤ تو ہدایت پاؤ گے کہہ دو بلکہ ابراہیم کا دین جو ہر طرف سے ہٹ کر اللہ کا ہو گیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا

کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اترا اور جو ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو سب نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں

پھر اگر وہ ایمان لائے جیسا تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ موڑا تو وہ ضد میں ہیں پس اللہ تمہاری طرف سے ان کے لیے کافی ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

ہم نے اللہ کا رنگ اختیار کیا اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں

کہو کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا رب ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں اور ہم اسی کے لیے خالص ہیں

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور اولاد یعقوب یہودی یا نصاریٰ تھے کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی گواہی کو چھپائے جو اس کے پاس ہے اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

یہ ایک امت تھی جو گزر گئی ان کے لیے وہ ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے وہ ہے جو تم نے کمایا اور تم سے ان کے کاموں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا

بیوقوف لوگ کہیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہہ دو مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ چلاتا ہے

اور اسی طرح ہم نے تم کو بیچ کی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تم تھے اسی لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ بات بھاری تھی مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ نے ہدایت دی اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان رحم والا ہے

ہم تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف پھرنا دیکھ رہے ہیں پس ہم تم کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو تم پسند کرتے ہو پس اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو اور تم جہاں کہیں ہو اپنے منہ اسی طرف پھیرو اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

اور اگر تم اہل کتاب کے پاس ہر نشانی لے آؤ تو بھی وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہو اور نہ وہ ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں اور اگر تم نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی بعد اس کے کہ تمہارے پاس علم آ چکا ہے تو بے شک تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے

حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو

اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے پس تم نیکیوں میں سبقت کرو جہاں کہیں تم ہو گے اللہ تم سب کو جمع کر لائے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اور تم جہاں سے نکلو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیرو اور بے شک یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

اور تم جہاں سے نکلو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیرو اور تم جہاں کہیں ہو اپنے منہ اسی طرف پھیرو تاکہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے مگر ان میں سے جو ظالم ہیں پس ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کر دوں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ

جیسا کہ ہم نے تم میں تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تم کو وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے

اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مال اور جان اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو

جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے عنایتیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو حج یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے اور جو اپنی خوشی سے نیکی کرے تو اللہ قدر دان ہے جاننے والا ہے

بے شک جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ ہم نے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کر دیا ہے ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں

مگر جو توبہ کریں اور اصلاح کر لیں اور بیان کریں تو میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی پر مرے ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان رحم والا ہے

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں اور کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدہ کی چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہیں اور پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا پابند ہے عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں

اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اللہ سے محبت کرنے کی طرح ان سے محبت کرتے ہیں اور ایمان والے اللہ سے بہت محبت کرتے ہیں اور کاش ظالم جب عذاب دیکھیں گے تو جان لیں گے کہ ساری طاقت اللہ ہی کی ہے اور بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے

جب پیشوا اپنے پیروؤں سے بیزار ہو جائیں گے جو عذاب وہ دیکھیں گے اور ان کے سب رشتے ٹوٹ جائیں گے

اور پیروؤں نے کہا کاش ہمیں ایک بار پھر جانا ہوتا تو ہم بھی ان سے بیزار ہو جاتے جیسے وہ ہم سے بیزار ہو گئے اسی طرح اللہ ان کے اعمال ان کو حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ آگ سے نکلنے والے نہیں

اے لوگو کھاؤ زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی کا حکم دیت

آنے والی چیز کے سمجھنے سے محروم ہیں جس اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور آپ کو اسلام کی دعوت عطا فرمائی، اس اسلام کے مقابلہ میں کسی متوازی (Parallel) پر کسی فلسفہ، کسی تحریک، قومیت کسی نعرہ، کسی عصبیت کی دعوت کا "نہیں پڑنا چاہئے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے "ثلاث من جمعهن فقد استكمل الايمان" تین باتیں ہیں، جو کسی شخص نے ان کو جمع کر لیا تو ان کا ایمان مکمل ہو گیا "ان يكون الله ورسوله احب اليه مما سواهما" ایک یہ کہ اللہ اور رسول ﷺ اس کے نزدیک ماسوا اللہ سے اور ماسوا رسول اللہ سے زیادہ محبوب ہوں۔ اللہ و رسول کے علاوہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب سے زیادہ اللہ و رسول محبوب ہوں اور ایک یہ کہ "ان يكره ان يعود الى الكفر كما يكره ان يلقى في النار" اس خیال سے کہ وہ کفر کی طرف واپس ہو سکتا ہے اس کو ایسی تکلیف محسوس ہو، ایسی وحشت محسوس ہو جیسے کسی کو آگ میں پھینک دیئے جانے سے محسوس ہوتی ہے، بالکل طبعی و جسمانی (Physical) طریقہ پر وہ گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے کہ وہ کوئی کفر کا کام کر رہا ہے، اسلام کو نقصان پہنچانے والا کوئی کام کر رہا ہے، وہ کسی سازش کا شکار ہو گیا ہے، وہ اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف کسی اور بھٹکے سے کے نیچے جا رہا ہے تو اس کی چیخ نکل جائے۔ سارے گھر سے لوگ جمع ہو جائیں اور کہیں خیریت ہے؟ آپ نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا؟ تو وہ کہے گا کہ ڈراؤنا خواب، ڈرانا خواب، کوئی چیز ہے؟ میں نے ایسا برا خواب دیکھا کہ اللہ پھر کبھی نہ دکھائے۔ میں نے دیکھا کہ میرے گھر میں کفر کی پرچھائیاں آ رہی ہیں، کفر کا سایہ آ رہا ہے، ایسا چیز ہے، جو ابراہیم اسلام کی دشمن ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ام كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ماتعبدون من بعدي قالوا نعبد الهك واله ابائك ابراهيم واسماعيل واسحق الها واحدا ونحن له مسلمون

بھلا جس وقت یعقوب علیہ السلام پر موت کے فرشتے نازل ہوئے تھے تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے، ہم اسی کے حکم بردار ہیں۔

کیا تم اس وقت موجود تھے جب سیدنا یعقوب علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کا آخر وقت آیا جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو ان کے سب بیٹے جمع ہو گئے ان سے بیٹے بچے تو سے سوتا ماننا اس بڑی عمر تھی ان کا لنبہ بڑا تھا بہت بڑا پریوار تھا سب جمع ہو گیا تو انہوں نے کیا کہا؟ سنو، یہ نہیں کہا کہ بیٹو! میں نے تنی دولت جمع کی ہے، اتنی دولت زمین میں گاڑی ہے فلاں جگہ سے نکال لینا، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میرا فلاں فلاں پر قرض ہے اس سے وصول کر لینا انہوں نے وہ نہیں کہا جو سب سے نچلی اور ملکی بات ہوتی ہے کہ بیٹو مل جل کر رہنا، اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہنا، اور کر دو یہ کہہ دیتے تو کوئی بات نہیں تھی، لیکن انہوں نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا کہ میرے بیٹو! میرے جگر کے ٹکڑو! تم مجھے یہ بتاؤ کہ "ما تعبدون من بعدی" میری آنکھ بند ہونے کے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ میری پیٹھ پیچھے تمہیں لگے گی، جب تک کہ مجھے یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟

انہوں نے کہا کہ ابا جان! ابا جان! ابا جان یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے، یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے، ہماری رگوں میں ابراہیم و اسماعیل و اسحاق، یعقوب کا خون ہے، آپ نے ہمیں شرک سے نفرت دلائی کفر سے نفرت دلائی، ہم مر جانا گوارہ کریں گے، لیکن کفر و شرک میں مبتلا ہونا پسند نہیں کریں گے، آپ اطمینان سے رہیے جائیے "نعبد الٰهک و الٰه آبائک" ہم آپ کے معبود کی پرستش کریں گے، آپ کے بزرگوں، آپ کے پرکھوں، آپ کے باپ، چچا دادا کے معبود (اللہ) کی ہم پرستش کریں گے۔ "الٰهک و الٰه ابائک ابراهیم و اسماعیل و اسحٰق الٰها واحدا و نحن له مسلمون" ہم سب اس کے فرماں بردار ہیں، تب ان کو اطمینان ہوا۔

یہی ہر مسلمان کی شان ہونی چاہیئے اپنے متعلق بھی ہمیشہ یہ سمجھے کہ ایمان کی خیر منانا ہے، اپنے لئے دعا کرتا رہے کہ ہمارا خاتمہ سلامت رہے، ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو اور اپنی اولاد کے متعلق بھی اطمینان حاصل کرے کہ یہ ہماری زندگی میں بھی اور ہمارے بعد بھی اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کے آستانہ پر سر نہیں جھکائے گی۔ یہ اطمینان گاڑی سب سے زیادہ ضروری ہے گاڑی کی کوئی بھی چیز ہو لیکن ہاتھیوں کے ساتھ کھلواڑ کرنے کی چیزوں سے تو بہت بھی ضروری ہے "قل یکم بقطاعوت و یومن باللہ" اللہ تعالیٰ اس کو مضبوط پکڑنے کے جو سر ہے

قبول [illegible] اسلامی معاشرہ کو [illegible] ہوئے [illegible] اسلام میں آنے [illegible] اسلام میں [illegible] ہیں [illegible] اسلام [illegible] اسلام [illegible] "انی [illegible] اسلمت لرب العالمین" [illegible] اسلام سے کہا گیا [illegible] اسلمت لرب العالمین [illegible] اپنے [illegible] پر [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] "ولو ان اھل القری [illegible] برکت من السماء والارض" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کی کتاب [illegible] ہم ان پر [illegible] اور [illegible] کھول دیتے [illegible] دیتے [illegible] اللہ کی نعمت کا شکر [illegible] ان کی نعمتوں کی [illegible] ان کی [illegible] ہے [illegible] ان [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود" یا تم [illegible] اللہ کی [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سراج الرحمن اعظمی

ترتیب خلافت میں حضرت حسنینؓ کے مثالی اقدام

یہ مقالہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء بروز بدھ ۱۰ بجے دن ڈاکٹر ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اسلامک اسٹڈیز کے سمینار میں پڑھا گیا۔

الحمد لله رب العالمين و صلاة والسلام على رسوله الا مين محمد وآله وصحبه اجمعين، ومن تبعهم باحسان وبعدا بعد تهم الى يوم الدين اما بعد أعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ "آفتاب اپنے مستقر کی طرف (اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے طلوع اور غروب کی جو جگہ متعین کی ہے) بے تکان برابر بڑھتا اور اس کی طرف چلتا رہتا ہے، اور یہ اس مالک کا مقدر کیا ہوا اور بنایا ہوا نظام ہے جو حساب اور اس کا قانون ہے، جو "العزیز" بھی ہے، "العلیم" بھی، غالب بھی ہے، اور علم والا بھی، انتظام بنانے والا اور حساب مقرر کرنے والا بھی، اگر کوئی صرف غالب ہو تو ضروری نہیں کہ اس کا نظام و حساب حکمت پر مبنی ہو، وہ محض اپنی قوت سے کام لیتا ہے، کیوں اس کی سمجھ کار، ان اور کار فرمائی ضروری نہیں کہ حکمت پر مبنی ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکم دینے والا علیم ہو، لیکن غالب نہ ہو تو اس کا کام پورا ہونا مشکل ہے۔

حضرات آپ کو تعجب ہو رہا ہوگا کہ آج کے اس جلسے سے جس کا تعلق محاسبہ عام اور سدباب اسلام کے فضائل و مناقب سے ہے اس آیت مبارکہ کا کیا تعلق ہے، جس میں نظام شمس کا ذکر کیا گیا ہے کہ آفتاب اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ایک خاص جگہ سے چلتا ہے اور ایک خاص جگہ پہنچتا ہے اور وہ اپنی برابر اللہ کی قدرت اور اس کے حکم کے مطابق طے کرتا ہے؟

میں یہ عرض کروں گا کہ اس آیت کی روشنی اور سمجھائی میں جس میں نظام شمسی کا ذکر ہے،

[illegible]

یکمان کی قدر

[illegible]

کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں ایک نئی خلافت کی بنیاد رکھی اور اس دوستی کا بھی نہ تقاضا کیا کہ پہلے مشورہ کرنا چاہیے پھر بیعت ہو تو ہونا چاہیے کہ دوسری بیعت ہو اور اس کی بنیاد اولی کا تقاضا ہے اور ہونا چاہیے تھا۔ اس بیعت کے مقابلہ میں اتنا بڑا مجمع کسی سے بڑھ نہیں سکتا۔ اس سے بڑھ کر کوئی کس دل سے بڑھ کر ہو اور وہ اس سے ایک لمحہ کی خلافت کا حق بھی نہ رکھتے اور نہ ہو

نیابت رسول اللہ ﷺ!

رسول صلعم جب کی ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر ان سب کا مقام ہے لیکن ایک شخص ہیں جن کی نیابت کا انتظار ہے وہ ہیں کہ نبی ﷺ وہ جانشین ہیں اس امت کے جن کی بیعت پر امت کی روحانی کامیابی سب لئے ہوا جو کوئی بھی اپنی جگہ پر لیکن ان سے مقابلہ میں وہ درجہ نہیں رکھتا وہ اپنے گھر والوں اور اپنی بہو بیٹیوں کی عزت دے گا کے مقابلہ میں بھی اس دین کے ایک ایک نقطہ کے بارے میں زیادہ کمزور زیادہ ذہانت اور ذکی الرائی ہو اس واقع ہوا ہو ہمارے نائب دین کی تاریخ بتاتی ہے کہ سب سے زیادہ پہلے اس حق سے تحریف کا شکار ہوئے اور انہوں نے بہت سی ایسی شکل بدل دی اور ایک دوسرے راستہ پر چلا گئے۔ اس لئے نائب تو اپنے رتبہ کے لحاظ سے بعد کی ہوں اور وہ سلام ہوں ان پر لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا جانشین جو خلیفہ واقعی اور وفادار رہا ہو جانشین نہیں ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کس درجہ کے انسان تھے؟ ان کی صفات ان کی سیرت اصحاب کی کتابوں میں پڑھئے۔ کچھ کہنے کے قابل تھے حضور ﷺ نے ان سے وہ کہا فرمایا ان کو کس درجہ کی اہمیت حاصل ہے اس پر امت کو اتفاق ہے۔ یہ سب حدیث اور سیرت کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کی سب سے بڑی اور اہم خدمت جس کی پہلے مرحلہ میں سب سے بڑھ کر ضرورت تھی وہ ان کی دین کے بارے میں خدمت بھی ہوئی تھی یہ کہ ارتداد کی اس نے ایک ایک نقطہ کی حفاظت کی جو رسول ﷺ کی تھیں جانچ پڑتال کر کے ہر ہر نقطہ کی۔

اس کے ساتھ وہ تعلق تھا وہ ان کی جگہ پر ان کی روح کی تڑپ ان کی دعاؤں اور خلق خدا پر ان کی شفقت اور ان کا عدل و تقوی ان کا کردار و اخلاق و صفات و خصوصیات ہیں جو اپنی جگہ پر بڑی اہمیت رکھتی ہیں لیکن حفاظت دین اور اس کے بارہ میں شدید حیرت ہے ان کا وصف خاص اور ان کی سیرت کا نقطۂ عروج جس نے

عیسائیت کی اصلیت و حقیقت

عیسائیت کا پیغام ۔ کے مصنف صدق ۔ سے ۔ ۔ ۔

[illegible]

[illegible] "ملک تعبیر العزیز العلیم" [illegible]

[illegible] "ملک تعبیر العزیز العلیم" کا مظہر ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دین ایمان کو جسم و جان پر ترجیح دینا ایمانی تقاضا ہے

[illegible] سے موجودہ حالات میں اسلامی تہذیب [illegible] تعلیم و تربیت [illegible] اقتضادات و تخصصات کے لئے جو خطوط پیش ہو گئے ہیں اور سیکولر اور شرکانہ نظام تعلیم نے مسلمانوں کے دین ایمان اور تہذیب کے لئے جو مسائل و مشکلات کھڑی کر دی ہیں ان کے دفاع کے لئے تیاری اور بیداری و ہوشیاری کی جیسی ضرورت اس وقت ہے ایسی شاید کبھی نہ تھی۔

دین ایمان کے لئے اس سیکولر اور مشرکانہ یلغار کے جواب و دفاع کے سلسلے میں ہم محترم گرامی مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی برکاتہ اللہ کی یہ فکر انگیز ایمان افروز اور ولولہ پر تقریر (جو آپ نے دینی تعلیمی کونسل کے جلاس عام منعقدہ 26 فروری 1983ء بمقام فیروز آباد کانپور میں فرمائی) شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حضرات، ابھی رات ہوئی ہے اور میں خود اس حال میں ہوں کہ میری چاہا کہ میں رہا پر جلسہ کو ختم کر دوں لیکن مجھے ان لوگوں سے شرم آئی جو اس وقت تک بیٹھے ہیں اور میں نے اس کے صبر کا زیادہ امتحان لینا مناسب نہیں سمجھا اس لئے کہ اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے اور جو بات توجہ اور شوق کی حالت میں کہی جاتی ہے وہ شوق کے ساتھ سنی جاتی ہے۔ اور اس کا اثر بھی ہوتا ہے تو میں کوئی بھی تقریر نہیں کرتا میں عادۃً آپ تقریریں سنتے رہتے ہیں۔ کتنی آپ نے سنی ہیں کہ آپ نے کوئی تقریر نہیں سنی تقریر یا ایک [illegible] مستقل [illegible] جو صاحب بھی تشریف لائے انہوں نے اچھی اچھی تقریر کی [illegible] اس کے اب میرے [illegible] کام یہ تھا کہ یا تو [illegible] اضافے کے قصدی کام اس سے پہلے ہو گیا [illegible]

ایک غلط فہمی کا ازالہ

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ

ہیں لے کر اتنے بڑے صدمے برداشت کر لیتا ہے اور وہ سب صدمے فرد اپنے آپ پر وارد کر لیتا ہے تو ڈاکٹر اپنے کو دماغی شفاخانے میں داخل کرنے کی بجائے خود اپنے کو ہلاک کر لیتا ہے۔ یہ آیت ہمارے سامنے آئی تو اس نے ہمارے اوپر بڑا اثر کیا تھا ایک دم سے ہم چپ ہو گئے اور سب قریب ہو گئے اور طے ہوا کہ اسلام کی خدمت کیسے کرنی ہے کاروبار سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے بلکہ اسلام کی خدمت کے مقابلے میں اپنے کاروبار کو چھوڑ دینا چاہیے اور اپنے ساتھیوں کا زیادہ تر فائدہ اس سے اسلام کے لئے نکالنے پر لگے ہوئے ہیں کہ اپنے پر لگے ہوئے ہیں۔ تو یہ خودکشی ہے۔

اسلام میں انفرادی و اجتماعی دونوں خودکشی حرام ہیں

اور آپ کو معلوم ہے کہ اپنی خودکشی بھی اسلام میں حرام ہے۔ یہ مسئلہ سب جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مرنا چاہے خواہ وہ کتنا ہی بیمار ہو اور مرنا اس کو قتل ہی تکلیف برداشت کر رہا ہو اور تکلیف ہو رہی ہو تب اسلام میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے اور کوئی اس کی اجازت نہیں دے سکتا کسی فرد کی خودکشی کو خواہ وہ بہت ہی بیمار کی حالت میں بھی ہو۔ تب بھی اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ تو یہ قوم اور ایک جماعت کی خودکشی کو کیسے جائز قرار دے سکتے ہیں اور پھر اس مادے کو جس سے اسلام کی جان اور زندگی کا مسئلہ وابستہ ہے جو آخری امت اور آخری مادے سے اور ساری انسانیت کے لئے جو امید ہے اور آخر وہ بچی تو ہر عالم ڈوب جائے گا اور وہ بچی تو پھر یہ عالم گرداب بلا کو تو چیر جائے گا اور آخر وہ ہے جو قیامت تک اللہ تعالیٰ اسی طریقے سے انسانیت کی گاڑی چلاتا رہے گا یعنی اگر اس امت کا ایک فرد بھی اس امت سے کٹ گیا میں کسی ذاتی برخود اپنی زندگی ختم کر دی تو یہ اجتماعی خودکشی ہے قومی خودکشی نہیں بلکہ انسانیت کی خودکشی ہے۔ پورے عالم کی خودکشی ہے پوری انسانی خودکشی ہے

ہندوستانی مسلمانوں کی غیرت کا امتحان

تو میرے دوستو اور بھائیو! آپ نے تقریریں اور بحثیں سنیں آپ نظر سے گذرے ہوں گے کالم شائع ہوئے ہیں کیا یہ کوئی غیرت کا مسئلہ نہیں تو ہمارے لئے کوئی بھی اس سے بڑھ کر مسئلہ نہیں ہو سکتا کہ ایک پوری کی پوری امت جس کا ہندوستان میں تیسرا درجہ

دینی مفاد کی ترجیح کا رجحان خطرناک ہے

آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو دیکھتے ہیں تو اس پر دینی اعتبار سے غور کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کو اختیار کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ طریقہ بظاہر بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں بہت سے ایسے مواقع ہاتھ سے نکل جاتے ہیں جن کو اختیار کرنا دین کے لحاظ سے بھی ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو اپنے بچہ کے لئے اسکول میں داخلہ کرانا ہے۔ اب اگر وہ اس کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ میں بھیجتا ہے تو اس کے لئے دنیا کا نظام بگڑ جاتا ہے۔ اس کو دنیا میں ترقی کے مواقع نہیں ملتے۔ اس کے برعکس اگر وہ اس کو اسکول میں بھیجتا ہے تو اس کے لئے دنیا کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ مگر اس کا بچہ دین سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی مثالیں بہت ہیں۔ ان میں ہر شخص کو اپنے حالات کے لحاظ سے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ مگر عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مسلمان دنیا کے مقابلہ میں دین کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ دنیا میں ترقی کے مواقع کو کھو دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی صحیح ہے کہ وہ دین کو بھی پوری طرح نہیں پاتے۔

غیرت ایمانی کا تقاضہ

میں نے اپنے سامنے کی یہ مثال دی ہے۔ [illegible] میں نے کہا کہ [illegible] [illegible] [illegible]

...ملی حیات کے خاتمے کا خطرناک ہے

...

صحابہ کرام کے ایمان میں کمی بیشی ایک مثال

[illegible]

ہم از سر نو ایمان کا اولین تقاضا پورا کریں

[illegible]

سنت یعقوبی اور ندوہ کے لئے کچھ ضرورت ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایمان اور اس کی قیمت

[illegible]

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل الله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده و رسوله صلى الله تعالى عليه و على اله واصحابه اجمعين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

فاستجاب لهم ربهم اني لا اضيع عمل عامل منكم من ذكر او انثى بعضكم من بعض فالذين هاجروا واخرجوا من ديارهم واوذوا في سبيلي و قتلوا و قتلوا لاكفرن عنهم سيئاتهم ولادخلنهم جنت تجري من تحتها الانهار ثوابا من عند الله والله عنده حسن الثواب

قرآن کے پروردگار نے اس کی تائید میں (صفحہ ۱۰۱) میں کسی عمل کرنے والے مرد یا عورت کا عمل ضائع نہیں کرتا کیونکہ یہ اور میرے کی خاطر جو لوگ گھر سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور قتل کئے گئے میں ان کے گناہ دور کر دوں گا اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے اور اللہ کے ہاں اچھا بدلہ ہے

دلکش ماہوس چیز اس کا مجموعہ ہے

برادران عزیز! مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں آج آپ کے سامنے پھر ایک دفعہ ان مبارک ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں جو ہر سال ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل

[illegible] اور اسلام کے [illegible] اور یہ ہوئے [illegible] ہوتے ہیں۔

بھائیو! اس کیوں دشمن ہوتا ہے اور [illegible] کیا ایک شاعر نے ہوں کہا ہے؟

[illegible]

[illegible]

وجہ یہ ہے کہ جس [illegible] ہوتا ہے [illegible] سے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں وہاں [illegible] ہوتے ہیں [illegible] پیدا ہوتی ہے [illegible] کی [illegible] ہوتا ہے [illegible] کی کلیوں میں کھیلا ہوتا ہے وہ وہاں کے [illegible] پتے کو چھیلا ہوتا ہے اور اس کو [illegible] اور پھر وہاں اس کے اوصاف [illegible] ہوتے ہیں [illegible] میں [illegible] سے [illegible] میں اسباب انس اور انس کے [illegible] بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں وہ اس لئے [illegible] مظلوم سے یہ منظور نظر [illegible] کے وہاں اس کے [illegible] موجود تھا اس نے ان کو اس عزت بخشی کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] آپ [illegible] بھائی بھی کبھی وہ بھی کہہ لیتے تھے۔

لا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ

بواد وحولی اذخر و جلیل

(کیا کوئی ایسی رات بھی [illegible] کہ میں ایک [illegible] وادی میں [illegible] سے اور [illegible] اذخر کھاس ہوگی)

ایمان کی حفاظت کیلئے ہر چیز کو قربان کرنے کی ضرورت

[illegible] ہوتا ہے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی طرف [illegible] کہیں [illegible] کو [illegible] ان [illegible] کے [illegible] نکالتے ہیں اور یہاں [illegible] ظاہر [illegible]

لیکن اس [illegible] ان [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ہوتے [illegible] کے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کے [illegible] آپ [illegible] کی [illegible] آیا کہ حضرت ابوبکر جب ہجرت کرنے لگے تو [illegible] کی [illegible]

انسانیت کی سب سے بڑی ضرورت

عقیدہ، عمل اور دعوت

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل اللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس کی ضروریات بھی پیدا کیں۔ ان ضروریات میں کچھ ضروریات ایسی ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم سے ہے۔ جیسے کھانا پینا، سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا وغیرہ۔ ان کو ہم جسمانی ضروریات کہتے ہیں۔ کچھ ضروریات ایسی ہیں جن کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ جیسے محبت، نفرت، خوشی، غم وغیرہ۔ ان کو ہم قلبی ضروریات کہتے ہیں۔ کچھ ضروریات ایسی ہیں جن کا تعلق انسان کے روح سے ہے۔ جیسے سکون، اطمینان، روحانی غذا وغیرہ۔ ان کو ہم روحانی ضروریات کہتے ہیں۔ ان تمام ضروریات میں سب سے بڑی ضرورت انسان کی روح کی ضرورت ہے۔ اگر روح کی ضرورت پوری نہ ہو تو انسان کا جسم بھی بیمار ہو جاتا ہے۔ اگر روح کی ضرورت پوری ہو تو انسان کا جسم بھی صحت مند رہتا ہے۔ روح کی ضرورت کیا ہے؟ روح کی ضرورت اللہ کی یاد ہے۔ اللہ کی عبادت ہے۔ اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ کی محبت ہے۔ اللہ کا خوف ہے۔ اللہ کی رضا ہے۔ اللہ کی جنت ہے۔ اللہ کا دیدار ہے۔ یہ سب روح کی ضرورتیں ہیں۔ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اللہ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے انسان کو اپنی یاد کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے انسان کو اپنی محبت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے انسان کو اپنی رضا کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے انسان کو اپنی جنت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے انسان کو اپنے دیدار کے لیے پیدا کیا ہے۔

زندگی کو خالق کے منشا کے مطابق گزارنا

انسان کو اس کے خالق نے جس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے اس کے مطابق زندگی گزارنا ہی اس کی اصل کامیابی ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ اپنی زندگی کو اپنی مرضی سے گزارتے ہیں وہ بظاہر کتنی ہی ترقی کر لیں، کتنی ہی دولت جمع کر لیں، کتنی ہی شہرت حاصل کر لیں، وہ اپنے اس مقصدِ حیات کو نہیں پا سکتے جس کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔

انسان کو حقیقی مسرت عطا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے اس کی بنیاد عبادت پر ہے۔ عبادت کا مطلب صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہی نہیں بلکہ ہر وہ کام ہے جو اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے۔ اس کی بہترین مثال ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی زندگی ہے۔ آپ کی ہر نماز، ہر روزہ، ہر حج اور ہر زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ آپ کی پوری زندگی اللہ کی عبادت میں گزری۔ آپ کی تجارت، آپ کی ازدواجی زندگی، آپ کا اپنے بچوں کے ساتھ سلوک، آپ کا دشمنوں کے ساتھ رویہ، آپ کا غریبوں اور یتیموں کے ساتھ برتاؤ، آپ کا جنگ اور امن میں طرزِ عمل، آپ کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعلق، آپ کا اپنے گھر والوں کے ساتھ رویہ، آپ کا اپنے مخالفوں کے ساتھ سلوک، آپ کا اپنے دوستوں کے ساتھ برتاؤ، آپ کا اپنے ماتحتوں کے ساتھ رویہ، آپ کا اپنے بڑوں کے ساتھ سلوک، آپ کا اپنے چھوٹوں کے ساتھ برتاؤ، آپ کا اپنے ہمسایوں کے ساتھ رویہ، آپ کا اپنے ملک کے ساتھ تعلق، آپ کا اپنے ملک سے باہر کے لوگوں کے ساتھ تعلق، آپ کا اپنے ملک کے اندر کے لوگوں کے ساتھ تعلق، آپ کا اپنے ملک ک

مسلمانوں سے اپیل

ہم مسلمانوں سے خاص طور پر یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس وقت کی تاریخ اور اس کے اہم اور عظیم مسائل کو سمجھیں۔ ہم نے بارہا اتفاق اور اتحاد کے ساتھ تقسیم ہند کے نقصانات بتائے ہیں۔ ہم نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ ہمارے ملک کے مسلمان اپنی تاریخ کو سمجھیں اور اس کے بعد کا راستہ تلاش کریں۔ ہم نے بارہا کہا ہے کہ ہمارے ملک کے مسلمان اپنی تاریخ کو سمجھیں اور اس کے بعد کا راستہ تلاش کریں۔ ہم نے بارہا کہا ہے کہ ہمارے ملک کے مسلمان اپنی تاریخ کو سمجھیں اور اس کے بعد کا راستہ تلاش کریں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

کا پیغام

خواتین اسلام کے نام

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعہم باحسان وبعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ومن اجمل من الصالحات ما ذکرتہ انی وھو من صحیحہ حمد صحیحہ

[illegible]

ش فقہ ت ش ہ ہ ش ۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی [illegible] ایک [illegible] ہیں
پہلی دفعہ میں شہر بغداد الاعظم [illegible] گیا [illegible] تھے [illegible]
تھی کہ [illegible] چنانچہ [illegible] [illegible]
تھے [illegible] [illegible] [illegible]

قرآنی قصوں کی اہمیت وافادیت

محمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

اس تمہید کے بعد مولانا مدظلہ نے اپنی اور تمام حاضرین کی اہمیت واضافیت اور اس کے فوائد وثمرات کو قرآنی حوالوں سے واضح فرمایا جس کی مختصر رپورٹ پیش کرتے ہوئے ہم اپنے معزز قارئین کو بتادینا ضروری سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کے جو قصے بیان کئے گئے ہیں وہ محض قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ ان قصوں میں ہمارے لئے بڑے بڑے اہم اور ضروری مسائل کا حل موجود ہے، ان قصوں میں ہمارے لئے بڑی بڑی عبرتیں اور نصیحتیں ہیں، ان قصوں میں ہمارے لئے بڑی بڑی حکمتیں ہیں، ان قصوں میں ہمارے لئے بڑی بڑی ہدایتیں ہیں، ان قصوں میں ہمارے لئے بڑی بڑی رہنمائیاں ہیں، جس طرح تمہیدی گفتگو سے اس قرآنی حقیقت کا پتہ چلایا گیا ہے کہ ان قصوں میں ہمارے لئے بڑی بڑی عبرتوں کا دخل ہے، اسی طرح ان کی اہمیت وافادیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

قصہ کہانیوں سے متعلق صدیوں سے یہ غلط فہمی ہمارے اندر پائی جاتی ہے کہ یہ محض وقت گزاری کا ذریعہ ہے، اس سے زیادہ ان قصوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے، اس غلط فہمی کی وجہ سے ہم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پیش کیا جس طلب پر اس موقع پر [illegible] جاتا تو وہ خوشی خوشی دیا جاتا لے لیتے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے معاملہ میں تحقیقات کا مطالبہ یہ فرمایا:

ماہائل النسوۃ اذی خطبن ابصبھن ان عورتوں سے پوچھیں کہ پہلے تحقیق کر لیجئے۔ ان عورتوں کے بارے میں محلوں سے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ اس لئے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے دیکھا کہ اس نوجوان نے مقابلہ میں کامیابی نہیں پائی۔ اور عورتوں میں چرچا شروع ہو گیا کہ محل سرائی بیٹھ رہا ہے تو عورتیں، ایک مضمون انسان پر تو اس نے تدبیر کی اور سب عورتوں کو بلا کر اس کے سامنے حضرت یوسف کو پیش کیا۔ ان کو دیکھتے ہی وہ ان پر ایسی فریفتہ ہو گئیں، کہ اپنی انگلیاں کاٹ لیں، ان حالات میں حضرت یوسف نے یہ ضروری سمجھا کہ اس کی تحقیق پہلے کر لی جائے یہ ہدایت الٰہی بھی تھی، اور نفسیات، خاصیت پیغمبری بھی تھی، انھوں نے کہا کہ اگر اس حالت میں شاہی دربار میں جاؤں گا تو سارے شہر میں چرچا ہو جائے گا کہ وہ مجرم تھے اور انھوں نے ڈورے ڈالے تھے، انھوں نے لالچ کی نگاہ ڈالی تھی، اور نہ معلوم کیا کرنے والے تھے کہ اس کے بعد وہ جیل چلے گئے، پھر بغیر تحقیق کے شاہی دربار چلے گئے، مگر بادشاہ کی خصوصی نظر عنایت سے کیا ہوا۔

حقیقت: منصب نبوت کے لئے جو بلندی چاہئے، جو فطرت، جو برأت اور جو پاکیزگی چاہئے پھر وہ نہ ہوتی، اگر بغیر تحقیق کے حضرت یوسف محض بادشاہ کے بلاوے پر اس کے دربار میں چلے جاتے، اس میں حکمت خداوندی کی نہیں، یہ خاص الخاص قرآن ہے کہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ **ارجع الی ربک فاسالہ مابال النسوۃ اذی قطعن ایدیھن** "پھر جب تحقیق ہوئی تو نتیجہ یہ سامنے آیا کہ **ماعلمنا علیہ من سوء** ہم نے ان کے اندر کوئی کمزوری اور کوئی خرابی نہیں پائی، جب حضرت یوسف پورے اعزاز، پوری خودداری کے ساتھ بلکہ اور حکومت اور منصب پر حکومت کیسے تھے دربار میں آئے اور اس رنگ سے یہ ساری چیزیں تورات میں موجود نہیں، اسی طرح تورات ایک اور بات نظر انداز کرتی ہے اور وہ ہے **واصطنعتک لنفسی** خود اللہ تعالیٰ نے ان حفیظ علیہم، یہ وہی کہ ملکائے جس پر حکومت کا حق ہو، جس کو ساتھ کے ساتھ براہ راست تعلق ہو، یہ کتنا بڑا فخر ہے اور کتنی بڑی ملکیت ہے۔

[illegible] حضرت یوسف نے اس کا نام [illegible]
[illegible] نے محمد طلب [illegible] لوگوں سے معاہدات کے متعلق [illegible]
[illegible] قافلہ میں [illegible] قافلہ [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کہا ہے کہ ہمارے دینی مدارس کو اپنی اور عصری تقاضوں سے پڑھنے کے لئے تحقیقی طور پر اپنا لیا جائے اس کے بعد اپنے اوپر کام کرنا ہے۔

قرآن مجید میں بھی علم الاشیاء کا ذکر ہے اور اس کا تذکرہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم الاشیاء سکھایا تھا۔ اس کا بنیادی تعلق علم سے ہے اور اس کا بنیادی تعلق اسلامی کتب خانہ میں ہے۔ ان کی تعلیم میں تحقیق تسلسل کے ساتھ ہو۔ کسی بھی انسان کے بارے میں اتنی تفصیل کے ساتھ اور اتنی احتیاط، استناد اور صداقت کے ساتھ کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جتنی کہ خاتم النبیین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھی گئی ہے۔

اطفال، بچے، بچیاں، ان کے جذبات کا معاملہ بھی ہے اور اس کو بچوں کی نفسیات اور عمر اور وقت کے مطابق ان کے خیالات اور اسلوب و انداز سے متاثر کرنے کا کام بھی کرنا ہے۔ اس میں ذرا بھی غیر ہوا کے ذرا سے چوک ہو جائے تو بڑے کمین منہ کو نکلتے ہیں۔ مصر میں حکایات الاطفال کے نام سے جو کتابیں لکھی گئیں، ان میں بالتصویر کہانیاں، کتنے طبیبوں نے متعلق لکھیں، یہ کتابیں ہاتھ لگیں، میں پڑھا جاتی تھیں، مولانا عبدالرحمٰن ندوی نے اپنے رسالہ صدق میں لکھا کہ جس طرح سے معتقد تعلیم ہوں تا سید سلیمان ندوی اس طرح سے ہمارے حکیم ڈاکٹر عبدالحی ہوں اس انداز میں حکایات الاطفال پڑھائی جاتی ہو۔ اس میں جو بچے بچیوں کی تصویریں ہوں خیر کی بات ہے اسوقت مجھے ایک دھکا سا لگا اور یہ احساس پیدا ہوا تو میں نے حکایات الاطفال کے بجائے قصص القرآن للاطفال کے نام سے ایک کتاب کا سلسلہ شروع کیا۔ جو الحمدللہ نہیں نہیں بلکہ ۱۵ جلدیں یہاں تک کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھ جاتی ہے۔ اس نے تو مجھے فکر دی بھی، تڑپ بھی اور ہمت بھی ہوئی اس کتاب کی بیسیوں تصنیفات ہیں۔ میرا بنیادی حق ہے اس طرح بچوں کے سامنے پیش کیا جائے کہ وہ اس کو نہ عجیب و غریب قصے اور دیو مالا کی چیز نہ سمجھیں بلکہ ماضی کی حقیقت سمجھیں جیسے ہم روٹی چیز ہو جیسے ہم کھانا کھاتے ہیں پانی پیتے ہیں اور سمجھتا ہے کہ پانی تو پینا ہی چاہئے یہ فطرت کے مطابق ہے، اس طرح ۱۴۰۰ سال سے جو کچھ ہوا ہے اس کو عقیدہ توحید کو سمجھ لیتا ہے اور اپنے دل میں محسوس کرتا ہے اللہ کا ہونا ضروری ہے۔ بعض لوگ ہیں جو [illegible]

دعوت دین میں حکمت و وسعت اور ہر زمان و مکان کے لئے اس کی ہم آہنگی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دیرینہ آرزو کی تکمیل:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا بڑا شکر ہے کہ آج آپ سے ایک بالواسطہ خطاب کرنے کا موقع مل رہا ہے جو میرے دل کی دیرینہ آرزو کی تکمیل ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی اس آیت کو اپنے حسب حال پاتا ہوں۔

ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا (یوسف ۱۰۰)

یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا، میرے پروردگار نے اسے سچا کر دیا۔

ہم آپ آج دعوت، تبلیغ و تبلیغ، اصول و مطلوب اور اس کے طریق کار کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ موضوع اس اعتبار سے اصل موضوع ہے کہ آج سے نو سال قبل قائم ہوا تھا۔

قرآن کریم کا اسلوب دعوت کیا ہے؟ یہ ہوں پوچھئے۔ قرآن کریم نے دعوت دین کے مبلغ کو کیا ہدایت دی ہے؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعوت دین کس طریقے پر اور کن اسلوبوں پر پیش کی؟ قرآن کریم نے تبلیغ کے لئے کیا اوصاف محمودات پسند کئے ہیں؟ یا دعوت کے متعین حدود اور طریقے مقرر ہیں جس کا ایک مبلغ پابند ہو سکے، اور جنہیں ایک طالب علم تبلیغ کی درسگاہوں میں لکھ سکے؟

یہ موضوع بہت اہم ہے قرآن کریم سے اس کا براہ راست تعلق ہے اور تبلیغ یہ

قرآن کریم کا مضمون دعوت و ہدایت ہے

اختیار کر چکے ہیں، لوگوں کے سامنے حقیقت کو واضح طور پر پیش کرنا چاہیے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ خود ہی ان خرابیوں سے مرکزی حکومت کو آگاہ کر دیں گے جو ان کے معاشرے اور ان کے تمدن کو برباد کر رہی ہیں۔

رفتہ رفتہ یہ صورت حال اس کو جنگ کی طرف لے جائے گی جو ہمیں ایک نہ ایک دن لڑنی ہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں ایک اور کام بھی کرنا ہوگا۔ ہمیں ان لوگوں کو جو ایک طویل عرصہ یہاں گزار چکے ہیں، واپس بلا لینا چاہیے۔ ان کی جگہ ہمیں نئے لوگ بھیجنے چاہئیں جو ان کی طرح ہمارے مقاصد کو سمجھ سکیں۔ ان کی جگہ ہمیں ایسے لوگ بھیجنے چاہئیں جو ان کی طرح ہمارے مقاصد کو سمجھ سکیں۔ ان کی جگہ ہمیں ایسے لوگ بھیجنے چاہئیں جو ان کی طرح ہمارے مقاصد کو سمجھ سکیں۔

ہمارے ایجنٹ ہر وقت تیار رہیں کہ کام کا وقت ہو تو کام کریں اور آرام کا وقت ہو تو آرام کریں۔ ہر وقت ہوشیار رہیں۔ ہر وقت چوکنا رہیں۔ ہر وقت تیار رہیں۔ ہر وقت تیار رہیں۔ ہر وقت تیار

آیت محکمات کا مختصر واقعی رس کی وسعت اور گہرائی

قرآن کریم کی وہ آیات جن کے معنی متعین ہیں اور جن میں کوئی اشتباہ نہیں ہے
وہ آیات محکمات کہلاتی ہیں۔ یہ آیات قرآن کریم کا اصل اور بنیادی حصہ ہیں
اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ ان آیات کے معنی سمجھنے میں
کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ ان آیات کے علاوہ قرآن کریم کا ایک حصہ
ایسا ہے جس کو آیات متشابہات کہا جاتا ہے۔ ان آیات کے معنی سمجھنے میں
بڑے بڑے علماء کو اختلاف ہوا ہے۔ ان آیات کے بارے میں ارشاد ہے

هو الذي انزل عليك الكتاب منه آيات محكمات هن ام الكتاب واخر متشابهات
فاما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله ○

یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی
اس کتاب میں کچھ آیات محکمات ہیں جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں
اور کچھ آیات متشابہات ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے
وہ فتنہ کی تلاش اور اس کی تاویل کی خاطر متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حکومت کا ایک ہم عنصر، واقعات اور مثالیں

[illegible]

ایک مومن کی دعوت کا تم سے جواب نہ بن پڑے تھا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کے دو نمونے

محمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

[illegible] آج ہماری مجلس [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت ہو۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کے دو نمونے [illegible] ہم ان دونوں
نمونوں کو سامنے رکھیں اور ان کا ہی دو نمونے تو ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ دعوت کا دعوت کا وہ
طریقہ آج دنیا میں جس سے دوستوں کی دعوت میں [illegible] اور یہ طریقہ اسلام کی تبلیغ کی
[illegible] کے طریقہ خطاب میں موجود ہے۔

ایک نمونہ تو وہ ہے جبکہ انہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم کی دعوت دی اور دوسرا نمونہ وہ
ہے جس میں انہوں نے اپنی قوم کو نہیں بلکہ اپنے ان دشمنوں کو نمرود کے دربار میں مخاطب
کیا۔ پہلے نمونے کا تعلق ہے تو اس میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ [illegible] کی قرآن میں بہت سے مقامات پر
مخاطب کی حیثیت کا کتنا اہم لحاظ رکھا گیا ہے اور یہ کہ کس طرح ان کی پوزیشن کو ملحوظ رکھتے ہوئے بات کہی
جائے۔ آپ دیکھیں آیت کریمہ میں جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی [illegible] کا تذکرہ فرمایا
گیا ہے جو انہوں نے اپنے والد [illegible] کے سامنے پیش کی [illegible] اس میں خطاب کا
انداز ہے۔ انہوں نے اپنی قوم سے یہ آپ کہا ہے میں [illegible]

ایک فرزند اپنے باپ کو دین کی دعوت دیتا ہے

واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا اذ قال لابیہ یابت لم
تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا ○ یابت انی قد
جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا ○ یابت

لاحظ السبطان ان السبطان كل نظر حسن عصب O ماسب ابي حذف
ان يمسك على قاض نوحس فتكون للسبطان دليله O

ایک بات پوچھتی ہوں۔ اس نے کہا کہ ہاں تم کو اختیار ہے جو چاہو پوچھو۔ اس نے کہا کہ اے ابا جان! آپ میرے ساتھ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں، میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے، آپ میرے پیچھے چلئے میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ اے ابا جان! شیطان کی پرستش نہ کیجئے، شیطان رحمان کا نافرمان ہے، اس آیت میں سے بڑی نکتہ کی بات یہ ہے کہ ہدایت کی گہری سمجھ ہے۔ ہدایت حکمت سے حاصل ہوتی ہے اندھا دھند نہیں۔ شیطان کا نام تو لیا مگر اس کی پرستش کی ممانعت کر دی۔ نہیں کیں، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس کے دل میں ایسا خیال کا کانٹا نہ ہے کہ بت پرستی کو دیکھ کر بھڑک جائیں گے توقع یہ تھی کہ وہ گہری اور نازک قسم کی بات سمجھ لیں گے لیکن اس کا صرف اس قدر بتانے پر اکتفا کیا کہ شیطان کا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ خدائے رحمان و رحیم کا نافرمان ہے۔ آخر میں کہا کہ اے جان پدر! مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں (رحمان) سب سے بڑا رحم فرمانے والے کا عذاب نہ آپ پر آ جائے جس کے نتیجہ میں آپ شیطان کے ساتھی ایک طرف ہو جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت
فطرت انسانی اور حقائق کی بنیاد پر گفتگو

ایک اور بیان یا دعوت کا اسلوب وہ ہوتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو مخاطب کرتے وقت اختیار فرمایا تھا، اور بھی آپ نے متعدد اور اختلافی اسلوب دیکھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے اختیار کیا، دونوں کا فرق خود ظاہر ہو جائے گا۔

واتل عليهم نبأ ابراهيم ۝ اذ قال لابيه وقومه ما تعبدون ۝ قالوا نعبد اصناما فنظل لها عاكفين ۝ هل يسمعونكم اذ تدعون ۝ او ينفعونكم او يضرون ۝ (الشعراء ۷۲-۷۳)

اور (اے نبی) ابراہیم کا حال پڑھ کر سنا دو جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا

شمن میں ... جائے ... (... ۱۰۰ ...) جس ... کے ... ...

(ترجمہ یہ ہے) سالم، اس دینے والے، نگہبان، غالب، زبردست، بڑائی والا، خدا ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ وہی خدا (تمام مخلوق سے) خالق، بے مادہ اختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، اس کے سب اچھے اچھے نام ہیں، جتنی چیزیں آسمانوں اور زمینوں میں ہیں، سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اور سبحانی صفت کا ذکر ہے

لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر O الشوریٰ

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے۔

امام ابن تیمیہ نے مزید فرمایا کہ سلبی صفات خواہ نکلوں کی تعداد دس ہوں، ان کا دائرہ نہیں پر سکتا جو ایک اثباتی بیان کا ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے بالکل سچی بات کہی ہے، حقیقت یہی ہے کہ ہماری یہ زندگی اور ہماری سوچی سمجھی زندگیاں گواہ ہیں کہ انسانی زندگی اثبات پر قائم ہے، نہ کہ نفی پر۔ نفی کی نسبت اثباتی زندگی کے ارتقا میں بہت معمولی ہے۔

دلی جوش اور امنگ کے ساتھ اللہ کا تذکرہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس جواب کو سن کر کہا "ہم بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہی پر جمے بیٹھے رہتے ہیں" فرمایا کہ "کیا تمہاری وہ سنتے ہیں، جب تم ان کو پکارتے ہو، کیا تم کو فائدہ پہنچاتے ہیں یا ضرر پہنچاتے ہیں؟" اس عبارت میں "نفی مجمل" ہے اور جب اللہ کا تذکرہ ہو اور محبوب کی بات آئے تو اس میں وسعت، روانی اور فراخ دلی سے کام لیا جاتا ہے۔ اثبات مفصل کا رنگ آ گیا اور فرمایا

الذی خلقنی فھو یھدین O والذی ھو یطعمنی ویسقین O واذا مرضت فھو یشفین O والذی یمیتنی ثم یحیین O والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین O الشعراء ۷۸-۸۲

(میرے دشمن ہیں لیکن خدائے رب العالمین (یہ ہستی ہے) جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے رہنمائی کرتا ہے اور وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے اور وہ جو مجھے موت دے گا پھر زندہ کرے گا اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا۔

بقصد صلبه ○ النصر ۲۱

[illegible] ○ ابراهيم كان امة قانتا لله حنيفا ولم يك من المشركين ○ شاكرا لانعمه اجتبه وهداه الى صراط مستقيم ○ وآتيناه في الدنيا حسنة وانه في الاخرة لمن الصالحين ○ النحل ۱۲۰ ۱۲۲

بے شک ابراہیم (علیہ السلام) امت (اور) فرمانبردار تھے اللہ کے (اور) سچے دین والے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ نے انہیں برگزیدہ کیا اور سیدھی راہ چلایا اور ہم نے انہیں دنیا میں بھی بھلائی دی اور آخرت میں بھی یہ لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے طرزِ تبلیغ کا ایک نمونہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد ○ قال اللہ من قائل

الرحیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

سه قضی الامر الذی فیه تستفتیان ○ یوسف ۴۱ ۱۲

یہاں کے ساتھ دو اور جوان بھی داخلِ زندان ہوئے ایک نے اس سے کہا کہ (میں نے خواب دیکھا ہے) اور بتایا کہ میں نے شراب کے لیے انگور نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے بھی خواب دیکھا ہے میں یہ دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندوں سے کھا رہے ہیں۔ تو ہمیں اس کی تعبیر بتا دیجئے کہ ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ جو کھانا تم کو ملنے والا ہے وہ تم کو نہیں پہنچے گا کہ میں اس سے پہلے تم کو اس کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ ان باتوں میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہیں۔ جو لوگ خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور روزِ آخرت کا انکار کرتے ہیں، میں ان کا مذہب چھوڑے ہوئے ہوں اور میرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ ہمیں شایاں نہیں کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں۔ یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ میرے جیل خانے کے رفیقو! بھلا کئی جدا جدا قائم مقام خدا اچھے یا ایک خدا جو سب پر غالب ہے؟ جن چیزوں کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ خدا نے ان کی کوئی سند نہیں نازل کی۔ حکومت کو خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ میرے جیل خانے کے رفیقو تم میں سے ایک جو پہلا خواب بیان کرنے والا ہے وہ تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا۔ اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا اور جانور اس کا سر کھا جائیں گے۔ جو امر تم مجھ سے پوچھتے تھے وہ فیصل ہو چکا ہے۔

ایک نوکھا ماڈل جس میں حضرت یوسفؑ نے دعوت دی

ان آیات کریمہ کی تشریح سے پہلے اپنے ذہن میں اس نوکھے ماڈل کا یہ نقشہ سامنے لائیے جو اس وقت تھا اور ان حالات و چیزیں نظر رکھئے جن میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کارِ دعوت انجام دیا۔

سب سے پہلے تو یہ سمجھئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہوں تھے؟ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے، حضرت اسحاق کے پوتے اور حضرت ابراہیم کے پڑپوتے ہیں یہ وہی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جن کے بارے میں آپ

[illegible] الکریم بن الکریم بن الکریم [illegible] زیدہ [illegible] زیدہ [illegible] [illegible] [illegible]

ق۔۱۱

[illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] جیل میں ایک جیسے جرائم پر مختلف سزائیں ملتی ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی جرم کے ملزم کو مختلف جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی جرم کے ملزم کو مختلف جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی جرم کے ملزم کو مختلف جیلوں میں رکھا جاتا ہے۔

احترام و اعتماد کا مرکز

[illegible] کے کہ سب قیدی [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام تھوڑے ہی دنوں میں [illegible] کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ قیدیوں میں [illegible] کا [illegible] کے [illegible] اس [illegible] پر [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعبیروں میں اختلاف تم کے خواب سے ہوتا ہے۔ خواب کے دیکھنے والے کے خواب کے متعلق اندازہ لگانے کی قسم کے تھے۔ ایک نے دیکھا کہ وہ شہد کا برتن اس سے اس طرح پر (بالوں کی طرح) بھرا ہوا ہے۔ اس کی تعبیر میں کہا گیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ شخص یا مخاطب کی اس پر دل لگا کر سنے سے اس کی بات سنے کی وجہ سے ہے۔ کسی کے خواب کی عجیب و غریب قسم کا خواب تھا۔ اس نے اس میں یہ بات ڈالی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے رجوع کرے۔ خوابوں کی تعبیر دینے کے لئے اس کا حضرت یوسف علیہ السلام سے رجوع کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس کی زبان حضرت مراد نہیں تھی۔ اور اس میں مشاہدہ کی قوت باقی تھی۔ اور یہ ہوتا ہے کہ جو علم مشاہدہ سے زیادہ پختہ ہے مشاہدات و تجربات پر اعتماد کرتے ہیں۔ پھر ان دونوں نے اپنے اپنے خواب بیان کئے ایک نے کہا کہ میں اپنے آپ کو شراب نچوڑتے ہوئے دیکھتا ہوں دوسرے نے کہا کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے دیکھتا ہوں جن کو پرندے کھا رہے ہیں۔ ہمیں اس کی تعبیر دیجئے ہم آپ کو نیکوں میں سے سمجھتے ہیں۔ (ہم آپ کو ان لوگوں سے پاتے ہیں جو احسان کرتے ہیں۔)

احسان کا مفہوم:

خواب کی تعبیر پوچھنے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ہم آپ کو ان لوگوں میں سے سمجھتے ہیں جو احسن کرتے ہیں۔ یہاں احسان کیا مراد ہے؟ یا حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا کوئی بات تھی جس سے انہوں نے یہ اندازہ لگایا۔ اور قیدیوں میں اس کو تلاش کیا۔ اس کے متعلق اس زمانہ میں بہت سی باتیں پھیلی ہوئی تھیں۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے اس بات کی تردید کی۔ جیسے ہوئے یہ بات ہمارے نزدیک قطعی بلا خیال معلوم ہوتی ہے۔

احسان کا مطلب ہے کسی کام کو بہتر سے بہتر طریقہ پر کرنا۔ یہ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا

ان تعبدوا اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر

آغازِ گفتگو کا حسین پیرایہ

پہلی تفسیر

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا "لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نبأتکما بتاویلہ" یعنی قبل اس کے کہ تمہارا کھانا جو تم کو ملتا ہے یہاں سے جائے میں اس کی تفصیل بتا دوں گا کہ کھانا کیسا آیا ہے اور کیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو اس بات کی خبر دوں گا کہ تمہارے لئے کیا پکا ہے اور کیا نہیں پکا ہے اور اس طرح ان دونوں کو اطمینان دلایا کہ میں تم کو خواب کی تعبیر بیان کرنے کے اہل ہوں۔

دوسری تفسیر

پہلی تفسیر اکثر مفسرین کی ہے اور دوسری تفسیر ایک قلیل تعداد نے بیان کی ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے یہ فرمایا کہ میں تمہارے خواب کی تعبیر بیان کروں گا تو ان دونوں نے کہا کہ ہم نے تو خواب نہیں دیکھا ہے ہم تو یونہی آپ کا امتحان لے رہے تھے۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اب تو میں تمہارے خواب کی تعبیر بیان کروں گا۔

بات ... کا کوئی ... نہیں ... جس سے ... جس سے ... صلاحیت ... قبولیت ... کہ ... لطیف ... قول ... کوئی ... نہیں کر سکتا۔

دعوت کے ... اب پر ... غور کیجئے کہ ... حضرت یوسف ... خواب ... والوں ... مخاطب فرمایا ... میرے ... ساتھیو ... میرے ... میں ... خواب ... بڑا کر ... اہمیت ... لطیف ... بات ہے ... ظاہر ہے ... ایک ... بات نہ ... حاصل ... پر ... نکتہ ... نہ ... حضرت ... یوسف ... اسلام نے ... نکتہ کا ... بدلے ... ساتھ ... کو ... نہ ... بلکہ ... ہی ... میں ... فرمایا

ایک دلنشیں اور سبک پیرائے میں دعوت کی صرف روئے سخن کا پھیر دینا (۱)

ذلکما مما علمنی ربی (یوسف ۳۷)

یہ ان باتوں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں۔

آپ اس ... کو اپنی نگاہ میں رکھئے جس میں یہ دعوت دی گئی ہے اس قیمتی ... اسلوب میں جس کی مثال اگر کہیں ملتی ہے تو صرف ... میں اللہ ﷺ کی دعوت میں جس کا ذکر بعد میں کروں گا تب اس کے علاوہ دعوت دین امر و ... دین کی طویل تاریخ میں مجھے اس سے ... ماذک ... نظر نہ آ سکا ... ہلکے ... بات ... ہے "لا ... طعام ترزقانہ" ... یعنی ... کی ... پڑھے اور ... لطف ... جس ... راستہ نکال لیا ہے اس سے زیادہ ...

(۱) ... یوسف علیہ السلام ... دعوت ... ہے ... ہے ... ہے

حیف۔ قابل قبول اور تیز تی ۔ ست کار خ جلا جا سکتا ہے؟ تو یاد فرما رہے ہیں۔ میری ما
حنیف کہ آپ کے بھائیوں کی تعبیر تیز ہوں میں کہ وہ سامدہ اسلان تیرا ہے اپنے پاس میں
چلتا لوگوں نے مجھے میل جامہ میں وصیل دیا اور میں ان کا مقابلہ نہ کر سکا میرے جیسا کمزور
ناتواں جو قید میں ڈال دیا جائے اور آپ کو بے بس پاتا ہو اس کی کیا مجال کہ اس بلند مقام
پر پہنچ کر وہ سمجھے کہ علم و بصیرت کی بات کرے یہ محض عطا تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے مجھے علم
عطا فرمایا۔

جاؤ صد سالہ کو حضرت یوسف یک لحہ میں طے فرماتے ہیں۔

یہاں ایک اور سوال اٹھتے ہیں۔ میرے رب نے یہ علم مجھے کیوں دیا؟ دعوت الی اللہ کی
طرف لوگوں کو کیسے منتقل کرے گا ایک اور بیڑیاں کھلتا ہے۔ اور اصل یہ طول طویل، لوگی جس
کو حضرت یوسف نے اپنی حکمت و بصیرت تابناک روحانیت، روشن ضمیری اور عطا کی عطا کردہ
فکر رسا کے ذریعہ ایک لمحہ میں طے فرمایا۔ یہ لمحہ جس کو جاؤ صد سالہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا اور
جس کو علی وفلاسفہ برسہا برس میں طے کرتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی پیغمبرانہ قوت نے
چشم زدن میں مجھے کر لی فرمایا۔

**فلکم ھذا علمنی ربی انی ترکت ملۃ قوم لا یؤمنون باللہ وھم بالاخرۃ
ھم کفرون** (۱۲ سورہ ۳۷)

یہ ان باتوں میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہے جو قوم خدا پر ایمان
نہیں لاتے اور روز آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ میں ان کا مذہب چھوڑے ہوئے ہوں۔

اتنا کہنے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے محسوس فرمایا کہ وہ اب ایک محفوظ پوزیشن
میں ہے ایک بلند مقام پر فائز ہیں۔ گویا وہ تک پہنچ گئے ہیں جسے وہ کوشش
فرما رہے ہیں کہ

یا صاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار

میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو! بھلا بہت سے معبود اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟
اگر حضرت یوسف علیہ السلام یہ بات پہلے کہہ دیتے تو ان دونوں ساتھیوں کے کان پر یہ بات
گراں گزرتی، مذہب ان کا قلب و ذہن قبول کرتا، لیکن اب وقت آ گیا تھا کہ کہیں اور ان کا

حق خدا کہیں" سے جیل کے رفیقو! بھائی جدا جدا آقا اچھے یا ایک خدا یگانہ غالب؟" یہاں کلام کی ترتیب تقدیم و تاخیر اور قرآن ریختی کی ترتیب کلام قابل غور ہے اور اگر وہ سابق سلسلہ کلام جاری رکھتے تو شک اور بے جان بات ہوتی لیکن حضرت یوسفؑ نے اپنی بصیرت سے اندازہ کر لیا اور اپنے مخاطبین کے چہرے پر اطمینان کے آثار دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب یہ لوگ اس ندائے "سبیلی" کو سننے کے لئے خوش ہو آمادہ ہیں، یہ نکتہ دقیق کلیہ پیش نظر ہے، جو اپنے بیشمار دلی کے دربار اپنے بندوں کو دے رہا ہے، فرمایا یا صاحبی السجن ارباب مظلوم حبس فلم فلو احد الفتیان اس لہجہ کو دیکھئے کس درجہ پہلے لہجہ سے مختلف ہے، پہلا لہجہ "جس میں ذلکما مما علمنی ربی" کا تھا، اب ہم قید، اس میں کوئی تقاضا مگر یہ لہجہ جس میں وہ کہہ رہے ہیں "کیا جدا جدا آقا اچھے یا ایک خدا یکتا و غالب" قوت و اقتدار کا اظہار کر رہا ہے، اس سے پھر پہلے خود اختیاری جھلکتی ہے اور یہی لہجہ اور اسی انداز کی بات وہ آسانی سے کہہ سکتے تھے اگر حضرت یوسفؑ یہاں پر منطق اور علم کا سبق، زبان میں بات کرتے تو ان کی سمجھ میں خاک نہ آتا۔

ایک قرآنی معجزہ

پھر فرمایا

ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم وابآؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطن (سورہ یوسف ۴۰)

جن چیزوں کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، خدا نے ان کی کوئی سند نہیں نازل کی۔

یہ نام ہیں مگر ان کا کوئی مسمّٰی نہیں ہے، یہ نام ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے، کچھ نام یونانیوں نے تصنیف کر لئے ہیں، کچھ نام بت پرست قوموں نے رکھ چھوڑے ہیں اور اسی طرح دوسرے لوگوں نے بغیر کسی وجود کے صرف اپنے اوہام کے سہارے انسان کا منہ کھا دیا، دنیا میں ہر قوم کا ایک مستقل علم الاصنام تیار ہوتا ہے، قرآن کریم کا انکار یہ ہے کہ ان وہمی چیزوں کے لئے جن کا کبھی کوئی وجود نہیں تھا "اسماء" کا لفظ استعمال کیا ہے، جن دیوتاؤں کی خدائی کا عالم کی تاریخ پر نظر ہے، اور جو علم الاصنام کی تاریخ جانتے ہیں وہ اس لفظ کی معجزانہ حیثیت کا اندازہ کر سکتے ہیں یہ صرف نام ہی نام ہیں، یہ معبود کہاں اور کب پائے گئے؟ کہاں

اور بے بارش کا خدا اور جنگ کا خدا تھا۔[1] اس زمانہ میں اور کس بنک خدا سے جمال اور خدائے محبت کا جو خدا تھا۔ یہ خیال کہاں اور کس صدی میں پائے تھے جن کا وجود ایام طفولیت کی دیا سے یاد کی جاتی ہے؟ قرآن کریم نے بتایا کہ "صرف نام ہی نام ہیں جنہیں تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لیا ہے خدا نے اس کی کوئی سند نہیں بھیجی۔"

قرآن کریم کا یہ تجزیہ ہر بت کی دیا تک کے لئے قائم ہے بت پرستی کی ہر طرح سے اصل بنیاد ہے قرآن کریم نے ان کا پول ان لفظوں میں کھول دیا "ان ھی الا اسماء" یہ صرف نام ہی نام ہیں۔

ایک ایسے داعی کا طریقہ کار جو اللہ کی طرف سے الہام کی نعمت سے سرفراز ہے:

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر محسوس فرمایا کہ ان کے دو ساتھی کا خلاف ہو چکا ہے، اور اب حکمت کا تقاضا ہے کہ بات کو طول نہ دیا جائے اور توحید کا مضمون زیادہ پھیل کر بیان نہ کیا جائے، ایک ماہر طبیب جانتا ہے کہ مریض کو کتنی غذا اور کس مقدار کی دوا درکار ہے، مریض کی ضرورت اور قوت کی صلاحیت وہ جانتا ہے، ملکی ایک ایسے داعی کا طریق کار ہے، جو اللہ کی طرف سے الہام کی نعمت سے سرفراز ہے، اور جس کو اللہ تعالیٰ نے دعوت کی صلاحیت دی ہے، وہ جانتا ہے کہ ایک مرتبہ پر پہنچنے کے بعد اس سے تجاوز نہ کرنا چاہئے۔

ملکی سبب ہے کہ جو شخص دعوت و تبلیغ کو اصول و قواعد کی حد بندیوں میں محصور کرتا ہے، وہ دراصل اس کی کارکردگی کو محدود کرتا ہے، دعوت نشاط، جوش اور حرارت کی متقاضی ہے، داعی اور مبلغ پر بھی یہ لازم ہے کہ اس کی ضوابط کا پابند کر دیا جائے۔ ؟

آئندہ مجلس میں انشاء اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طرز دعوت کے مطالعہ کا فیض پیش کیا جائے گا

---

[1] ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۰ء تک ۔ یہ تصور بعض اسلامی جماعتوں میں بھی "تکنیک دعوت" کے عنوان سے مقبول ہو رہا ہے، اس کا عنوان "تکنیک الدعوۃ" ہے، اس کا ذکر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ذکر حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت کے حوالہ سے کیا ہے اور اس کا مفہوم حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت کے طریق کار اور اس میں حکمت اور دعوت کے بنیادی اصولوں سے ہٹا کر پیش کیا گیا تھا، بعد ازاں خطبہ کی سلسلہ وار دعوت کے تحت مکمل کر دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت موسیٰؑ کی دعوت اور پیغمبرانہ حکمت کے چند نمونے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد○ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم○ بسم اللہ الرحمن الرحیم○

پیغمبرانہ دعوت کا ایک اور نقش جمیل:

آج ہم پیغمبرانہ دعوت کا ایک اور نقش جمیل پیش کرتے ہیں، یہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا نمونہ، وہ دعوت جس کے لئے وہ مامور من اللہ تھے، اور فرعون جس کا مخاطب تھا، یہ طریق دعوت (تبلیغ) اس طریق کار سے مختلف ہے جو ہم نے پہلے پیش کیا تھا اور آئندہ جو نمونے پیش کئے جائیں گے اس سے بھی یہ مختلف ہے، اس دعوت کی تین لحاظ سے نوعیت مختلف ہے۔ دعوت کا مزاج، داعی کی حیثیت اور جس کو دعوت دی جا رہی ہے، اس کی صورتحال۔

یہ دعوت جو موسیٰ علیہ السلام نے دی یہ دعوت جس پر وہ مامور کئے گئے تھے، انبیاء کرام کی دعوتوں سے ایک لحاظ سے مختلف کہی جا سکتی ہے، اس میں مرکزی اور بنیادی عناصر موجود ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت، توحید کی دعوت، آخرت پر ایمان کی دعوت، مرکز دعوت، آخرت کی زندگی، اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور نبی امور کی دعوت، مگر ایک دوسرے پہلو سے مختلف ہے، اور وہ یہ ہے کہ ان بنیادی اور مرکزی مضامین دعوت کے علاوہ ایک اور مہم بھی دعوت میں داخل کر دی گئی ہے، وہ مہم کیا تھی؟ اسرائیل کو فرعون کے مذاہب سے نجات، نادرست عقائد کی بنیاد پر جو مصائب ان کو فرعون کی طرف سے اٹھانا پڑ رہے تھے ان سے گلو خلاصی حاصل کرنا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مہم دوسرے انبیاء کرام کی مہم سے قدرے مختلف ہے

وہ حالات، ماحول اور حالات جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور جس میں انہوں نے پرورش پائی، اور گرد و پیش کی صورتحال جن سے ان کو سابقہ پڑا، ان باتوں نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کام کو دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کے کام سے ایک خاص مختلف نوعیت سے دی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا گیا کہ فرعون سے صاف صاف کہہ دیں کہ "وہ عالم و جابر ہے اور وہ بنی اسرائیل پر مسلط ہے" وہی اسرائیل جو انبیائے کرام کی اولاد تھے اور جن کے "باپ (اس وقت کی دنیا میں) ایمان، اخلاق اور عقیدہ توحید کے خاص وارث تھے۔ یہاں معاملہ کسی حاضر کو سمجھانے کا نہیں تھا بلکہ ایک ایسی قوم کو نجات دلانے کا تھا جس سے دنیا کبھی حاضر نہیں رہی اور اس طرح کے انسانی گروہ آج بھی پائے جاتے ہیں۔ اگر کسی ایسے گروہ کا سامنا ہوتا جس پر کوئی عالم و جابر قابض ہو گیا ہو اور جس کو تلوار جیسی طاقت کے ذریعہ غلام بنائے ہوئے تھا اور عقیدے کی بنیاد پر اس کو مصائب ڈھا رہے تھے تو بات آسان اور معمول کے مطابق بھی جاتی کیونکہ ایسے دل اور ہر جگہ ایسا ہوتا رہتا ہے اور تاریخ کے ہر دور میں ایسی مثالیں ملتی ہیں، اور نہ ہی اس طرح کی صورت حال سے انسانی آبادی کا دوچار ہونا بعید نہیں ہے۔

بنی اسرائیل کی ان کے معاصرین کے مقابلہ میں جداگانہ نوعیت و خصوصیت:

صورتحال اس درجہ سادہ اور معمولی نہ تھی، صورت حال یہ تھی کہ دینی و اخلاقی قدروں میں انحطاط بہت بڑی کمزوریوں کے باوجود، یہی ایک باقی ماندہ قوم تھی جسے ایمان بالغیب صحیح معنوں میں حاصل تھا اور عقیدہ توحید کے ورثہ دار تھی، تاریخ کی شہادت ہے کہ بنی اسرائیل اپنی اخلاقی و دینی کمزوریوں کے باوجود تاریخ کے ہر دور میں (کسی نہ کسی درجہ میں) عقیدہ توحید پر قائم رہے، ایک زمانہ ایسا گزرا ہے کہ سوائے یہود کے کوئی عقیدۂ توحید کا نام لینے والا بھی نہ تھا مفسرین نے قرآن مجید میں دنیا کی قوموں پر فضیلت کا بار بار ذکر سے کی توجیہ یہی کی ہے کہ شرک و بت پرستی کی اس تاریخ میں وہ جماعت عقیدۂ توحید کا پرچم لیے ہوئے تھے (۱)

صورت حال صرف اس قدر نہیں تھی کہ بنی اسرائیل فرعون اور اس کی فوج کے گھوڑوں کی

(۱) مندرجہ ذیل آیت سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین ۞ (سورہ ۲ آیت ۴۷)

اے بنی اسرائیل میرا احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا تھا اور یہ کہ میں نے تم کو جہان والوں پر فضیلت بخشی تھی

ناموں سے یاد کیے جاتے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک لاٹھی ہوتی تھی جس سے وہ ضرورت کے وقت کام لیتے تھے بلکہ سوے ہوئے میں بھی یہ لاٹھی علیحدہ نہ ہوتی تھی۔ ان کے علاوہ اور بہت سی علامات ان میں ایسی تھیں جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ حضرات اللہ کی طرف سے مامور ہیں اور ان کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ ان علامات کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو بڑی ذمہ داریاں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو بڑی ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں ایک ذمہ داری تو یہ تھی کہ وہ فرعون کو اس خدائے واحد و قہار کی طرف متوجہ کریں جس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں اور دوسری ذمہ داری یہ تھی کہ وہ فرعون سے مطالبہ کریں کہ وہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دے۔ ان کے سپرد کر دے۔ چنانچہ قرآن مجید میں صاف صاف فرمایا گیا ہے

اذھبا الی فرعون انہ طغیٰ O وقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ O

فاتیا فرعون فقولا انا رسولا ربک فارسل معنا بنی اسرائیل O ولا تعذبھم قد جئنک بایۃ من ربک والسلم علی من اتبع الھدیٰ O (سورہ طٰہٰ ۔ ۱۰)

(جایا) تو تم ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دے اور ان کو تکلیف نہ دے ہم تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلامتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا یہی پیغام لے کر فرعون کے دربار میں جانا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے معجزات ان کو عطا کیے گئے تھے جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کی ذمہ داری کا نصیب فرعون سے سن رکھا تھا۔

فرعون کا منصوبہ اور انتظامات کی ناکامی

حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] فرعون کے دربار میں [illegible] فرعون نے [illegible] کہ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] پیغام [illegible] ہدایت [illegible] کہ [illegible] اسرائیل [illegible]

ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف طائفۃ منھم

یذبح ابناءھم ویستحی نساءھم انہ کان من المفسدین O (القصص)

فرعون نے ملک میں سراسر اقتدار قائم کر لیا تھا اور وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا۔ ان میں سے ایک گروہ کو یہاں تک کمزور کر دیا تھا کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیا جاتا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جاتا۔ یہ شدید مفسدوں میں تھا۔

فرعون نے اپنا پلان بہت باریک بینی سے تیار کیا تھا۔ جس طرح ترقی یافتہ حکومتیں اپنے پلان تیار کرتی ہیں، یہ پلان یہ تھا کہ بنی اسرائیل میں کوئی نمایاں ہونے پائے اور ایک نسل اس طرح گزر جائے تو بنی اسرائیل کی طرف سے ہمیشہ کے لئے بے فکر ہو جائے گا۔ صرف عورتیں رہ جائیں گے، ان سے ضرر نہیں، ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیا جائے، اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔ فرعون نے ایک مطلق العنان حکمران کی طرح جس کے احکام کی کہیں اپیل نہ ہو سکے، اپنا فرمان نافذ کر دیا اور یہ چاہا کہ بنی اسرائیل میں معصوم بچے کا بھی نام و نشان باقی نہ رہنے پائے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی تھی کہ ان میں ایک عظیم شخصیت پیدا ہو، فرعون کی یہ تدبیر تھی کہ بنی اسرائیل سے نجات حاصل کرے، اور بنی اسرائیل میں ایسا لڑکا پیدا ہونے دے، جو اس کی سلطنت و عظمت کا خاتمہ کرنے والا ثابت ہو، اور اس کے پلان کو برباد کر دے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے، اور موسیٰ کی پیدائش مقدر کر دی، وہ موسیٰ جن کے خوف سے بچے ذبح کئے جا رہے تھے، فرعون کے کارندے بچوں کو حضرت موسیٰ کی وجہ سے قتل کر رہے تھے لیکن وہ نومولود جس سے فرعون کو خدشہ تھا، پیدا ہو کر رہا، اور اللہ کی مرضی پوری ہوئی، وہ پیدا ہوا، پلا بڑھا، جواں ہوا، لیکن کیسے پیدا ہوا، اور کیسے بچ گیا، کیوں کر پلا بڑھا یہ واقعاتی تاریخ کے گوشوں میں سے ہے اور قدرت الٰہی کا معجزہ ہے کہ وہ بچہ اپنے حسب آئین فرعون کی گود میں پلا۔

خرق عادت کا پورا ماحول:

اپنی آنکھ تصور میں اس پورے ماحول کو رکھئے، جس میں ایک ایک بات خرق عادت کا منظر ہے شروع سے آخر تک قدرت صمدیت کی معجزہ نمائی کا منظر ہے۔

فالتقطہ ال فرعون لیکون لھم عدو وحزنا ان فرعون وھامن وجنودھما کانو خطئین O وقالت امراۃ فرعون قرۃ عین لی ولک لاتقتلوہ

عسى ان يتعا وسجده وهم لايشعرون O واصبح فؤاد ام موسى فارغا ان كادت لتبدى به لولا ان ربطنا على قلبها لتكون من المومنين O وقالت لاخته قصيه فبصرت به عن جنب وهم لايشعرون O وحرمنا عليه المراضع من قبل فقالت هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم وهم له ناصحون O فرددناه الى امه كي تقر عينها ولاتحزن ولتعلم ان وعدالله حق ولكن اكثر الناس لايعلمون O القصص ۲۰

تو فرعون کے گھر والوں نے اس کو اٹھا لیا اس لئے کہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لئے غم ہو۔ بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر چوک کرنے والے تھے۔ اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ جانتے نہ تھے۔ اور موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے تو قریب تھا کہ وہ اس کا حال ظاہر کر دیتی۔ ہم نے خود ہی اس کے دل کو مضبوط کر دیا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ اور اس نے اس کی بہن سے کہا کہ تو اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ تو وہ اسے دیکھتی رہی اور ان لوگوں کو اس کی خبر نہ تھی اور ہم نے پہلے ہی سے دودھ پلانے والیوں کو اس پر حرام کر دیا تھا۔ تو موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ بتاؤں جو اس بچے کو تمہارے لئے پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں۔ پھر ہم نے اس کو اس کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب ان کو پیدا کیا تو ان کے بچانے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو ان کے بارے میں بہت فکر مند ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دینے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

و حال للمدينه على حين غفله من اهلها فوجد فيها رجلين يقتتلان هذا من شيعته وهذا من عدوه فاستغاثه الذي من شيعته على الذي من عدوه فوكزه موسى فقضى عليه قال هذا من عمل الشيطان انه عدو مضل مبين O

القصص ۱۵

[illegible]

ایمان اور قلبی قوتوں کی کاوشیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان فرعون کا ظلم، عقلی بے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک عجیب تحیر کی پیدا کر دی تھی ایک پیچیدگی کی کیفیت تھی جس کا طبارہ وہ فرما رہے تھے عقلی سوالات ان دونوں بہنوں کے لئے ان پوشیدہ راز تھا اور ان کاموں کے لئے اس سے بہتر مددگار نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت اور کردار کی تعمیر کا ایک منظر پیش کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح ایک صاحب دل مجبور اور مظلوم شخص مختلف وقائع کی بات پیش کرتا ہے۔ وہ اور کس طرح ایمانی غیرت و حمیت، دعوت ان الفاظ کے ساتھ پوری واقفیت اور اس کے مشکلات کو ایک ساتھ لے کر چلتے ہیں، وہ ایک ہی وقت تھے، پوری سمت کے لیے امید اور سہارا تھے، ان کے طریق خطاب سے واضح ہوتا ہے کہ مخاطب کس کو اللہ اپنے دین کی خدمت کے لئے منتخب فرماتا ہے، ان کا انداز کلام اور اسلوب خطاب کیا ہوتا ہے، اور ان لوگوں کا انداز کیا ہوتا ہے جو حوصلہ اور چاپلوسی کو اپنا شعار بناتے ہیں اور پیشہ ور انہ انداز میں دعوت کی خدمت کا کام سرانجام دیتے ہیں اور اپنے آپ کو حقیقت پسند واقعی صورت میں کا اعتراف کرنے کا کام کرنے والا شمار کرتے ہیں۔

اللہ کا محبوب ترین بندہ ایک مفلوک ترین بندہ کے پاس جاتا ہے

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین فرماتا ہے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جاتے ہوئے اور ان کی بڑی تعریف کرتا ہے مگر کس کی طرف اور کیوں بھیج رہے ہیں ایک بندے کی طرف جس کے پاس اللہ کا کلام ہے ایک بڑا عظیم قابل عزت مخلوق کی طرف بھیجا جا رہا ہے ایک عام آدمی کے پاس اور اس کے پاس وہ ہے تا ہے پر کہ ہے ایک دانا ہے۔ مکمل تعلیم ہیں انعام، عوام میں سے تعلقات نہیں ہوتا ہے تعلق ایسے دو فریق کے درمیان ہوتا ہے جو ایک دوسرے کی صلاحیتوں اپنے وقت کا سب سے بڑا پیغمبر ان کے پاس بھیجا جا رہا ہے وقت کے قوی ترین شخص کے پاس عصر خداوندی کو منتقل کرتا ہے، وہ بیٹے ان میں حکمت کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکمت میں جو چاہے، جس کو چاہے جیسے اس کو نہیں فرماتا ہیں گا) جس نے اس حکمت کو استعمال کیا ہے اس کی تعریف کی ہے اس کو بڑا عظیم

...

...

...

ڈرو مت! میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا اور دیکھتا ہوں۔ پس جاؤ! اور کہو کہ ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں، تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیجئے اور انہیں عذاب نہ دیجئے۔ ہم آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں، اور جو ہدایت کی راہ پر چلے اس کی سلامتی ہے، ہماری طرف سے یہ وحی آئی ہے کہ جو جھٹلائے اور سر پھیرے، اس کے لئے عذاب (تیار) ہے۔ (عرض موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس گئے) اس نے کہا تمہارا پروردگار کون ہے؟ کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر شے کو شکل و صورت بخشی، پھر راہ دکھائی۔

فرعون کی ترکش کا ایک زہریلا تیر

فرعون کا شیطانی دماغ تیزی سے کام کرنے لگا، اور اس نے اپنے ترکش کا ایک ایسا زہر میں بجھا ہوا تیر نکالا جو کبھی خطا نہیں کرتا، ایسا تیر جو کسی بھی زمین سے دین، تہذیب اور دانا و بینا مبلغ پر پھینکا جائے تو بغیر اپنا کام کئے نہ رہے، خواہ وہ مبلغ دین بڑے سے بڑا فاضل روزگار ہو، اور اس نے تبلیغ کے فلسفہ کا مطالعہ کیا ہو، نفسیات کا ماہر ہو، علم الاجتماع (سوشیالوجی) اور فن مناظرہ میں یکتا ہو، جو بھی ہو، اس تیر سے اس کا گھائل ہونا یقینی ہے، وہ تیر یہ ہے کہ فرعون نے یہ پوچھا:

فما بال القرون الاولی ۞ (طٰہٰ ۵۱)

تو پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا کیا حال ہے؟

فرعون کی شیطانی عقل و ذہانت کا ایک بار سوس تھا، وہ جانتا تھا کہ اس کے دربار میں جو لوگ موجود تھے، ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف عقیدت و استقبال اور جذباتیت پیدا کرنے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس طرح نجات بھی حاصل کرنے، اس طرح ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا تھا، ایک تو یہ کہ دعوت توحید کو نظر انداز کر دے، کیونکہ یہ دعوت اس کے لئے انتہائی بھیانک چیز تھی، توحید کا عقیدہ دلوں کے تار ہلا دیتا ہے، فطرت انسانی کے اندر چھپے ہوئے ایمان اس سے ابھر جاتا تھا، فرعون کے حاشیہ نشین بھی تو آخر بشری تھے، اور ان میں سمجھدار اور ہوشمند لوگ بھی تھے، جیسے بھی ہوں گے جن کا ضمیر مردہ نہیں ہوا ہوگا، بعید نہیں تھا کہ دعوت توحید ان کے اندر کا جذبہ ایمان ابھار دے، لہٰذا فرعون کی یہ کوشش ہوئی کہ وہ کسی طرح اس

سوال یہاں جائے، اور لوگوں کی نگاہ سے اس واقعہ کو اوجھل کر دے اس لئے یہ قرآن ہی
حقیقی ہے تھی، اور وہ اس عقیدہ سے بچنا ہی چاہتے تھے، اس لئے اس کے بعد ایسے حوالے
دیئے جس سے اس کے خلاف تشکیک و تشکیک سب کے چہرے ہوئے میں بلکہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے متعلق محسوس ہوتے ہیں کہ یہ ان کے بارے میں عقیدہ کے بات سے برگشتہ کرنا
چاہتے ہیں، بعد میں نے دیا تو پھر کہہ دیا کہ ہوئے خوں کا کیا ہوا ہے" اس کے جواب
دیئے ہو سکتے تھے یا تو صاف اور صریح جواب تھے کسی ایک پہلو کے رد کے دیتے کہ دونوں جسم
میں ہیں۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون (الانبیاء ۹۸)

تم اور جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے سوا جھونکے ہے دوزخ میں بقرآن اس پر پھنچا ہے۔

یہ کہتے تو بات کا بات ہی بند ہو جاتا سب بولتا بند ہو جاتا غضب میں بھر جاتے اور ان کی
ساری حیثیت اور اصل جاہلیت کی دھجیاں اڑ جاتیں، سب یا تو وہاں سے خفا ہو کر چل دیتے یا
سب مل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ٹوٹ پڑتے یا شور و ہنگامہ برپا ہو جاتا، مگر یہ تو کہا
رہے ہو اپنے آپ کو اجداد کی توہین کر رہے ہو، اور ہمارے مقدسات کو پامال کرتے ہو؟

حکمت پیغمبرانہ اور مکمل معجزہ

دوسری صورت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ خاموش رہ جاتے، یا سیاست و حکمت سے کام
لیتے، مثلاً کہتے کہ جب تک ہر گمان سلف کا تعلق ہے اس کا احترام ہمارے دل میں بھی ہے
اور وہ لوگ بلاشبہ بڑے عالم و بزرگ تھے اور اس طرح کی مدافعانہ بات کرتے، مگر ایسا
کرتے تو فرعون یہیں پر کو پکڑ بیٹھتا اور کہتا کہ تم خود عالم و بزرگ تھے اور قابل احترام تھے تو
ہمارا القدہ بھی بعینہٖ وہی ہے جو ان کا عقیدہ تھا

قال فما بال القرون الاولیٰ O قال علمہا عند ربی فی کتب لا یضل
ربی ولا ینسی O (طٰہٰ ۵۱، ۵۲)

کہا تو پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے؟ کہا ان کا علم میرے پروردگار کو ہے جو کتاب میں
(محفوظ) ہے میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے

لیکن وہ یہاں سے روئے سخن پھیر کر مخاطب کی جانب پھیر دیتا جو پہلے سے

چل رہا تھا جیسے بات سے بات نکلتی ہے۔ یہ ممکن تھا کہ وہ فرعون کے متعلق معلومات تاریخ میں نہیں ملتی لیکن اگر یہ کہتے تو صورت حال بدل جاتی۔ پھر تو فرعون بولے اور تقریر سنے گا، اور لوگوں کے تصنیف کردہ کتاب سے جن کو تاریخی روایت کا درجہ دے دیا جاتا ہے اور جن کو اس کے زمانے اور عہد حکومت میں "تاریخی حقائق" کی طرح تعلیم و تلقین کی جاتی ہوگی اس سے استدلال کرتا۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسی بات کہی جس کا کوئی جواب ہی نہ تھا، اور جس سے کوئی مفر نہیں ہو سکتا تھا:

فان علمها عند ربی فی کتب

کہا: اس کا علم میرے پروردگار کو ہے، جو کتاب میں لکھا ہے۔

ذرا ان الفاظ اور ان کی سادگی اور گہرائی کو ملاحظہ کیجئے، کتنی بچگانہ بات کیسے پتے کے لفظوں میں کہہ دی، یہ ہے حکمت نبوت، دعوت کا انداز کامل۔ اگر ہم میں سے کوئی ایسی آزمائش میں پڑ جائے تو ایک نہیں ہزاروں طریقے پر پنا مقصد ادا کر سکتا ہے، اور مشکل سے نجات پا سکتا ہے، مشکل کہتے اس کو جو درپیش ہے بات علیحدہ ہے۔ میرا مطلب گزشتہ زمانے سے نہیں بلکہ بھلے تو آج کی فکر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

دعوت میں پختگی کے ساتھ جمار ہنا اور کسی حال میں اس مقصد کو فراموش نہ کرنا

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعوت کی بات ترک نہیں کی، اور گفتگو کا جو سرا ان کے ہاتھ تھا اس کو نہیں چھوڑا، اور بہت تیزی سے اصلی موضوع پر آ گئے۔ اس تیزی سے جس سے زیادہ سرعت و بلاغت کا تصور نہیں ہو سکتا، اور وہ حکمت اختیار کی جس سے زیادہ گہری حکمت دیکھی نہیں گئی۔ ایک لفظ میں سارا مسئلہ حل کر دیا۔ "علمها عند ربی" اور یہ کہتے ہی پھر موضوع پر آ گئے "علمها عند ربی فی کتب لایضل ربی ولاینسی" (کہا ان کا علم میرے پروردگار کو ہے جو کتاب میں لکھا ہوا ہے میرا پروردگار نہیں چوکتا اور نہ بھولتا ہے)۔ اور اپنی بات کا تسلسل ٹوٹنے نہیں دیا اور اللہ تعالیٰ کی ہی صفات کا ذکر کرنے لگے، جس سے فرعون بھاگنا چاہتا تھا اور بات کا رخ پھیرنا چاہتا تھا اس مختصر آیت کو پڑھتے ہی اول و آخر کو وجد

آ سکے گا۔ یہ ہے وہ بلاغت کہ جس نے سیدنا موسیٰ کے روح کو جھوم اٹھنے پر اور دل کو مطمئن ہو جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

علمها عند ربی فی کتب لایضل ربی ولا ینسی الذی جعل لکم الارض مهدا وسلک لکم فیها سبلا وانزل من السماء ماء فاخرجنا به ازواجا من نبات شتی ○ کلوا وارعوا انعامکم ان فی ذلک لایت لاولی النهی ○

(طٰہٰ ۵۲ ۔ ۵۴)

اس کا علم میرے پروردگار کو ہے جو کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔ وہی تو ہے جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے لیے رستے جاری کیے، اور اوپر سے پانی برسایا، پھر اس سے نوع نوع کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں۔ خود بھی کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چرواؤ بے شک ان باتوں میں عقل والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

فرعون کی فکری چیرا بازی(۱) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی استقامت اور کامیابی

دوسری مثال سورۂ شعراء میں ملتی ہے

قال فرعون وما رب العلمین ○ قال رب السموت والارض وما بینهما ان کنتم موقنین ○ قال لمن حوله الا تستمعون ○ قال ربکم ورب اٰبائکم الاولین ○ قال ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون ○ (الشعراء ۲۳ ۔ ۲۷)

فرعون نے کہا کہ تمام جہاں کا رب کیا؟ کہا کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک بشرطیکہ تم لوگوں کو یقین ہو۔ فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کہ تم سنتے نہیں ہو؟ (اس نے) کہا کہ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا مالک (فرعون نے کہا کہ یہ) پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے باؤلا ہے

(۱) فرعون کی حضرت موسیٰ سے مذکورہ بالا گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون نے اللہ کا تعارف پوچھا۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا خالق اور مالک اللہ ہے۔ فرعون نے اس جواب کو سن کر اپنے درباریوں سے کہا کہ یہ شخص تو پاگل معلوم ہوتا ہے۔ موسیٰ نے فرعون کی اس بات کو سن کر کہا کہ وہ مشرق و مغرب کا بھی مالک ہے۔ اس پر فرعون نے موسیٰ کو قید کی دھمکی دی۔ موسیٰ نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو کیا تم مجھے قید کرو گے؟ فرعون نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرو۔ اس پر موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ اژدہا بن گیا۔ پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ بغل میں دبا کر نکالا تو وہ چمکتا ہوا نظر آیا۔ (مترجم)

فرعون کے ترکش میں ایک ہی تیر تھا جس کو اس نے آزما لیا

[illegible] ہوئے [illegible] کو [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible]

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل

[illegible]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چار واضح اور فیصلہ کن معجزات

[illegible]

منصب نبوت اور سیاسی قیادت کا فرق

میں سے انتخاب کرتے ہیں تب اگر وہ ان کے ساتھ ہو جائے تو ان کی
ہر طرح مدد کرتے ہیں۔ اس سے شہ دے کر ان کو مضبوط کرتے ہیں۔

جس کی قوم پر یہ رعب ہو وہ جب اپنی قوم کی مدد کے لئے میدان میں آتا ہے تو اس کا
ارادہ کرنے والے بڑے بڑے کافر بھی اس سے عام طور پر ٹکر لینے سے گھبراتے ہیں۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر طرف
سے جمع ہوتے ہیں۔ اس طرح طرح سے جمع کرتے ہیں۔ اکٹھی کرتے ہیں۔ اکٹھی ہوں بات سے بات جمعیت قوی
سے سرشار ہوگی۔ اور قوی سیات ہیں سے اندر جو سیاسی اور سیاست اور مطالبات اور
حقوق کی زبان میں بات کرنے والے ہوتے ہیں کہ جب جاتے ہیں تو حقوق اور مطالبات کی زبان
حاصل ہوتی ہے اور طریقہ بھی مختلف ہوتا ہے۔

مگر جس پہلو کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام دوسرے جیسے کہ ہر پیغمبر اسلام کی طرح ایک ہی مرسل تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا
مخاطب بنانے اور بات کرنے کا شرف عطا فرمایا تھا ان کی اولین خصوصیت یہ تھی کہ وہ دین حق اور
ایمان و عقیدہ کے والی تھے لہٰذا ان آیات پر آپ غور کریں اور دیکھیں کہ کس طرح حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مدد و تائید سے اپنی داعیانہ حیثیت کو قائم رکھا اور احتجاج و
مطالبات اور قومی نکات اور جوش کی بحث میں آنے نہیں دیا موقع یہ تھا کہ ان میں انسان سب
کچھ بھول جایا کرتا ہے اس کے مدنظر جمعیت جامعیہ اور جذبہ قومی حمایت اور جوش ہوتا ہے
تعلق ہے اور جذبہ طبیعت و قومیت اپنا کام کرنے لگتا ہے اور قوم پرست بھی کام کرنے لگتی ہے
باوں میں وہ بات کرنے لگتا ہے لیکن دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کس
طرح رہنمائی فرمائی۔ ان کے مدمقابل ان کے ہاں قوت پر بہت بڑی فرعون تھا
حکومت اور اقتدار پر بڑی سخت گرفت تھی۔ اس کو دین حق بتانے اور اللہ کی طرف اپنی
دعوت کے ساتھ لے اور جو قومیں اور نسلیں کے ساتھ ساتھ آباد تھیں ان
تربیت کی حفاظت کرتا ہوں۔

فرعون کے وزراء یک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے تھے

وقال الملا من قوم فرعون اتذر موسیٰ وقومہ لیفسدوا فی الارض ویذرک
والھتک قال سنقتل ابناءھم ونستحی نساءھم وانا فوقھم قاھرون (الاعراف ۱۲۷)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ زمین تو خدا کی ہے (اور) وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے اور آخر بھلا تو ڈرنے والوں کا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں "خدا سے مدد مانگو" یہ نہیں کہتے کہ تمہاری تعداد کافی ہے اس پر بھروسہ کرو، اپنی عقل و بصیرت پر بھروسہ کرو، جو خدا نے تم کو دے رکھی ہے، اس میں شک نہیں کہ یہ سب چیزیں کام کے لئے اپنی ذہانت اور دماغی صلاحیت میں، دور میں ممتاز رہے ہیں، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی ایسی بات کو نہیں چھیڑا جس سے قومی غرور کا جذبہ پیدا ہو جائے اگر وہ چاہتے تو اس باتوں کا ذکر کر سکتے تھے کیونکہ وہ حضرات انہیں میں سے تھے اور انہیں تمام خصوصیات کا علم تھا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کسی مسجد کے منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے ہیں اور کہہ رہے "استعینو باللہ واصبروا" اللہ سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ "ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ" زمین تو خدا کی ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے "والعاقبۃ للمتقین" اور انجام کار کی خوبی اور بھلائی تو خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔

یہ ہے ایک حامل رسالت، عبادِ حق پر گامزن، اور داعی شاہی منہج ارادی کا رویہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم مہم کے لئے تیار کر رکھا تھا۔

یہ دعوت تھی اللہ کی طرف سے، دعوت تھی کہ اللہ پر بھروسہ کیا جائے، دعوت تھی کہ سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے جائیں، دعوت تھی کہ یہ امر دل اور اعتقاد کی حد تک کے ساتھ فرعون کی فن و حکمرانی کا مقابلہ کریں جو اس نے اس جملہ سے کیا تھا "سنقتل ابناء ھم ونستحیی نساء ھم وانا فوقھم قاھرون" (ابھی ہم ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالیں گے، اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے، اور بلاشبہ ہم ان پر غالب ہیں) اور فرعون کا یہ عمل کوئی بناوٹی یا وقتی نہیں تھا بلکہ واقعی طور پر اس نے اپنے حواس باختہ کیا تھا "انا فوقھم قاھرون" (بلاشبہ ہم ان پر غالب ہیں)۔ مستقل مزاج حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو، زمین تو اللہ کی ہے" اس جملہ سے فرعون کے

دس دن بعد یہ محبت ضرب لگائی ہوئی فرعون کے دربار میں پہنچا تو اس نے کہا "سبحان اللہ کہ میں تو امید ہی نہیں رکھتا تھا کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی سچا لیڈر یا قومی رہنما ہوتے تو سکتے کہ یہ مصر کی غلامی سے ہم لوگوں کے ملک میں یہ ہزار ہا بلکہ جو خاص قوم پرست لیڈروں کا دعویٰ کرتا ہے جیسے بیجا جاتا ہے کہ یہ ملک انگریزوں کا نہیں بلکہ ستائیس کا ہے امریکہ امریکہ والوں کا ہے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے برابر کہا کہ میں اللہ کی طرف سے یہ کہتا ہوں کہ یہ ہمارے آباؤ اجداد کی میراث ہے اور یہ ایسا کہنے کا حق بجانب ہوتے کیونکہ وہ صدیوں سے اس میں "بچے" تھے، اور اس سرزمین پر اس کا حق تھا اور وہ لوگ یہاں کے مقیم تھے، ان کے بھی وہی حقوق تھے، جو قبطیوں کے تھے، یا شاہی خاندان کے افراد کے ہوسکتے تھے، مگر یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارشاد بیان ہی پختہ اور قابل پیروی ہے کہ ہمیں اللہ کی مدد چاہنا اور ثابت قدم رہنا چاہیئے، صبر صرف اللہ کی ہے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے، اس کا یہ مطلب بھی صحیح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ اگر فرعون اس ملک سے نکل بھی جائے اور تم کو تخت حکومت مل بھی گیا تو یہ ہرگز ابدی اور ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے، بات اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے، اور اس نے جس کے متعلق یہ اللہ کی طرف سے اس کو ملک عطا کیا ہے، اور انجام کار کی بھلائی صرف ڈرنے والوں کے حصہ میں آتی ہے، یہ نہیں کسی خاص فرد اور خاندان کی ملکیت نہیں ہو سکتی کوئی قوم ہمیشہ کے لئے اس پر قابض نہیں رہ سکتی، البتہ انجام کار کی خوبی صالحین لوگوں کے حصہ میں آتی ہے جیسا کہ سورہ یونس میں آیا ہے۔

ثم جعلنکم خلئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ○

ترجمہ:

پھر ہم نے ان لوگوں کے بعد تم کو جانشین بنایا تاکہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو

ہمت شکن اور دل توڑنے والی بات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب سے یاد دلایا بات جس سے چڑی ہوئی وہ میرے خیال میں بنی اسرائیل کا ان سے یہ کہنا تھا کہ

اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا (الاعراف ع ۱۵)

تمہارے سے پہلے کسی نبی کو نہیں پہنچی ہیں اور آپ کے بعد بھی۔

یہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرعون کی ماں سے دیا ہوا دل کو دفی موصلہ شکن بھی۔ مگر اللہ نے ہمیں بتایا کہ ان نے ہمیں بھی دلیل سے اور ان کی دلیلوں کو رد کرنے دیں گے۔ ملاحظہ کریں ہم پر غالب ہیں

یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ان کے معجزات دیکھ کر فرعون کی غلامی اور ذلت کی زندگی سے نجات دلائیں۔ اور اللہ کی طرف سے ان کی نشانی کریں کیا ہوں سے اس انسان کا بدلہ لیا ہو کہ ہمارے سے پہلے بھی انبیاء آتے رہیں۔ اور تمہارے آجانے کے بعد بھی یہی صورتحال ہے۔ بیل کی طرح سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جس نے پاس خدا کے نبی کی دعوت اور ہدایت کے صدا آتے تھے۔

فانوا ما لطفوں بکہ (س ۱)

وہ بے ہم تم کو نا صابر کہتے ہیں۔

ان دلیلوں اور بہت سی گواہی کے دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آنا چاہتے تھے کہ تم ہمارے لئے کوں تا ہو۔ وہ کیا ہی جب ہمارے تا کو ہمارے تا کو ہمارے ہے ہو گئے کوٹ اتار دیے کہ ہم پر خوش ہو۔ ہم تمہاری بات سے دس تو ہم کے نشان جاں دے۔ قربانیاں سے بیش آ۔ اس کی تم دے کی طرح میں والے ہو نوں اس سے اسان فرمانی، شکری اور ناشکری کا معاملہ کریں۔ وہ اسان کا حق نہیں سکتے تھے کہ ہم سے مطالبہ تھا کہ موسیٰ ان سے نکلو۔ وہ کہہ سکتے کہ ہم صاحب سے پہلے بھی نبیاں پر دی صاحب سے ہے حضرت تھے۔ رہے ہیں اس کا مطلب رہتا کہ وہ ہمارے موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ ہے تھے۔ وہ ہے تھے کہ آپ کا وجود ہماری حیثیت کا ہے ہے آپ کے ہم ہم سے ہیں اس طرح ہمارے ہیں ہم آپ کی ہے اپنے جگہ سے جو آپ ہمارے ساتھ ہمارا ایک حصہ ہے ہم نہیں ہو

کی سال پہلے دنیا کی ریت ہے

[illegible]

قال عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون ○ الاعراف ۱۲۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین (الاعراف ۱۲۸)

بلاشبہ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور انجام کار بھلائی پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔

اور فرعون کے متعلق فرمایا

وعدکنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون (الانبیاء ۱۰۵)

اور ہم نے نصیحت (یعنی آسمانی کتاب) لکھ دینے کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

یہاں اس بات کو واضح کرنا مقصود ہے کہ وحی الٰہی سے انبیاء علیہم السلام کو جو علم حاصل ہوتا ہے اس کا بیشتر حصہ وحی جلی سے نہیں بلکہ وحی خفی سے حاصل ہوتا ہے اور وحی خفی کی دو قسمیں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ سلام نے کچھ درخواست کی اور اللہ تعالیٰ نے کچھ اور کر دیا

یہ وہ پہلی صورت ہے جو سامنے آتی ہے جو وحی کی نازل ہونے کی شکل کی صورت بنتی ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر فرعون کی سلطنت سے باہر لے جانے لگے تو کنعان سرزمین سے قریب ایک جگہ جس کا نام مدین تھا اور مدین میں کافر رہتے تھے اور جہاں عمالقہ کی حکمرانی تھی اور جہاں مذہب اور قومیت کی وجہ سے بنی اسرائیل پر مصائب کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو وہاں پہنچانے کا ارادہ کر لیا اس لئے کہ اس نے فرعون کی سلطنت سے باہر قدم رکھا یہاں عجیب و غریب واقعات پیش آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا صرف یہ حصہ تھا جس میں فرعون کی سلطنت سے باہر ایک جگہ تک پہنچنے میں اس کو اور اس کے ساتھیوں کو بہت سے مسائل کا سامنا تھا اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ تھی کہ ان کو ان مسائل کے شکنجہ سے نجات دلائی جائے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات کی تاریکی میں سفر شروع کیا۔ جزیرہ نما عرب کے صحرا

افریقہ کے درمیان ایک بحری خشکی کا راستہ تھا، جو افریقہ اور ایشیا کو ایک دوسرے سے جوڑتا تھا اور وہ مصر کے شمال مشرق جانب تھا، لیکن رات کی تاریکی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے یہ بھول کوئی اتفاقی بات نہیں تھی بلکہ خدائے قدیر کا فیصلہ تھا، اور اللہ تعالیٰ کی ایک طے شدہ مدبیر تھی، وہ جائے خشکی کے راستہ کے بجائے دریائے قلزم کی طرف چلے گئے[۱۸] یہ مختصر تھا، مگر رات کی تاریکی میں وہ کہیں سے کہیں پہنچ گئے، جب صبح کی روشنی ہوئی تو دیکھا کہ سمندر سامنے ہے، اور پیچھے پیچھے دشمن کا لشکر ہے، لوگ چیخ اٹھے کہ اب کیا چارہ کار ہے، اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بدگمانی ہونے لگی جو پہلے ان پر ایمان لائے تھے، کہنے لگے آپ ہم کو کس جگہ لے کر آئے ہیں، جہاں سمندر کی پیچیدگی میں پھنس جائیں گے آگے دریا، پیچھے دشمن نہ جانے بچتے یا نہ بچتے، تو اب کیا کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہاں بھی پیغمبرانہ اور اولوالعزمانہ شان نمایاں ہوتی ہے سورۂ شعراء میں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے

فلما تراء الجمعن قال اصحب موسی انا لمدرکون ○ (الشعراء ۶۱)

جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کہنے لگے کہ اب تو ہم پکڑ لئے گئے۔

اس موقع پر کسی سیاسی لیڈر کا جواب کیا ہو سکتا تھا؟ یہی نا کہ ہم نے بہت سوچ سمجھ کر اور باریک بین پلان بنایا تھا، اور ہم بالکل ٹھیک ٹھیک اپنی پلاننگ کے مطابق چل رہے ہیں اور ہم کامیابی حاصل کر کے رہیں گے، ہمیں اس کا بالکل یقین ہے۔

ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ مجھے راستہ بتائے گا:

لیکن ایک صاحب علم و امانت پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا جواب دیا فرمایا

کلا ان معی ربی سیھدین ○ (الشعراء ۶۲)

ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ بتائے گا

یہ بات انہوں نے پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ فرمائی، پورے اطمینان قلبی اور اشراح صدر سے کہی، اس جملہ کا ہر لفظ بتا رہا ہے کہ ان کو اپنے مالک پر کس درجہ اعتماد تھا اور اللہ کی قدرت و عظمت پر کس درجہ یقین تھا، اور کیسی پورا یقین تھا کہ یہ راتوں رات نا سمجھ اللہ رب العزت کے حکم سے ہر وجود ریگ خواب بننے کو مایوس نہیں کرتا اس کا وعدہ کبھی خطاء

نہیں تا لیجئے تحریکوں کا یا خوف اور لشکر جرار سے نہیں؟

اس بات کا خوف کہ دوا پینے والوں کو تم نے لئے لئے تو نہیں لے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو حضرت سے بہت بعید ہے یہ تو کسی ایک خود سر قوم سے، کسی شفیق باپ سے، کسی سب مروت اور شریف انسان سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی، چنانچہ گو چہ صورت حال بہت سے خطرناک اور ظاہری آنکھوں سے بھی خطرات میں لوگ گھر گئے تھے پھر بھی ان کو دو برابر شک و شبہ نہیں تھا آخر وہ بھی برحق تھے اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اسی سے وحی اور پیغام لے کر آئے تھے رات دن پل پل پر اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں سرشتے تھے کائنات سب اس کی ملکیت ہے بھلا کوئی ایسی بات سوچ نہیں سکتی جس سے خوف و ہراس کو دل میں جگہ دی جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پورے یقین اور جوش سے فرمایا ہرگز نہیں! اللہ میرے ساتھ ہے وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔

اس واقعہ کو جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے ایک دوسرے واقعہ سے ملا کر دیکھئے اس کا بھی قرآن کریم ہی نے ذکر کیا ہے اور وہ واقعہ حضرت خاتم الرسل محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا (التوبہ ۴۰)

(اس وقت) دو میں سے دوسرے جب وہ دونوں (غار ثور) میں تھے اس وقت اپنے ساتھی کو کہہ رہے تھے غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کی تفصیل صحیح بخاری میں پڑھئے جس کو تمام سیرت کی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں تھے کہ حضرت ابوبکر کو مشرکین قریش کی آہٹ محسوس ہوئی اور کہنے لگے یا رسول اللہ اگر ان میں سے کوئی اپنے پیر کی طرف دیکھ لے تو ہمیں دیکھ سکتا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "تم ان دو کے بارے میں سوچتے ہو جس کا تیسرا خود اللہ تعالیٰ ہے" ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما"

اس دو عظیم پیغمبروں کے واقعات میں کس درجہ مماثلت ہے۔ اس پر غور کیجئے اس دو پیغمبروں کے درمیان قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں منصب نبوت پر فائز تھے اور ان کے ساتھ وہ پختہ یقین تھا جو آج بھی کروڑوں انسانوں کے ایمان و یقین کا محرک ہے ان دونوں پیغمبروں برحق کا یقین اللہ کی قدرت پر تھا اور ان کی حمایت و نصرت پر بھروسہ اس وجہ کا تھا جس کو بے

ہے۔ فلسفی، حکیم، دانشور، عالم اور فلاسفر سے پتے پوچھیں گے تھے، بلاشبہ اللہ کی دین ہے جسے وہ چاہتا ہے، مرحمت فرماتا ہے۔

پھر کیا ہوا؟

پھر کیا ہوا، اس کا جواب ان آیات کریمہ میں موجود ہے۔

فلو جینا بنی موسی ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم ○ وازلفنا ثم الاخرین ○ وانجینا موسی ومن معہ اجمعین ○ ثم اغرقنا الاخرین ○ ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرھم مؤمنین ○ وان ربک لھو العزیز الرحیم (الشعراء، ۶۳ تا ۶۸)

اس وقت ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو تو وہ پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا یوں ہو گیا کہ گویا بڑا پہاڑ ہے، اور دوسروں کو ہم نے قریب کر دیا، موسیٰ اور ان کے ساتھ والوں کو بچا لیا، پھر دوسروں کو ڈبو دیا، لیکن یہ بہت ایمان لانے والے نہیں ہیں، اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے۔

ارادۂ الٰہی اور اسبابِ مادی

مادی اسباب کے سلسلے میں انبیاء اور ان کے مخالفین کا فرق

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

قرآن کا ہر وہ واحد کتاب ہے جس نے انسانی تاریخ کے حساس ترین اور دلچسپ موڑوں کو محفوظ رکھا ہے۔ یہ کتاب واقعات کے تسلسل اور وحدت کے ساتھ یہ دیکھنے کا کتنا ہی بہت ہمیشہ بڑے تاریک محاذ، جنگ میں ہوئی ہے۔ وہ کتنا ہی بڑا ہو کر اور بے سر و سامان تھے، اور ملک و مال، دولت و ثروت اور ساتھی اور دوسرے وہ تمام مادی اسباب جن کو اسلام کی تاریخ بتاتا ہے ان کے مخالفین کے پاس تھے اور ان کے ماتحت تھے اور یہ سرمایہ وہ مضبوط ایمان ہوتا ہے جس تک ٹینک کی رسائی بھی نہیں اخلاص کامل ہوتا ہے جس میں ضمیر و حق کی آواز بھی آمیزش نہیں ہوتی، اللہ پر بھروسہ۔ اس کی طرف رجوع، اس کی پوری توفیق، عمل صالح تقویٰ حسن سیرت، اخلاق و صفات ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر (ذکورہ صفات کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے) وہ صحیح ایمانی دعوت ہوتی ہے جس کی تابعداری کی ضمانت خود خدا نے لی ہے۔

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد ○

ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں دنیا کی زندگی اور اس دن جب گواہ کھڑے ہوں گے ضرور مدد کریں گے۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز

اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے اللہ یقیناً قوی اور غالب ہے

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان

حمد لله رب العالمین

[illegible]

متقدمین و متصوفہ موضوع

[illegible]

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق و لکم الویل مما تصفون

بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں جو اس کا سر کچل کر رکھ دیتا ہے اور پھر وہ مٹ جاتا ہے۔ تمہارے لئے اس بات سے جو تم کہتے ہو ہلاکت ہے۔

فاما الزبد فیذهب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک یضرب الله الامثال

جھاگ یونہی غائب ہو جاتا ہے اور جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے اس طرح اللہ مثالیں دیتا ہے۔

تجربہ اور اللہ کی رحمت کی ترغیب

اس طرح کے قرآنی قصے اللہ اور اس کی مدد پر توکل کی [illegible] کے تمام اختلافات کے باوجود [illegible] دعوت ہیں اور تمام نامساعد حالات اور ماحول میں بھی دعوت حسن سیرت اور اعلیٰ صالح پر استوار کرتے ہیں۔ خدا کی نصرت کے معجزانہ کارنامے اور قدرت الٰہی کے کرشمات کے تذکرے قرآن میں پڑھتے رہتے ہیں جب قرآن کسی نبی کو خدائی مدد کے حسین تجربات دلاتا اور دشمن پر غلبہ کا ذکر کرتا ہے تو وہیں اس نبی کے ماننے والوں اور اس کی دعوت کے مخالفین کو اس تجربہ کی دعوت بھی دیتا اور انہیں رحمت الٰہی سے پر امید کر دیتا ہے جیسے ایوب کی پر خدا کے علیحدگی کے ذکر کے بعد ارشاد ہوا۔

رحمة منا و ذکری لاولی الالباب

یہ ہماری رحمت سے ہوا تاکہ عقل والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حضرت یونس کے بارے میں فرمایا گیا۔

فاستجبنا له و نجیناه من الغم و کذلک ننجی المومنین

ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور ہم ایسے ہی مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔

سلام علی موسی و هارون انا کذلک نجزی المحسنین

موسیٰ و ہارون پر سلام ہو ہم اسی طرح نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

سلام علی ابراہیم کذالک نجزی المحسنین

ابراہیم علیہ السلام کی خبر تحقیق کے ساتھ بیان فرمائی ہے

اس کو بعد کے لوگوں نے بھی قبول کیا

بعضھم عن بعض کذالک نجزی من شکر

یہ بھی ہماری نعمت کے شکر کرنے والے تھے

اس لئے آپ کے بعد بھی یہ شغل برابر قائم رہا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی تاریخی کتابوں میں آپ کا ذکر
ذکر جمیل کے ساتھ ہوا اور ہر سماوی مذہب کے پیرو آپ کی عظمت کے قائل ہیں

لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب ماکان حدیثا یفتری ولکن
تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شیء وھدی ورحمۃ لقوم یومنون

ان کے قصوں میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے یہ قرآن کوئی دل سے نہیں
بلکہ پہلے کتابوں کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والی قوم کے لئے ہدایت
اور رحمت ہے۔

وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک وجاءک فی
ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمومنین

اور ہم پیغمبروں کی تمام خبریں آپ کو سناتے ہیں جس سے دل آپ کا قوی ہوتا ہے اور آپ کے پاس
اس سورت میں حق پہنچا اور نصیحت اور مومنوں کے لئے یاد دہانی ہے۔

تمام انبیاء کے ساتھ اللہ کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کا یہ عام طریقہ ہے کہ ہر زمانہ کے انبیاء حضرات اپنی قوم سے کہتے
رہے

وما ملک وجھک الاولون

کہ ہمارا دین ہمارا مذہب ہمارے آباؤ اجداد کا مذہب ہے

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مختصر سے حاشیہ میں

یہی مطلوب لکھا ہے

میں شکست کھا، بابوس میرے ہو

اور حضرت ہود نے قوم سے کہا

لوان بی یکم قوۃ لوادی الی رکن شدید

کاش تمہارے مقابلہ کی مجھ طاقت ہوتی یا کسی مضبوط چیز کا سہارا ہوتا۔

اور حضرت شعیبؑ کی قوم نے ان سے کہا

ماتفقہ کثیرا مما تقول وانا لنراک فینا ضعیفا ولولا رھطک لرجمناک وما انت علینا بعزیز

جو تم کہتے ہو اس کا بیشتر حصہ ہم نہیں سمجھ پاتے اور ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور پاتے ہیں اور اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے اور تم ہم پر غالب آنے والے نہیں۔

اور فرعون نے اپنے اور حضرت موسیٰ کے بارے میں صراحت اور بے شرمی کیساتھ کہتا ہے۔

وناادی فرعون فی قومہ قال یقوم الیس لی ملک مصر وھذہ الانھار تجری من تحتی افلا تبصرون ام انا خیر من ھذا الذی ھو مھین ولا یکاد یبین فلولا القی علیہ اسورۃ من ذھب او جآء معہ الملائکۃ مقترنین

اور فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کی اور کہا کہ اے قوم کیا میرے پاس مصر کی سلطنت نہیں؟ اور یہ نہریں میرے قدموں کے نیچے بہہ رہی ہیں کیا تم غور نہیں کرتے؟ کیا میں اس سے بہتر نہیں جو ذلیل ہے، اور بولنے پر بھی قادر نہیں اور اگر وہ سچا ہے تو اس کے پاس سونے کے کنگن کیوں نہیں آئے یا اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں آئے۔

عیاں جن قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے، وہ بڑی قوت و قدرت والی بڑے سروسامان کی مالک اور بڑی خوشحال قومیں تھیں، حضرت ہودؑ کا قوم پر امت کے بارے میں گذر چکا

واتقوا الذی امدکم بما تعلمون ○ امدکم بانعام وبنین وجنت وعیون

ڈرو اس سے جس نے وہ کچھ تمہیں دیا جو تم جانتے ہو تمہیں چارپائے اولاد میں کھیتیاں اور باغ دیئے ہیں۔

اور حضرت صالحؑ نے اپنی امت سے فرمایا

فاتقوا اللہ واطیعون. وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب

الخمس ○ اتترکون فیما ھھنا اٰمنین ○ فی جنت وعیون ○ وزروع ونخل طلعھا ھضیم ○ وتنحتون من الجبال بیوتا فرھین

تو حضرت ہود علیہ السلام نے ان کا حکم سے بدلہ نہیں مانگا اجر بدلہ (تنخواہ) اس کے دینے والے کیا چیزیں (تمہیں یہاں چھوڑ دیں گے) ان میں تم ہمیشہ خوب چھوڑ دیئے جاؤ گے باغوں، چشموں اور کھیتیوں اور کھجوروں جن کے خوشے ملائم ہوتے ہیں اور تکلف سے پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔

اور شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا "اے میری قوم" یہ تمہیں خوشحال دیکھ رہا ہوں۔ لیکن خدا کی عطا کردہ اس خوش حالی کا شیخ کیا ہوا؟ اس کا جواب قرآن کی زبان سے سنئے

الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنھم فی الارض مالم نمکن لکم وارسلنا السماء علیھم مدرارا وجعلنا الانھر تجری من تحتھم فاھلکنھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا اٰخرین

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا جنہیں ہم نے وہ قوت دے رکھی تھی جو تمہیں نہیں دی اور ہم نے ان پر آسمان کے دہانے کھول دیئے (برسات سے) نہریں بہا دیں پھر ان کے گناہوں کے سبب انہیں ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسری نسل کو کھڑا کر دیا۔

مادیت سے لئے سب سے بڑا چیلنج اور اسباب کی خدا کی مخلوق سب سے بڑی جاذبیت

حضرت [illegible] قرآن میں [illegible] اسباب کی فراوانی تاشیح کے [illegible] سب سے بڑا چیلنج [illegible] سامنے والوں کی قوت کا فقدان [illegible] اور ان کی ضروری اور غیر ضروری [illegible] سے بڑی چیز سے بڑی چیز حضرت [illegible] اور اس سے جائیداد کے اختلاف [illegible] کرتے تھے، جس کی تقدیس کرتے اس کا مجسمہ بناتے اور اس پر طرح طرح [illegible] ان کو تقدیر سمجھتے [illegible] پر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

لاحسن

کرے تھے آ ا ا سے عدل لا لائی ن چا ا ا

فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع و امنھم من خوف

تو انہیں اس گھر کے خدا کی عبادت کرنا چاہئے جس نے انہیں بھوک کے بعد کھانا کھلایا اور خوف کے بعد امن نصیب کیا۔

حضرت ابراہیم نے انہیں ایسی خشک زمین پر اتارا تھا جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا لیکن ربت کے دل سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا اور وہاں اتنے سے اب تک اس طرح جاری ہے کہ لوگ اسے بھی بھر کر پیتے اور اپنے ملکوں کو لے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے اپنے گھر والوں کو چٹیل میدان میں لا چھوڑا تھا جہاں دور دور تک کوئی مقام بن گیا اس کے اطراف عالم کے لوگ عوام فقر کرتے اور رات گزارتے ہیں دنیا کے گوشہ گوشہ سے منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے پہنچتے ہیں اور دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

اس طرح حضرت ابراہیم کی زندگی اپنے زمانہ کی پھیلی ہوئی ہوئی ربت، سباب کی عبادت اور ان کی بندگی کے لئے تیغ اور اس کی قدرت مطلقہ اس کے غالب ارادے پر ایمان کی زندہ مثال تھی اور اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا کہ اس نے اس کے سامنے اسباب کو بھی پامال اور ان پر حیرت انگیز نتائج پیدا کئے۔

حضرت موسیٰ کا واقعہ شک اور محمد و ہدایت، جنیت کے لئے تیغ

قصہ ابراہیم کے بعد حضرت موسیٰ کا قصہ بھی اس مقصد کے لئے ایک کھلے پیغام کی حیثیت رکھتا ہے جو اسباب، اعداد کو تو اختیار اور ان پر اعتماد کا اس سمجھتی ہے اور ان کی قاہر طاقت میاں کرتی ہے جو عالم ہی نہیں بنتی۔

یہ قصہ ان لوگوں کو اس آزمائش میں ڈالتا ہے جس کی خبر علم نے اسباب اسباب سے اوپر کی حالت یہاں میں اپنے ایک سابق مقالے میں کی تھی جس حضرت موسیٰ کے قصہ اور اس کی عبرت و بصیرت کا جائزہ لیا گیا تھا۔

حضرت موسیٰ مصر کے ایک نام نہاد مقتدر گھرانے میں پیدا ہوتے ہیں۔ خون سرائیل و پرورش ہوتی ہے لیکن ان کے خاندان کے غلام ہونے کی وجہ سے ان کا حال سارا ان مستقبل تاریک اور قصر کی بنیادیں ہلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان حالات میں

وَأَوْرَثَنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ

ہم نے اس قوم کو زمین کے مشرق و مغرب کا اس میں ہم نے برکت دی ہے مالک بنا دیا جو ذلیل و خوار سمجھی جاتی تھی اور آپ پروردگار کے نیک وعدے بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے نتیجے میں پورے ہوئے اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کی بنائی ہوئی اور بلند عمارتوں کو تباہ کر دیا۔

قصص کے بیان کے مختلف اور معروف طریقوں سے کس طرح

قصص کے بیان کے مختلف اور معروف طریقوں سے کس طرح

قصص کے بیان کے مختلف اور معروف طریقوں سے کس طرح

قوم کے حق سے اس نے مصری شدید غربت و افلاس کا شکار تھے اور اسرائیلی ان سے بے حد امیر تھے۔ غربت و افلاس میں اس کا بڑی حصہ قبیل ان پر ایسا کی جس سے ہوئے کا سماج ہے اس کے لئے عزوی مقدر ہو چکی ہے۔ سب حالات اس کی گم نامی و بدنامی اور بے عزتی و بے توقیری اور ٹھوکریں کھانے کے لئے کسی بھی معزز و محترم مقام (یہ جائیگہ حکومت و سیادت منصب جلیل جس کے حقدار صرف شرفاء ہی تھے) کا حقدار ہی کا سب ہو سکتے تھے کہ اس کے بعد وہ مصر کے بادشاہ ہوتے اور ان کے لیے ناقابل ہوتے اور لوگوں پر بڑا رعب، دب دبا ہو گیا اس کے برعکس لوگوں نے کھلی آنکھوں سے حضرت یوسف کو مصر کے تخت حکومت پر بیٹھتے اقتدار سنبھالتے دیکھا۔

وکذالک مکنا لیوسف فی الارض یتبوء منها حیث یشاء نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین

"اس طرح ہم نے زمین پر یوسف کے قدم جمائے کہ وہ جہاں چاہے رہے ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

قصہ یوسف اور سیرت نبوی میں مماثلت

عاقبت اندیش اور تدبر سے کام لیا جو اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے تھے، وہ بھی ایسے ہی تاریک حالات سے دوچار تھے۔ وہ انہیں بھی اقتدار کی سی موقف کی کمزوری، اجنبیت، بے وطنی، بے مائیگی، بے بضاعت اور قوم کی شدید مخالفت و مقاطعہ، ٹھٹھہ، مذاق اور استہزاء کا نشانہ بننا پڑا اور فقر و تنگدستی کی مظلومیت (جنہیں اہل دین اور حس کہتے تھے) سول خیبر کے قبل سازش، مستقل خوف، خطرہ کا سامنا تھا جس کا قریش سے وابستہ کسی خیر کی امید اور اس سے بہتر تصور بھی ممکن نہیں

واذکروا اذانتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس

"اور یاد کرو جب تم تھوڑے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور تمہیں یہ ڈر تھا کہ لوگ تمہیں کہیں اچک نہ لیں"

رسول اللہ ﷺ کو مدد غیبی اور عظیم مستقبل کی بشارت

اس آیت مبارکہ میں جو روحانی امید افزا حالات اور عظیم مستقبل کی بشارت دی گئی ہے اس کی کوئی نہ کوئی جھلک ہر دور میں روشنی کی کرن بن کر نمودار ہوتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت یوسف کا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے قصہ یوسف سے بہت سی مشابہت رکھنے والے قریش کے معاملات تھے۔ اور یوسف کے معاملات کے جو پہلو نظر آتے ہیں وہ ہمارے نبی ﷺ میں بدرجہ اتم سے آشکار ہوتا ہے اور آخر میں اس کی نتیجہ اختلاف تعظیم اور مدت پر روشنی ڈالی ہے اور روحانی اور آبائی تعلق سے اور جو رحم سے ہوتی ہے اور اس تفسیر اور التجاء رحم پر روشنی ہے۔

حضرت یوسف نے سفر میں کنعان کی تاریکی، راہ بھٹ نبوی میں مارشوں، مرحلہ اور اس یعقوب کی رستان میں قید و سفر کا باب لکن جبراً مطلب کی سیرت کے شعب ابی طالب والے باب ایک دوسرے کے بہت مشابہ ہیں۔ ان کے دشمنوں کی طرف سے یہ اعلان واضح ہے کہ

ما اللہ لقد اثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین

بخدا اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور ہم ہی خطا کار تھے۔

اور دونوں مرحلوں سے قوم کو یکساں اور موثر پیغام جواب ہی دیئے۔

لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین

آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

قرآن نے اس عظیم قصے کو اس طرح شروع کیا ہے۔

نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن وان کنت من قبلہ لمن الغفلین

ہم آپ سے ایک بہترین قصہ کہتے جا رہے ہیں اس سبب سے کہ ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے اور اگرچہ آپ اس سے پہلے غافلوں میں تھے۔

اور قصہ کو اس طرح کیا ہے۔

انبیاء کی کامیابی امت کی کامیابی

یہ مکمل کتاب کی آیتیں ہیں، ہم آپ کو موسیٰ و فرعون کا ٹھیک ٹھیک قصہ مومن قوموں خاطر بتا رہے ہیں فرعون نے زمین (مصر) میں بڑی سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو تقسیم در تقسیم دیا اور ایک طبقہ کو اس نے کمزور کرنا شروع کر دیا، وہ ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا وہ مفسدوں میں سے تھا ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور بنا دیئے گئے ہیں اور انہیں امام اور وارث بنائیں اور زمین پر ان کے قدم جما دیں جیسے فرعون و ہامان اور ان کے لاؤ لشکر کو جس اندیشے سے وہ ڈرتے تھے وہ دکھا دیں۔

داعیوں اور مومن و صالح کام کرنے والوں کے لئے قوت و اعتماد کا سرچشمہ

یہ بلیغ مؤثر قصے قلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقویت و تسلی کے لئے ہوتے تھے، جیسا کہ فرمایا گیا۔

وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادک وجاءک فی هذه الحق وموعظة و ذکری للمؤمنین

اور رسولوں کی خبروں میں سے ہم ہر وہ خبر آپ کو دیتے ہیں جس سے آپ کے قلب کو تقویت دیں اور آپ کے پاس اس سلسلہ میں حق اور مومنین کے لئے نصیحت اور یاد دہانی آ چکی ہے۔

یہ سچے قصے داعیوں اور منہاج نبوت پر کام کرنے والوں اور ایمان و عمل صالح و تقویٰ کی طرف بلانے والوں مصیبت پر صبر کرنے والوں صابر قائم رہنے والوں اور اللہ کے راستہ میں جا گنے والوں کے لئے ہمیشہ قوت و ثابت قدمی کا اور روشنی پیدا کرنے والی امید اور فلاح اور مخالفوں کے مقابلہ پر فتح و نصر کے قوی نفس کا سرچشمہ خزانہ رہے ہیں۔

وتمت کلمة ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا ودمرنا ما کان یصنع فرعون وقومه وما کانوا یعرشون

اور بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے بدلہ میں آپ کے رب کی اچھی بات پوری

ہوں اور جو قرآن پڑھ رہی تھی اور ہو وہ بھی جو جانتے تھے اس نے بہت دیر تک سوچا پھر

اور یوسف نے اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نعمتوں کا میاں بیوی کی توجہ کرتے ہوئے فرمایا

قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا جو بھی تقویٰ اور صبر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

یہ جان لینا چاہئے کہ یہ اللہ کی وہ سنت ہے جس میں کبھی استثنا نہیں ہوتا اور صبر کے متبادل طریقہ پر دعوت اور کوشش ایمان و عمل صالح صبر و طاعت اور اچھی پاکیزہ سیرت جیسا مبارک درخت ہے جو خدا کے حکم سے ہمیشہ سدا بہار اور ثمر دار رہتا ہے اور ایک کمزور ترین فرد بھی ان صفات کے ذریعہ قوی ہو جاتا ہے اور کوئی بھی اکثریت اگر ان اخلاق فاضلہ کی حامل ہوتو وہ اکثریت ہے۔

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین

کتنی ہی چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ گئیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

سست مت بنو اور نہ غمگین ہو تمہیں سربلند رہو گے اگر تم مومن ہو۔

قصے سل در سل قوت صبر کا سرچشمہ اپنے پر بھروسہ، اور اس کی دلیل ہر برے کی وجہ سے بچنے کے لئے اللہ کی دعوت ہی کو منتخ و نظر ملتی ہے اور اللہ کی پسندیدہ سیرت صفات کی کے ساتھ قوت و فلاح وابستہ ہیں خواہ اس کے اسباب کتنے ہی مخالف ہوں اس کی مخالف قوتیں کتنی ہی خبر آزما اور بڑی طور پر اس قوت کے حامل کتنے ہی کمزور کیوں نہ ہوں۔

قد کان لکم ایۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ یرونھم مثلیھم رای العین واللہ یؤید بنصرہ من یشاء ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار

[illegible]

انبیاء علیہم السلام کی دعوت پر ایمان نہ لانے پر ہلاکت و تباہی

[illegible] سیرت نے اللہ تعالیٰ سے اپنی کتاب میں کبھی تفصیل اور کبھی اجمال کے ساتھ بیان کیا ہے اور بتلایا ہے کہ اس کا ذکر کیا ہے اس سے میں ایک ایسا اٹل قانون پایا جاتا ہے جس میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا اور وہ یہ ہے کہ [illegible] کا انجام کار ہوں ۔ باوجود اس کے کہ اللہ کے اپنے دشمنوں سے مقابلہ میں ظاہری حالات کی وجہ سے کبھی کبھی ایسی صورتیں ہوتی ہیں یا تو یہ مخالفین یہاں سے آتے اور ان کی دعوت قبول کر لیتے ہیں اور ان کے مخالف ختم ہو جاتے ہیں یا پھر بدلک اور تباہ و برباد کر دیے جاتے ہیں۔

فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العلمين

پھر کاٹ دی جڑ ظالموں کی اور سب تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے۔

انفرادی اور قومی مصالح کی کوئی قیمت نہیں

[illegible] انسانیت کی سعادت اسی میں ہے [illegible] اس کی نظر اللہ پر قیمت ہے کہ اس کے [illegible] میں طاقت اور قوانین قدرت بھی [illegible] جاتے ہیں اور اس کے سے وہ کچھ کیا جاتا ہے جس کا ظاہر بھی نہیں ہوتا اور فردی یا اجتماعی مصالح [illegible] یا سیادت مصنوعی خواہش اور [illegible] قیاسیں جو [illegible] ہیں اور [illegible] اس سے [illegible] کوئی نکر نہیں ہوتا۔ [illegible] اور کفر و ظلم کی طاقتوں سے [illegible] میں [illegible] اور [illegible] اس لئے ہوں [illegible] اور [illegible] اس کے نکرانی [illegible] اس [illegible] اس [illegible] اس [illegible] میں [illegible] اور [illegible] اس [illegible] اس [illegible] اس

اپنے مشکلات و مسائل سامنے آجاتے ہیں جس کی ابتداء و انتہا معلوم نہیں ہوتی۔

ایک پھیلا ہوا غلط خیال

آج مسلم قوموں اور عالم اسلامی میں یہ خیال مقبول و مروج ہے اور اس پر سب کا ایمان و یقین ہے کہ سیرت و اخلاق کے مقابلہ میں مادی طاقت ہی فیصلہ کن سیزاں اور سیاہ ہے، بہت سے اچھے اچھے، پڑھے لکھوں حتیٰ کہ دین کے علمبرداروں کا بھی یہ نعرہ و دعویٰ ہے کہ "مادی طاقت سب سے پہلے"

یہی وہ طریقہ فکر ہے جس کا ابطال اور تردید ہو، انبیاء و مرسلین کی سیرت اس کے سات پیش آنے والے حوادث اور ان کے ہاتھ سے ظاہر ہونے والے عجائب و معجزات، ان پر ان کی نصرت و فتح سے اعتماد اور ان کے دشمنوں سے انتقام میں موجود ہے۔

یہاں ایک بار پھر اپنے رسالہ "نور و نار انگلیز" سے ایک اقتباس مستعار لیتا ہوں۔

"ایک طویل مدت سے ہم اپنی دولت، اپنی قیمت و حیثیت کو (دنیا کے نقشہ میں)، دل طاقت صلاحیت، وسائل "خام مواد" "مکی پیداوار" "عددی طاقت" "جنگی پوزیشن" سے تولتے اور ناپتے رہے عادی ہو گئے ہیں اور ہم کہیں اپنا پلڑا بھاری اور کہیں ہلکا پاتے ہیں اور اس سے خوش یا افسردہ ہوتے ہیں۔"

ایک عرصہ سے مغرب کی قیادت دنیا پر چھائی ہوئی ہے اور گویا ہم نے مان لیا ہے کہ یہ نقطۂ نظر اور طرز فکر اور اصل قانون ہے جس میں کوئی تبدیلی اور انقلاب نہیں آسکتا اور اس طرح وہ قدیم مثل پھر زندہ ہوتی نظر آتی ہے کہ "اگر تم سے کہا جائے کہ کنواں میں گر جاؤ تو کیا تم کود پڑو گے" کبھی اس کو باور نہ کرنا ہم اپنے مغربی اقتدار اور مغرب کی قائدانہ صلاحیت کو چیلنج کرنے کے بارے میں کبھی سوچتے بھی نہیں اور اگر کبھی علم و تحقیق سے آنکھ چار کر اور عقل و فہم کو نظر انداز کر کے سوچتے بھی ہیں تو ہم اپنے وسائل و امکانات جنگی طاقت، اسلحہ کی پیداوار اور اس کی طاقت کی پوزیشن کا جائزہ لیتے ہیں، تو ہم کو نا امیدی اور بددلی گھیر لیتی ہے اور نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر عمومی و عالمی زندگی کے معیار سے دور ہونے مغرب کا ساتھ دینے اور دو بڑی طاقتوں میں سے کسی ایک سے وابستہ رہنے ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

ایمان واطاعت مومن کا ہتھیار اور کامیابی کی کنجی

اللہ نے قرآن میں انبیاء کی سیرت و کردار کے واقعات بیان فرمائے ہیں اور ہم نے اپنے حقہ سے میں کچھ واقعات پیش کئے ہیں ان سے ہمارے لئے جو اہم سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ایمان اور اطاعت کے ہتھیار سے ہی ہم کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور ہر میدان میں کامیابی ہمارا مقدر بن سکتی ہے۔ ہم نے مخالفین کا مقابلہ کیا اور ان کی چھوٹی بڑی ہر جماعت کامیاب رہی کیونکہ ایمان اور اطاعت کے ہتھیار سے لیس تھی۔ یہاں "اطاعت" دعوت و فداء تھی۔

وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا وكانوا بايتنا يوقنون

اور ہم نے ان میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے جب وہ صبر اور ہماری آیتوں پر یقین کے سبب ہوا۔

واوحينا الى موسى واخيه ان تبوا لقومكما بمصر بيوتا واجعلوا بيوتكم قبلة واقيموا الصلوة وبشر المؤمنين

اور ہم نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی کو وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کو مصر میں مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو عبادت کی شکل دو اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو بشارت دے دیجئے۔

يايها الذين امنوا ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

فلا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلون والله معكم ولن يتركم اعمالكم

تو کمزور نہ پڑو اور نہ ہی کسی کی طرف بڑھو تمہیں غالب رہنے والے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال میں کمی نہیں کرے گا

امت مسلمہ کا مستقبل انبیاء کی سیرت سے وابستہ

اس نے ہمیں قصوں کا سلسلہ اور تسلسل سے ہم میں ان کی روحانی اور ان پر سیرت سے بتانے کیلئے ہے تاکہ ہم ان کے نقش قدم پر چلتے رہیں اور

قرآن نے اس کے نقوش محفوظ رکھے ہیں

کمزور قوموں کے لئے ترقی امید کا دروازہ ہوتا ہے تو یہی وہ مکتا ہے جو صاف دشمن و حقیر قوموں کا مستقبل کی طرف طریق سے ہٹا دیتا ہے اور اللہ کی حق کہنا اور دین کا دفاع کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجتماعی ذہن اور قربانی وایثار کا جذبہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

عزیز طلبہ! آپ سے کچھ باتیں کہنی ہیں، بہت سی ہیں لیکن اس وقت ہم یہ اہم اور ضروری بات کہیں گے کہ آپ اپنے ذہن کو اشتمال بنایئے، صرف اپنے مفاد کو سوچنا کہ ہمیں فائدہ ہو جائے، دین پر کچھ آنچ آرہی ہے ملت پر جو کچھ گزر جائے ہمیں اس کی فکر نہیں کرنی ہے، اس ذہن سے بڑا نقصان ہوا ہے، دیکھئے تو قرآن شریف میں آتا ہے "ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ اس کو بہت سے لوگ ایسے پڑھ لیتے ہیں جیسے "ولا تقربوا الصلوٰۃ، ولا تقربوا الصلوٰۃ" نماز کے قریب نہ جاؤ" بعض بے حیا قسم کے لوگ اس طرح پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں صاحب! قرآن شریف میں تو ہے نماز کے قریب نہ جاؤ۔ "لا تقربوا الصلوٰۃ" اس طرح بدنیتی کے ساتھ تو نہیں لیکن بعض نادانیت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کو مولوی نے کام سے بچا دیا ہے۔ ان کو جہاں کہیے وہ تبلیغ میں چلے کچھ خدمت دین بتلائیے اپنی تہمت کے لئے کہتے ہیں "ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" قرآن شریف میں ہے اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو، کوئی کام ایسا نہ کرو، جان بوجھ کر ہم میں تمہیں نقصان پہنچے حالانکہ اس آیت سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ بلکہ اس آیت کا سیاق بالکل اس کے برخلاف ہے چنانچہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر یہ ارشاد فرمایا تھا، صحابہ کرام نہیں جانتے یہ آیت تو ہم مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس کی تفسیر تو ہم سے بہتر کیا جانتا، قصہ یہ ہے کہ جب اسلام مدینہ میں آیا اور وہاں کافی تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے تو ہم انصاریوں نے اس کا ساتھ دیا اور اپنی جان و مال سے ساتھ دیا اور اپنے تعاون سے آنحضور ﷺ کو مدینہ میں بلا لیا، اس وقت اسلام کے لئے جاں نثاری کے جذبے

تھے میدان جنگ میں کہ جائے تو وہاں پہنچے سے میدان میں لیا جائے تو وہاں ا... حرب سے کو جا چاہئے تو ہم حاضر ہو گئے پھر ... بھی کہ کیا ... ہے ... ہمارے ... ہمارے ... ہیں کا کیا حال ہے ... کے بعد جب ہم ... یہ کہ اب اللہ کے فضل سے مسلمانوں کی تعداد ... ہو گئی ہے اور اب ... ہیں ... ہوا اور میدان میں ... ہے ... ہیں کہ ... ہے ... ہیں ... ہماری چالاکیوں ... ہو گئے ... ہیں ... ہے ... ہیں ... ہیں ... ہیں

اور پھر اس کے بعد بازار کی اس سڑک میں مختصر حاجیوں اور خصوصاً سیالکوٹ کے حضرات میں
میں، جمعوں کی رات میں عمر نکلیں اور رات خوب آئیں ولا تقولوا ولا تقولوا یکم الی التہلکۃ تو
سارا دن ہی مصروف ہو کے رہ جائے تو مسلمانوں کا ذہن عمومی سے اوقاتی ہونا چاہیے یعنی
امت کے مسائل ہو لیکن چاہے اگر شخص صرف اپنے حاجوں کو دیکھنے لگے تو یہ کی
عبادت یہاں سے ہوگی۔ میں اس امر کے متعلق نہیں کہتا، الحمد للہ اس کے متعلق کہنے کے
لئے یہ جماعت کافی ہیں اور جو وہ کام کر رہا ہے۔ تعارف اور ذاتی خدمات وہ الگ لیکن
یہاں یہ لیں نے کہ فلاں اور فلاں چراغ بجھ رہا ہے نام یہ کہتے ہیں کہ ان کا تعلق ہے
یہ کہتے ہیں اپنے علاقے کی خبر رکھتے، اپنی اپنی جگہ کی مسجدوں کی خبر رکھتے۔ مدرسوں کی خبر رکھتے
اپنی اپنی جگہ دینی تعلیم کی خبر رکھتے، اپنی اپنی جگہ کے مسلمانوں کی عادتوں اور ان کے برے
اخلاق کی خبر رکھتے، ہاں کمی کی وجہ سے دست آئیں، کمی کمزوری ہے، تھکاوٹ، تھکاوٹ تو کمزوری ہے لیکن برستی
نہیں کہ مسلمانوں میں تو یہ یہ عیب ہیں، مسلمانوں میں تو یہ جرائم ہیں، ان ان چیزوں کے
مرتکب ہو رہے ہیں، ان چیزوں کی خبر رکھتے یہ دین کا اجتماعی نقصان کر آپ پر طاری نہ ہوا تو
ہندوستان جیسے ملک میں دین کا باقی رہنا مشکل ہے اور ہندوستان کا کیا کہنا ہے ہندوستان تو خدا
کے فضل و کرم سے بہت بہتر ہے اور کئی معنوں میں یہاں تو اپنی اسلامی حکومتیں ہیں، مسلمان
حکومتیں ہیں وہاں تو ہندو حکومت پتہ نہیں کیا کر سکتی ہے نہ جانے اور ہر جگہ ... اور کچھ نہ کر سکتا ہے جس کا ذکر
آپ نے کیا اور اس کی شان شوکت معلوم ہو، اس کے نیچے کے اختیارات، ان کی تنخواہ آپ
کو معلوم ہوتی آپ حیران رہ جائیں گے کہ کسی ملک کے صدر جمہوریہ کی جو شان ہوگی وہ تنخواہ ہوگی
یعنی وہ کچھ نہیں کر سکتے، اگر چاہے بھی وہ نہ چاہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا، کسی کو کوئی دلچسپی ہی نہیں
ہے اب اپنے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ہماری ... پڑھے ... اور علمی سے کام ہے
لگ رہے ہیں اور علمی سے بڑی آسانی اس میں مل جائے اس کے علاوہ کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں
نفس سے یہ بہت خطرناک وقت ہے، ہاں روایت سے قوموں کے چراغ گل کر دیئے ہیں،
جس سے روایت ہاری ہوئی وہاں ان کا سر جھک کر رہ جاتے ہے ... اصلی پوری
زندگی صرف ... کوئی ... یہ بہت بڑے ملک میں یہ ہو رہی ہے اور موجود ہے
... ہی سے ... مطلب نہیں ہے ... ان کی خوشحالی کی ... کی بنا رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغ دین کے لئے ایک اصول

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

شریعت اسلامیہ کا دین کا جو حصہ ہم تک پہنچا ہے اس کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں۔ ایک تو وہ حصہ ہے جو اپنی خاص ہیئت و شکل کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے اور اس کی ہیئت و شکل مطلوب ہے۔ اس کو ہم "منصوص" کہہ سکتے ہیں کہ یہ وہ دینی امور ہیں جو اپنی خاص ہیئت و صورت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ (مثلاً) ارکان دین اور سنت سے ثابت فرائض جن کو نہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک سے ادا یا ترک کر کے شکلیں بتائی ہیں۔ اور خود کر کے بھی دکھائیں۔ (مثلاً) نماز، حج، وضو وغیرہ دین کا دوسرا حصہ وہ ہے جس میں شکل مطلوب ہے لیکن ہیئت کی مختلف اور متضاد شکلوں کی بناء پر (اور زمانہ کے تغیر اور امت کے لئے سہولت کا خیال کر کے) آپ نے اس کی شکلیں متعین نہیں فرمائیں صرف اتنا بتلا دیا کہ یہ مقصود ہے۔ یہ چیزیں خود منصوص ہیں، ان میں کوئی خاص وضع و ہیئت منصوص نہیں (مثلاً) جہاد فی سبیل اللہ، دعوت الی اللہ، علم دین کے حاصل کرنا اور اسلام کا امت تک پہنچانا یہ سب امت سے مطلوب ہے اگر امت ان کو چھوڑ دے اور بالکل ترک کر دے تو وہ گنہگار ہوگی لیکن صرف یہ اعمال مقصود ہیں۔ ان کی کوئی خاص شکل و طریقہ متعین نہیں کیا گیا بلکہ اس بارے میں امت کی عقل سلیم پر اعتماد کیا گیا ہے اور ان کو اپنی اپنی سہولتوں پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

یہ منصوص اور غیر منصوص کی واضح مثال لباس کا مسئلہ ہے۔ لباس کا مقصد ان چیزوں سے اپنے جسم کو چھپانا ہے جو ستر اور تکبر کا سبب بنتے ہوں جیسے ریشم مرد کے لئے ریشم نہ ہو۔ یہ لباس بھی منصوص ہے اور اس کی شرائط بھی منصوص ہیں۔ مثلاً لباس کی شکل ایسی نہ ہو جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہو اور اس کی قطع وغیرہ منصوص ہیں۔ اس میں امت کے لئے بہت سی سہولتیں ہیں ان کو امت کی

چیزوں کی اصل ہیئت کھلے اور ان کے صحیح مقام پر رکھنے کا پیمانہ سارے ہاتھ آ گیا۔ اس کے بعد صحیح اصول پر چلنے والی اور مخلصانہ دینی دعوتوں، دینی اداروں اور خلقوں کے درمیان تقابل، تصادم اور اختلاف کا کوئی موقع باقی نہیں رہتا۔ فرق ہو جاتا ہے وہ صرف اپنے تجربوں اور حالات کے مطالعہ کا ہے کہ کام کی کوئی شکل جو طریقہ یا دعوت اثر انگیز ہے اور کس سے وہ اپنے مقاصد حاصل ہوتے ہیں جو اس کام سے مطلوب ہیں؟

دعوت دین کی مخصوص شکل اور طرز کی افادیت و تاثیر کی دعا ضمانت کی جا سکتی ہے لیکن کسی کو اپنے تجربہ اور مطالعہ کا اس طرح پابند نہیں کیا جا سکتا، جیسے دیگر تعلیمی اور تصنیفی قرآنی کام، دین کی خدمت کرنے والی کوئی جماعت اگر کسی خاص طریقہ کار کو اختیار کرتی ہے (بشرطیکہ وہ دین کے اصول اور سلف صالحین کے متفقہ مسلک اور طرز فکر کے مخالف نہ ہو) تو وہ اپنے قصد میں حق بجانب ہے۔ ہم اپنے مخصوص طرز کار کو دوسری دعوتوں اور دین کی خدمت کرنے والے دوسرے حلقوں کے سامنے بہتر سے بہتر طریقہ پر پیش کر سکتے ہیں، لیکن اگر صرف طرز کار کے فرق کی وجہ سے ہم ان کو غلط کار سمجھیں یا ان کی دینی، سماجی اور سیاسی کی کوششوں کی نفی کریں جن کو انہوں نے اپنے تجربہ اور مطالعہ اور زمانہ کے تقاضوں کے پیش نظر اختیار کیا ہے اور ان کی افادیت و اثرات اور برسوں کے تجربہ سے اس پر واضح ہو چکی ہے اور کتاب و سنت اور سیرت صحابہ اور حکمت دینی کے صحیح دائرہ میں اس کے لئے ان کے پاس شواہد اور دلیل پائے جاتے ہیں تو یہ ہماری غلطی اور زیادتی ہوگی۔ ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ ان سے دوبارہ غور کرنے اور نتائج کو دیکھنے اور الفاظ نہ کرنے کی درخواست کریں لیکن ان کی تحقیر اور تردید کرنا اور ان کو غلط کار اور گمراہ سمجھ لینا ہے اور خدمت دین اور اقامت دین کے جذبہ رکھنے والے کو بد دل اور تنگ بنانے اور امت دین کے مشترکہ کاموں سے منقطع کرنے کے مترادف ہوگا۔

دعوتوں اور طریق کار میں بعض چیزیں وہ ہوتی ہیں جس کی بہیں شریعت نے سختی سے ممانعت کی ہے۔ بعض انتظامی امور ہوتے ہیں جو حدیث و قرآن سے استنباط کئے جاتے ہیں۔ وہ اصولی طور سے صحابہ کرام کی زندگی میں نہیں تھے لیکن حاصل اس بحث میں یہ نہیں تھے۔ یہ سب چیزیں اجتہادی اور تحریمی ہیں۔ ان چیزوں پر ان خاص شکلوں پر ہر جگہ اور ہر شخص کے متعلق جس چیز کی طرح اصرار کرنا صحیح نہیں ہے۔

بیماری ہے جو کسی کی صحت کو خراب کر دیتی ہے (جس کی تفصیل ۲۰ آیت ۔ ۔ ۔ میں آئی ہے) وہاں کوئی اندھا دھند کھوکھلا پروپیگنڈا ہے۔ اس کے نتیجہ میں طلاق ہے اثر مراسل و مواصلات ہے روح اور بے نور بن جاتے ہیں۔ وہ ایک بھدی طرح ادا کئے جاتے ہیں۔ ان میں کسی دلوں کی ترغیبات اور شیطان کی تحریکات کو مغلوب کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ وہاں کوئی یا اثری و انقلاب انگیزی نہیں رہتی ہے۔ یہ آیت کریمہ بتاتی ہے کہ ایسی حالت میں ہدایت و ہدایت کے نقدان یا اندراج کا یا اثر صحابی مترتب نہیں ہوتا۔ ان سے محرومی کا یا ایسے واقعہ اور یہ دلوں کے صحیح دل تک پہنچ جانے کا ان میں شرارت سے ایمان میں تحریک پیدا ہوتی ہے دلوں کے زنگ دور ہوتے ہیں اور کفر کی طاقت اور اس کی قوت کا جذبہ ہوتا ہے۔ اسی وقت کوئی ایسی دعوت (تحریک) اصلاح و ارشاد اور اقدام خداوندی سے جو اس دین کا بھیجنے سے (نبی رسول) سامنے آتی ہے جو اس "ہدایت" پر مشتمل ہے، دلوں کا زنگ دور کرتی ہے، امت کو مصیبت سے حقیقت اور "ہدایت" سے ہدایت و انقلاب کی کیفیت کی طرف لاتی ہے۔ اسلام میں تجدید و اصلاح کی تاریخ اور مجددین و مصلحین کے مستند تذکروں کے مطالعہ سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ ان کا شدید کمی "ہدایت" تھی جو مسلم معاشرہ میں سرایت کر چکی ہوتی ہے اور دیمک کی طرح اس کے سرمایہ اشاعت و ہدایت کو چاٹ چکی ہوتی ہے اور ہدایت بعض اوقات

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ

خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ

اور جب تم ان (کے جسم) کو دیکھتے ہو تو ان کے جسم تمہیں (اچھے) اچھے معلوم ہوتے ہیں اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو تم ان کی تحریر سے سنتے ہو گویا کہ وہ (بے جان) لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگا دی گئی ہیں (کہ ایک طرف کو ڈھلک گئی ہیں) وہ ہدایت خداوندی کی کتاب و حکمت کے تعلق و مطالعہ کے اثر سے دلی ہدایت سے تحریک نہ حاصل کرتے ہیں جس سے اس رحمت کا نزول ہوتا ہے جس سے امت میں ایک دینی آیندگی اور دینی حیثیت رضاء الٰہی کے حصول کا ایک زندہ جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کی قوت میں بڑھ جاتی ہے اس کو بڑی سے بڑی قربانی آسان معلوم ہونے لگتی ہے۔ بعض اوقات

قرون وسطیٰ کی یاد تازہ کرنے والے واقعات سامنے آتے ہیں اور ایمان کی روح پر وہ بیماری کے حملے شروع ہو جاتے ہیں۔

لیکن یہ بھی تاریخ اصلاح و دعوت کا واقعہ ہے اور فطرت انسانی کی کارفرمائی کہ خود اس اصلاح و دعوت کے اندر اسی طریق کار میں ضرور زیادتیاں "رسمیت" کے پیدا ہو جاتی ہیں اور جو چیز کو مٹانے اور دبانے کو چلائے کوئی نئی رسم پیدا ہو جاتی ہے اور ایک "رسم" (routine) کی کمزوری ہے اور اس کو خود ایک نئی اصلاحی دعوت اور ایک طاقت ور شخصیت کی ضرورت پیش آ جاتی ہے جو اس خواب آلود اور ایک کے فقیر کے نظام اور طریق کار کی اصلاح کرے اور اس میں جو بدعت، مفاسد، غلو اور جمود پیدا ہو گیا ہے اس کو توڑے اور اس معاشرہ میں کسی اور طریقہ سے جو کتاب و سنت سے ماخوذ اور اصول و مقاصد کے مطابق ہو معاشرہ کی رسمیت کو دور کرے اور ایمان و بیدار اور قوت عمل پیدا کرے۔

اس صورت حال کو سمجھنے کے لئے مثال پیش کی جاتی ہے جو ایک نباتیات کی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس سے بڑا حق حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بندہ نے ایک فاضل دوست سے بتایا کہ دریائے کنارے پر واقع ہونے کی وجہ سے ان کے کتب خانہ میں جلد جلد دیمک لگ جاتی تھی اور قیمتی کتابیں تلف ہو جاتی تھیں، وہ پریشان تھے کہ اس کا کیا علاج کریں، ایک تجربہ کار دوست نے بتایا کہ اگر اونٹ کی ہڈی اس کتاب خانہ میں رکھوا دی جائے تو دیمک نہیں لگتی۔ انہوں نے بڑی مشکل سے اونٹ کی ہڈی حاصل کی لیکن ان کی حیرت و پریشانی کی کوئی حد نہ رہی جب انہوں نے ایک دن دیکھا کہ اونٹ کی اس ہڈی میں خود دیمک لگ گئی۔

یہاں ایک باریک بات سمجھ لیں وہ یہ کہ ایک نبی کرتا ہے اور ایک مجدد، اور ایک مصلح ہوتا ہے۔ نبی کی شان یہ ہوتی ہے کہ اس کے بتلائے ہوئے طریقہ کے بغیر نجات ہی نہیں ہو سکتی اور اس کی ہدایت حاصل کئے بغیر اللہ کی رضا اور کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس میں کسی قسم کی مداہنت یا تساہل کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن مجددین اور مصلحین کا حلقہ یہ نہیں ہے ہر مجدد اور ہر دعوتی مصلح کی پیروی سے دین کو اور دین کے طالبوں کو نفع پہنچتا ہے مثلاً کسی مجدد کے طریقہ سے تزکیہ کے جذبات بڑھتے ہیں۔ لہٰذا اس کے طریقہ کی پیروی سے تزکیہ کے جذبات بڑھیں

گے اور ایک دوسرے مجدد کے طریقہ سے انفاق فی سبیل اللہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں لہذا اس کے اثر سے انفاق و ایثار کے جذبات پیدا ہوں گے۔ ایک دوسرے مجدد کے طریقہ سے اخلاق کی اصلاح اور صفائی معاملات کا اہتمام پیدا ہوتا ہے تو اس سے تعلق دوا تنگی خاص طور سے اس میں موثر ہوگی۔

بہر حال نبی کے طریقہ پر نجات کا انحصار ہوتا ہے اور بالکل اسی طریقہ پر چلنا لازم لیکن کسی مجدد و مصلح کا سہارا یہ نہیں۔ خاص خاص ترقیوں تو ان کی امتیاز اور وابستگی سے ہوتی ہیں، لیکن نجات اس پر منحصر نہیں ہوتی۔

ایک بات یہ بھی جاننی چاہئے کہ امت میں طبقات کا اتنا اختلاف ہے اور اذہان کا اتنا تفاوت ہے اور حالات ایسے مختلف ہیں کہ کوئی دعوت و تحریک اور کوئی اصلاحی جدوجہد یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ تمام طبقات کو متاثر کر سکتی ہے اور ان کی تسکین کا سامان کر سکتی ہے اور ان کی استعداد کے مطابق دینی غذا فراہم کر سکتی ہے۔ کوئی ذہن تقریر سے متاثر ہوتا ہے کسی پر لٹریچر اثر انداز ہوتا ہے اور کوئی کسی دوسرے ذریعہ سے متاثر کیا جا سکتا ہے اسی طرح واحد طریقہ کار سے ہر جگہ، ہر حال میں اور ہر حالت میں کامیابی مشکل ہے اس حقیقت کو نہ سمجھنے اور اس کے مطابق نہ چلنے سے لوگوں سے بڑی غلطیاں ہوئی ہیں، بہت سے لوگ فاضل قدر اور بڑے مخلص ہیں لیکن ان لوگوں کا اس وقت تک دل خوش نہیں ہوتا جب تک کہ ہر شخص اسی مخصوص طرز پر کام نہ کرے جس کو اس نے اختیار کیا ہے حالانکہ عمومی اصلاحی و انقلابی تحریکوں اور دعوتوں کا معاملہ یہ نہیں ہوتا۔ وہاں ہر چیز اس کے صحیح مقام پر رکھی جاتی ہے اور ٹھیک چوکھٹے میں بٹھائی جاتی ہے ہر شخص سے وہی کام لیا جاتا ہے جس کا وہ زیادہ اہل ہو اور اس میں دوسروں سے ممتاز ہو اور جس کو دوسروں سے بہتر طریقہ پر انجام دے سکتا ہو۔

یہ اللہ کی طرف سے انتظام سمجھنا چاہئے کہ کچھ لوگ اس راستہ سے دین تک آ جائیں اور کچھ اس راستہ سے آ جائیں، اپنے طریق کار کو مناسب طریقہ سے ان کے سامنے اکثر پیش کرتے رہنا چاہئے لیکن اس طرح نہیں کہ اس میں دین کے دوسرے کاموں اور دینی و اصلاحی مساعی کی نفی اور تحقیر ہوتی ہو اور اخلاص سے کام کرنے والوں کی ہمت شکنی اور انتہائی مایوسی اور بد دلی پیدا ہو اس طرح امت کے مختلف طبقات اور جماعتوں میں تعاون علی البر والتقویٰ کی روح

وما علینا الا البلاغ المبین